خطبات مسجد نبوی کی روشنی میں 1

عقیدۂ توحید

خطبات مسجد نبوی کی روشنی میں

از قلم

ڈاکٹر عبدالمحسن بن محمد القاسم

امام وخطیب مسجد نبوی شریف

باللغة الأردية

عقیدۂ توحید

خطبات مسجد نبوی کی روشنی میں

عبدالمحسن بن محمد القاسم، ١٤٤٤ھ-

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

القاسم، عبدالمحسن بن محمد

عقیدۂ توحيد خطبات مسجد نبوي كي روشني ميں (التوحيد من خطب المسجد النبوي). /
عبدالمحسن بن محمد القاسم - ط ١ -. المدينة المنورة، ١٤٤٤ھ - ترجمہ: ڈاکٹر محفوظ الرحمن
محمد خلیل الرحمن مدنی، پی ایچ ڈی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ ٢٠٩ص؛.. سم

ردمک: ١-٢٦٢٠-٠٤-٦٠٣-٩٧٨

١-خطبة الجمعة ٢-الخطب الدينية أ. العنوان

ديوي ٢١٣ ١٤٤٤/١٠٢٥ — رقم الإيداع: ١٤٤٤/١٠٢٥

ردمک: ١-٢٦٢٠-٠٤-٦٠٣-٩٧٨

کتاب لوڈ کرنے کے لیے بار کوڈ اسکین کریں

a-alqasim.com

عقیدۂ توحید

خطبات مسجد نبوی کی روشنی میں

از قلم

ڈاکٹر عبدالمحسن بن محمد القاسم

امام وخطیب مسجد نبوی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لله رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِه وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِيْنَ.

امابعد: بیشک اللہ تبارک وتعالی کی وحدانیت بندوں پر سب سے پہلا فرض ہے اور یہی وہ واحد چیز ہے جسکی خاطر اللہ تعالی نے تمام جنوں اور انسانوں کو پیدا فرمایا اور اسی توحید کا پیغام دیکر تمام انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا اور اپنی کتابیں نازل فرمائیں اور اسکے ماننے والوں کے لئے جنت کا وعدہ فرمایا، عقیدہ توحید کے اس عظیم رتبے کے باعث لوگوں کو اسکی دعوت دینا عظیم ٹھہرا۔ لہذا اس بنیادی عقیدے کی عظمت کے پیش نظر میں نے اس موضوع پر مسجد نبوی میں چند خطبات دیئے اور پھر ان تمام خطبات کو اس کتاب میں جمع کیا ہے اور اسکا نام رکھا ہے **"عقیدۂ توحید، خطباتِ مسجد نبوی کی روشنی میں"** جس میں مجموعی طور پر چودہ (14) خطبے ہیں اور پہلے خطبے میں مقدمہ (ابتدایہ کلمات) اور خاتمہ (آخری کلمات) شامل ہیں جو باقی خطبوں میں بھی پڑھے جاسکتے ہیں تاکہ اس سے خطباء اور دوسرے پڑھنے والے لوگ مستفید ہوسکیں۔

اللہ تعالی سے دعا گوہوں کہ اللہ تعالی اس کتاب کو نافع بنائے اور اسے اپنی خوشنودی کا ذریعہ بنائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِه وَصَحْبِه أَجْمَعِيْنَ.

ڈاکٹر عبدالمحسن بن محمد القاسم

امام وخطیب مسجد نبوی

توحید کی اہمیت(*)

بیشک تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

حمد وصلاۃ کے بعد یہ کہ: اللہ کے بندوں اللہ تعالی سے ڈرتے رہو جسطرح اس سے ڈرنے کا حق ہے، کیونکہ تقوی کے سبب ہی آنکھوں اور دلوں میں نورانیت پیدا ہوتی ہے اور گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اے مسلمانو! بیشک اللہ تعالی کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں فطرت اور عقل سلیم کے موافق سالم ایسا دین عطا فرمایا ہے، جو ہر زمان و مکان کیلئے مناسب ہے، جس میں علم، عبادات، قول، عمل اور عقیدہ سبھی کچھ ہے، اس دین حق کے علاوہ اللہ تعالی کے ہاں اور کوئی بھی دین قابل قبول نہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي ٱلْءَاخِرَةِ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ﴾

ترجمہ: (اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں سے ہوگا۔)[آل عمران: 85]

اس دین میں ایک ایسا کلمہ بھی ہے کہ جو بھی بندہ اس پر صدق دل سے پورا اترا اور اسکے مطابق اللہ تعالی کی خوشنودی کیلئے عمل کرتا رہا تو وہ جنت میں بغیر حساب وکتاب کے داخل ہوگا اور وہ کلمہ **"لاالہ الااللہ"** ہے جو پاکیزہ کلام، افضل ترین عمل اور ایمان کا سب سے اعلی و برتر شعبہ ہے کہ جس شخص نے بھی اسکا صدق دل سے اقرار کیا وہ دین کی اعلی ترین بلندیوں پر پہنچ جائے گا۔ اور یاد رکھیں کہ اس کلمہ کا محض اقرار کرلینا ہی دین اسلام میں داخل ہونے یا اس پر قائم رہنے کے لئے کافی نہیں بلکہ اسکے ساتھ ساتھ شرک کا انکار اور اللہ تعالی کی وحدانیت کے تقاضے اور کلمہ کے مفہوم کا علم اور پھر اسکے مطابق عمل کرنا بھی امر

(*) یہ خطبہ میں نے مسجد نبوی میں جمعہ کے دن بتاریخ 24 ذوالحج 1422 ھجری کو دیا تھا۔

واجب اور ضروری ہے۔اور مسلمان اپنے ایمان اور عقیدے میں سچا اور احکامات الٰہیہ اور شرعی اور تقدیری فیصلوں میں بھی اللہ تعالی کا مکمل فرمانبردار ہوتا ہے، وہ اپنی حاجات کو اللہ تعالی کے سوا کسی اور کے سامنے پیش نہیں کرتا اور نہ ہی وہ اپنے غموں سے نکلنے کے لئے کبھی غیر اللہ کا سہارا لیتا گا۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَإِن يَمْسَسْكَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَ ۖ
وَإِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ﴾

ترجمہ: (اور اگر تجھے اللہ تعالی کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر اللہ تعالی تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ قدرت والا ہے۔)[الأنعام: 17]

اور اکیلے اللہ تعالی سے دعائیں مانگنا بڑی عظیم عبادت ہے بلکہ تمام عبادتوں سے افضل ترین عبادت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اللہ تعالی کے ہاں دعا سے بڑھ کر کوئی چیز قابل اکرام نہیں۔**(مسند احمد)اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں: **(دعا سب سے افضل ترین عبادت ہے)**

لہذا جب آپ پر پریشانیاں اور تکالیف آپڑیں اور آپکو اپنے سامنے سارے دروازے اور راستے بند نظر آئیں تو آپ اسی عظیم ہستی اللہ تعالی کو پکاریں، کیونکہ اس سے جو بھی سوال کرتا ہے وہ اسے عطا فرماتا ہے اور جو اسکی پناہ میں آتا ہے وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا:**(جب سوال کرنا ہو تو صرف اللہ تعالی سے کرو اور جب مدد طلب کرنی ہو تو بھی صرف اللہ تعالی سے کرو، اور یقین رکھو کہ اگر پوری امت اس پر متفق ہو جائے کہ تم کو نفع پہنچائے تو وہ تم کو کچھ نفع نہیں پہنچا سکتی مگر اس چیز کا جو اللہ تعالی نے تمہارے لیے لکھ دی ہے،اور اگر اس پر متفق ہو جائے کہ تمہیں کچھ نقصان پہنچا دیں تو ہر گز نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اس چیز کا جو اللہ تعالی نے تمہارے لئے لکھ دی ہے)**۔(جامع ترمذی)، چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اللہ تعالی سے سوال کرتے وقت کبھی گھبرانا نہیں چاہیئے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:**(ہر چیز اللہ تعالی سے ہی مانگو حتی کہ چپل کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو**

بھی اللہ تعالی سے سوال کرو کیونکہ یہ چیز بھی جب تک اللہ تعالی ہی میسر نہیں فرمائے گا تو اس وقت تک یہ میسر نہیں ہوگی)۔(مسند ابو یعلی)، فوت شدگان اور غائب افراد کے بارے میں سن لیں، وہ تو اپنی ذات کیلئے نفع نقصان تک کے مالک نہیں ہیں کجا یہ کہ کسی اور کو فائدہ پہنچا سکیں، اور ویسے بھی میت تو خود اپنے لئے دعا کا محتاج ہوتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی تعلیم ہے کہ جب قبرستان جاؤ تو مُردوں کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کریں، نہ کہ ان سے مدد طلب کریں۔ ہمارا رب کریم تو سننے اور دیکھنے والی تمام صفات سے متصف ہے اور توحید ربوبیت میں قدغن اور توحید الوہیت میں کمی یہ بھی ہے کہ آپ اپنی دعا میں اپنے اور اللہ تعالی کے درمیان اوروں کے واسطے دیتے پھریں، جبکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ٱدۡعُونِيٓ أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ﴾

ترجمہ: (اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا) [غافر: 60]

اور کلمہ توحید کے منافی امور میں سے یہ بھی ہے کہ غیر اللہ کے لئے خون بہایا جائے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿قُلۡ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحۡيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ * لَا شَرِيكَ لَهُۥۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرۡتُ وَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلۡمُسۡلِمِينَ﴾

ترجمہ: (آپ فرمادیجئے کہ بے شک میری نماز، میری قربانیاں، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ تعالی ہی کے لیے ہے جو رب ہے سارے جہان کا۔)[الأنعام: 162]

ترجمہ: (اس کا کوئی شریک نہیں، اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں) [الأنعام: 163]

خانہ کعبہ کا طواف بھی ایک ایسی عبادت ہے جو ساری کی ساری اللہ تعالی کے سامنے عاجزی اور انکساری پر مشتمل ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلۡيَطَّوَّفُواْ بِٱلۡبَيۡتِ ٱلۡعَتِيقِ﴾

ترجمہ:(اور اللہ تعالی کے اس قدیم گھر کا طواف کریں) [الحج: 29]

باقی قبروں اور آستانوں کا طواف کرنا جنت سے محرومی کا سبب ہے۔ضرورت کے وقت اللہ تعالی کی نام پر سچی قسم اٹھانا بھی رب العالمین کی تعظیم کا ایک پہلو ہے اور غیر اللہ کا حلف اٹھانا رب تعالی کی عظمت میں کمی کرنے کے مترادف ہے،اسی لئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(**جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے شرک کیا، یا فرمایا کہ کفر کیا**)۔(جامع ترمذی)

اور جس شخص نے نظر بد دور کرنے کے لئے یا کوئی اور نفع حاصل کرنے کے لئے کسی تعویذ گنڈے کا سہارا لیا تو وہ نبی کریم ﷺ کی اس بد دعا کا مستحق ہو گا کہ اللہ تعالی اسکی حاجت کو پورا نہ کرے،اور معاملہ بر عکس ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**جو تعویذ لٹکائے اللہ تعالی اسکی حاجت کو پورا نہ کرے**)۔(سنن ابی داؤد)۔اور نبی کریم ﷺ نے ایک تعویذ پہنے شخص کی بیعت لینے سے ہی انکار فرمادیا تھا، جیسا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک لشکر آیا تو نبی کریم ﷺ نے ان میں سے (9) اشخاص کی بیعت قبول فرمالی اور ایک سے بیعت لینے سے انکار فرمادیا، تو لوگ کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے (9) اشخاص سے بیعت لی جبکہ ایک سے نہیں لی ؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**اس نے تعویذ پہنا ہوا ہے**) اور پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ ڈال کر اس تعویذ کو توڑ ڈالا اور پھر فرمایا: **جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا**)۔(مسند احمد)۔

پس سختیوں اور غموں کی بھرمار میں اسی اکیلی اور انصاف کرنے والی ذات کی طرف رجوع کرنا چاہئے کیونکہ وہی بہترین دعائیں قبول فرمانے والا ہے،اور جس شخص نے اپنے آپکو اللہ تعالی سے جوڑے رکھا اور اپنی ضرورتیں اسی کے سامنے رکھیں اور اسی سے التجائیں کی اور سارے کے سارے اپنے معاملات اسی کے سپرد کردئے اللہ تعالی اسکے ہر سوال کو پورا فرمائے گا اور اسے ہر تنگی سے نجات دلائے گا۔اسکے برعکس جس شخص نے کسی اور سے امیدیں وابستہ کررکھیں اور کسی کے علم و عقل اور دھاگوں سے تسکین حاصل

کرنے کی کوشش کی اور غیر اللہ کے تصرف و قوت پر یقین رکھا تو اللہ تعالی بھی اسکو اسی کے حوالے کر کے ذلیل کر دیتا ہے۔ "**تیسیر العزیز الحمید**" میں لکھا ہے کہ یہ بات دلائل اور تجربات دونوں سے ثابت ہے۔ دین اسلام کو منہدم کرنے کا ایک ہتھیار یہ بھی ہے کہ جادگروں، شعبدہ بازوں، نجومیوں، مستقبل کی خبریں دینے والوں اور کاہنوں کے پاس جایا جائے جنکے بارے میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَآ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾

ترجمہ: (اور وہ دونوں کسی شخص کو نہ سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو صرف آزمائش کے لیے ہیں، تو کافر نہ بن) [البقرة: 102]

اور حدیث شریف میں آتا ہے: (**جو شخص کسی کاہن یا نجومی کے پاس آیا اور اسکی بتائی ہوئی باتوں کی تصدیق کی تو گویا اس نے حضرت محمد ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت کا انکار کر دیا**)۔(مسند احمد) اور جس کسی نے بھی جادو گروں سے کسی اور کو نقصان دینے کا کام لیا تو اس مکر و فریب کا وبال اسی شخص پر واپس آکر پڑے گا۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَلَا يَحِيقُ ٱلْمَكْرُ ٱلسَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِۦ﴾

ترجمہ: (تدبیروں کا وبال ان تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے) [فاطر: 43]

اندھیرے کو اندھیرے کے ذریعے ہی ختم نہیں کیا جا سکتا اسی طرح جادو کی تاریکی اور شر کو قرآن کریم کے نور کے ذریعے ہی ختم کیا جا سکتا ہے، نہ کہ اس جیسے دوسرے جادو سے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾

ترجمہ: (اور یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں وہ ایمانداروں کے لئے تو سراسر شفا اور رحمت ہے۔) [الإسراء: 82]

لہذا اے میرے مسلمان بھائی! اپنے عقیدے کی حفاظت کر کیونکہ یہ آپکا سب سے قیمتی اور مایہ ناز

اثاثہ ہے۔اور شرک جو ہے وہ فطرت سلیمہ کے نور کو بجھا دیتا ہے اور بد بختی اور دشمن کے مسلط ہونے کا سب سے بڑا باعث بنتا ہے۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے۔

﴿فَٱسۡتَمۡسِكۡ بِٱلَّذِيٓ أُوحِيَ إِلَيۡكَۖ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٖ * وَإِنَّهُۥ لَذِكۡرٞ لَّكَ وَلِقَوۡمِكَۖ وَسَوۡفَ تُسۡـَٔلُونَ﴾

ترجمہ: (یہ جو وحی آپکی طرف کی گئی ہے اسے مضبوط تھامے رکھیں یقین مانیں کہ آپ راہ راست پر ہیں) [الزخرف: 43]

ترجمہ: (اور بے شک وہ (قرآن) آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے ایک نصیحت ہے، اور عنقریب تم سب سے اس کی بازپرس ہوگی) [الزخرف: 44]

اللہ تعالی مجھے اور آپکو قرآن کریم کے ذریعے برکتیں عطا فرمائے۔۔۔۔

دوسرا خطبہ

اللہ تعالی کے احسانات پر ہم اسکا شکر بجالاتے ہیں۔

اے مسلمانو! کلمہ شہادت کے بعد اسلام کا دوسرا بڑا رکن نماز ہے، اور یہی وہ عبادت ہے جسکا قیامت کے روز سب سے پہلے حساب ہوگا، آپکو چاہیے کہ آپ اس کی ادائیگی میں سستی سے کام نہ لیں بلکہ باجماعت ادا کریں، اور یہ رب العالمین کی ایسی فرمانبرداری ہے جس میں سستی بالکل بھی حائل نہیں ہونی چاہیے، اور اسکے بدلے میں اللہ تعالی نے جو انعامات تیار کر رکھے ہیں اس سے بالکل بھی آپکو مستغنی نہیں ہونا چاہئے۔ اور آپکا اپنے رب کی ذات سے جتنا تعلق مضبوط ہوگا اتنے ہی آپ کیلئے بھلائی کے دروازے کھلیں گے۔ گناہوں اور نافرمانیوں سے مکمل اجتناب کرو، ورنہ یہ آپ پر نیکی کرنے کو بہت بھاری بنادیں گے۔ اللہ تعالی کی طرف لوگوں کو بلانے میں اللہ تعالی کے دین کی سربلندی ہے اور یہ انبیاء کرام کا شیوہ ہے اور یہ سب سے اچھی اور عزت والی بات ہے۔ آپ بیماری کو بھی پہچانیں اور اسکے لئے مناسب دوا بھی تجویز کریں، اور جنہیں دعوت دیتے ہو انکے حالات وضروریات سے باخبر رہو اور لوگوں کی پریشانیوں کا حل نکالو، نہ کہ اپنی پریشانیاں لوگوں پر ڈالو۔ اور خوب توبہ واستغفار کرو، کیونکہ دارومدار سارے کا سارا خاتمہ اچھا ہونے پر ہے نہ کہ ناقص ابتداء پر۔ اور نیکی کے قبول ہونے کی نشانی یہ ہے کہ بعد میں بھی دوسری نیکی کی توفیق مل جائے۔

امام قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (یہ قرآن تمہاری بیماریوں اور اسکی دواؤں کے بارے میں تمہاری رہنمائی کرتا ہے، بیماری تمہارے گناہ ہیں جبکہ اسکی دوائیں صرف استغفار ہے اور یہ ہی جنت میں داخلے کا سبب ہے اور اسی میں آپکی طاقت اور اچھی اور محفوظ زندگی کا راز ہے)۔ امام ابو المنہال رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (قبر میں انسان کا استغفار سے اچھا کوئی پڑوسی نہیں ہوگا)۔ "اور پھر یہ بھی ذہن نشین کرلو کہ اللہ تعالی نے تمہیں اپنے نبی کریم ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔"

توحید کولازم پکڑنے کا بیان(*)

یقیناً تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں، ہم اس کی اور اپنے گناہوں کی بخشش بھی مانگتے ہیں، نفسانی وبُرے اعمال کے شر سے اُسی کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ تعالی ہدایت عنایت کر دے اسے کوئی بھی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کر دے اس کا کوئی بھی رہنما نہیں بن سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبودِ بر حق نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، لاتعداد درود و سلام ہوں آپ ﷺ پر، آپکی اولاد پر اور آپکے اصحاب پر۔

حمد وصلاۃ کے بعد: اللہ کے بندو، اللہ تعالی سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اللہ کا خوف آپکے پیش نظر رہے تنہائی اور تاریکی میں بھی۔

عقیدہ توحید کے ساتھ تو اہل ایمان کو مخاطب کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے ایمان ویقین میں مزید بڑھتے چلے جائیں۔ جیساکہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ ءَامِنُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَٱلۡكِتَٰبِ ٱلَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ وَٱلۡكِتَٰبِ ٱلَّذِيٓ أَنزَلَ مِن قَبۡلُۚ﴾

ترجمہ: (اے ایمان والو! اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جو کتاب اس نے اپنے پیغمبر (نبی آخرالزماں) پر نازل کی ہے اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی تھیں سب پر ایمان لاؤ۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں اور روز قیامت سے انکار کرے وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا) [النساء: 136]

(*) یہ خطبہ میں نے مسجد نبوی میں جمعہ کے دن بتاریخ 24 ذی القعدہ 1419 ھجری کو دیا تھا۔

تاکہ اہل ایمان اپنے دین کی حقانیت پر راضی رہیں اور ایمان میں کسی قسم کے نقص و کوتاہی واقع ہونے سے ڈرتے رہیں، بلکہ اللہ تعالی نے تو تمام نبیوں اور رسولوں کو مخاطب فرما کر شرک سے بچنے اور شرک و مشرکین سے برائت اور دوری کا حکم دیا، ویسے ناممکن ہے کہ انبیاء کرام کی یہ مقدس جماعت اس شرک میں واقع ہو۔اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾

ترجمہ: (جب ہم نے ابراہیم کے لیے کعبہ کی جگہ معین کر دی اس شرط پر کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا)۔ [الحج: 26]

اللہ تعالی نے اپنے برگزیدہ پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو حکم فرمایا:

﴿وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾

ترجمہ: (اور آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہیں، اور مشرکوں میں ہرگز شامل نہ ہوں)۔ [القصص: 87]

اور اسی طرح آپ ﷺ سے یہ بھی فرمایا:

﴿فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ﴾

ترجمہ: (اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکاریں ورنہ آپ بھی عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے) [الشعراء: 213]

اور اسی بات کی گمراہوں کو بھی دعوت دی گئی تاکہ وہ ہدایت کا راستہ اختیار کریں۔اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ

وَلَا نُشۡرِكَ بِهِۦ شَيۡـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا أَرۡبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِۚ
فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَقُولُواْ ٱشۡهَدُواْ بِأَنَّا مُسۡلِمُونَ﴾

ترجمہ: (آپ کہہ دیجئے کہ اے اہلِ کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم سوائے اللہ کے اور کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور سوائے اللہ کے کوئی کسی کو رب نہ بنائے، پس اگر وہ پھر جائیں تو آپ کہہ دیں گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہیں)۔ [آل عمران: 64]

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ **عبادات** میں اللہ تعالی کی وحدانیت ہی دین کی اصل اور **معاملات** کی بنیاد ہے، اسی پر قبلہ کی تنصیب اور اور امت کی بنیاد ہے، یہی کتاب اللہ کا پہلا حکم ہے اور **شرک** سے منع کرنا بھی وہ پہلا حکم ہے جو **کتاب اللہ** میں دیا گیا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعۡبُدُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُمۡ وَٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ ۞
ٱلَّذِي جَعَلَ لَكُمُ ٱلۡأَرۡضَ فِرَٰشٗا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءٗ وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءٗ
فَأَخۡرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزۡقٗا لَّكُمۡۖ فَلَا تَجۡعَلُواْ لِلَّهِ أَندَادٗا وَأَنتُمۡ تَعۡلَمُونَ﴾

ترجمہ: (اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور انہیں جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔) [البقرة: 21]

ترجمہ: (جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے تمہارے کھانے کے لیے پھل نکالے، سو کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ حالانکہ تم جانتے بھی ہو۔) [البقرة: 22]

دین اسلام میں کوئی اس وقت تک داخل ہو ہی نہیں سکتا جب تک اللہ تعالی کی وحدانیت کا برملا اعلان نہ کردے۔ اور نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق یہی وہ آخری کلمہ ہے جسکے ساتھ مسلمان اس دنیا سے رحلت کرنا پسند کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**لقِّنوا مَوْتَاكم لا إلهَ إلَّا اللهُ**)

ترجمہ: (اپنے مرنے والوں کو کلمہ لاإلہ إلا اللہ کی تلقین کیا کرو۔) (صحیح مسلم)

اور اس عقیدے کے برعکس (یعنی شرک) میں واقع ہو جانا اپنی اولاد کو قتل کرنے سے بھی زیادہ خطرناک ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اللہ تعالی کے نزدیک سب سے خطرناک گناہ کونسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھراؤ حالانکہ اس اللہ نے تمہیں پیدا فرمایا ہے" حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اسکے بعد کونسا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ("تم اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کردو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائیں گے")۔ (صحیح البخاری)

اسی وجہ سے قرآن کریم میں تاکید کے ساتھ شرک کی نفی کی گئی ہے اور بار بار توحید کا حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالی نے تسلسل کے ساتھ بار بار اسکا تذکرہ فرمایا اور اس کی مثالیں بیان فرمائیں۔"

اللہ تعالی کی عبادت کا حکم دینا انبیاء کرام کی سب سے پہلی دعوت ہے، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے والد کو دعوت دینے کا آغاز اسی سے فرمایا تھا:

﴿إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَٰٓأَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْـًٔا﴾

ترجمہ: (اباجان! آپ ایسی چیزوں کی کیوں عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں، نہ دیکھتی ہیں، اور نہ ہی آپ کا کوئی کام کر سکتی ہیں۔) [مریم: 42]

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے فرائض کی فرضیت سے قبل اس توحید کی عظمت کے پیش نظر لوگوں کو دس سال تک عقیدہ توحید کی طرف بلاتے رہے، اور آپ ﷺ نے داعیوں کو بھیجتے وقت بھی یہی ہدایت فرمائی کہ انکی پہلی دعوت عقیدہ توحید کی طرف ہی ہونی چاہیئے۔ نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو ان سے فرمایا:

(اے معاذ آپ ایسی قوم کے پاس جارہے ہیں جو اہل کتاب ہے، لہذا سب سے پہلے انکو یہ دعوت دینا

کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔)(متفق علیہ)

اہل توحید کے امام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے ان کلمات کے ساتھ دعا مانگی:

﴿وَٱجۡنُبۡنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعۡبُدَ ٱلۡأَصۡنَامَ﴾

ترجمہ: (اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے بچا کر رکھنا۔)[إبراهيم: 35]

حضرت ابراہیم التیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"کون ایسا ہوگا جو ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ اس مصیبت سے محفوظ رہ سکے؟!"۔

بیشک انبیاء کرام نے اپنے بیٹوں کو مرتے دم تک صحیح دین اور خالص عقیدہ توحید پر ثابت قدم رہنے کی وصیت فرمائی:

﴿وَوَصَّىٰ بِهَآ إِبۡرَٰهِـۧمُ بَنِيهِ وَيَعۡقُوبُ يَٰبَنِيَّ إِنَّ ٱللَّهَ ٱصۡطَفَىٰ لَكُمُ ٱلدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسۡلِمُونَ﴾

ترجمہ: (اسی بات کی وصیت ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام نے اپنے بیٹوں کو کی کہ اے میرے بیٹو! بے شک اللہ تعالی نے تمہارے لیے یہ دین چن لیا سو تم ہر گز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔)[البقرة: 132]

اور یہی وہ چیز ہے جس کے متعلق انبیاء کرام نے بستر مرگ پر بھی اپنی اولاد سے سوال کیا:

﴿أَمۡ كُنتُمۡ شُهَدَآءَ إِذۡ حَضَرَ يَعۡقُوبَ ٱلۡمَوۡتُ إِذۡ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعۡبُدُونَ مِنۢ بَعۡدِيۖ قَالُواْ نَعۡبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ ءَابَآئِكَ إِبۡرَٰهِـۧمَ وَإِسۡمَٰعِيلَ وَإِسۡحَٰقَ إِلَٰهًا وَٰحِدًا وَنَحۡنُ لَهُۥ مُسۡلِمُونَ﴾

ترجمہ: (کیا تم حاضر تھے جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو موت آئی تب انہوں نے اپنے بیٹوں

سے کہا تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے ؟انہوں نے کہا ہم آپ کے اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام کے معبود کی عبادت کریں گے جو ایک ہے،اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے)۔ [البقرة: 133]

اے مسلمانو! راہ راست کی ہدایت سب سے اہم ہدف ومطلب ہے اور اسکا حاصل ہو جانا اللہ تعالی کا سب سے بڑا انعام ہے۔ عقیدے کی سلامتی سخت حالات میں بھی راحت وامن کا باعث ہوتی ہے۔

﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَلَمۡ يَلۡبِسُوٓاْ إِيمَٰنَهُم بِظُلۡمٍ أُوْلَٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلۡأَمۡنُ وَهُم مُّهۡتَدُونَ﴾

ترجمہ: (جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک نہیں ملایا انہیں کے لیے امن ہے اور وہی راہ راست پر ہیں) [الأنعام: 82]

صرف اللہ تعالی سے ہی امیدیں وابستہ کرنا تکالیف وآزمائش کے طوفانوں سے بچاؤ کا واحد راستہ ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿وَذَا ٱلنُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَٰضِبٗا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقۡدِرَ عَلَيۡهِ فَنَادَىٰ فِي ٱلظُّلُمَٰتِ أَن لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبۡحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ۞ فَٱسۡتَجَبۡنَا لَهُۥ وَنَجَّيۡنَٰهُ مِنَ ٱلۡغَمِّۚ وَكَذَٰلِكَ نُـۨجِي ٱلۡمُؤۡمِنِينَ﴾

ترجمہ: (اور مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کو یاد کرو) جب وہ (اپنی قوم سے ناراض ہو کر) غصے کی حالت میں چل دیئے اور خیال کیا کہ ہم ان پر قابو نہیں پاسکیں گے۔ بالآخر وہ اندھیروں میں (اللہ کو) پکارنے لگے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے (اور) بے شک میں قصوروار ہوں) [الأنبياء: 87]

ترجمہ: (تو ہم نے ان کی دعا قبول کرلی اور ان کو غم سے نجات بخشی) [الأنبياء: 88]

عقیدے کی سالمیت نیتوں کو درست کر دیتی ہے اور خواہشوں کو لگام پہنا دیتی ہے اور عمل میں

برکت پیدا کردیتی ہے اور اور ذکر خیر کو ہمیشہ قائم رکھتی ہے۔ آپ دیکھیں کہ کیا مقابلہ ہے ابو جہل کی زندگی کا حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی زندگی سے، اور کہاں حضرت بلال کے نسب کا مقابلہ ابولھب کے نسب سے، اسلئے دین میں نقصان ایسا نقصان ہے جسے کوئی فدیہ پورا نہیں کر سکتا اگرچہ وہ دنیا بھر کے سونے کی شکل میں ہی کیوں نہ ہو۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَمَاتُوا۟ وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ ٱلْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ ٱفْتَدَىٰ بِهِۦٓ﴾

ترجمہ: (بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور کفر کی حالت میں مر گئے تو کسی ایسے سے زمین بھر کر سونا بھی قبول نہیں کیا جائے گا اگرچہ وہ اس قدر سونا بدلے میں دے) [آل عمران: 91]

اے مسلمانو! یہ توحید ہی ہے جسکی وجہ سے اللہ تعالی کا یہ قدیم گھر بیت اللہ تعمیر کیا گیا، جہاں حج کرنے کے لئے نسل در نسل آنے والوں کا سلسلہ جاری ہے، اور وہاں پہنچنے کے لئے مسلمان ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں، اسی کے پڑوس میں ایمان کی دولت ہے اور اسی میں امن واطمینان ہے۔

﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَٰهِيمَ مَكَانَ ٱلْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِى شَيْـًٔا﴾

ترجمہ: (اور جب ہم نے ابراہیم کے لیے کعبہ کی جگہ معین کردی کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر) [الحج: 26]

حج کے اہم شعار (**لَبَّیْکَ لَا شَرِیکَ لَکَ لَبَّیْکَ**) تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں۔ اس میں اللہ تعالی کے شریکوں کا انکار ہی تو ہے۔ عرفہ کے دن کی سب سے بہترین دعا میں بھی توحید کی ہی سربلندی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(سب سے بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور سب سے بہترین دعا وہ ہے جو میں نے اور سابقہ

تمام پیغمبروں نے مانگی وہ ہے: ((لاالٰہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شيء قدیر)) ترجمہ: (تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے) (رواہ الترمذی)

عقیدہ توحید ہی تمام آسمانی رسالتوں کا لب لباب ہے اور دین کی بنیاد ہے اور یہی وہ حقیقی سرمایہ ہے جسکے لئے غیرت اختیار کرنا اور اسے ہر قسم کے شرک سے بچانا ہم پر واجب ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾

ترجمہ: (اور البتہ تحقیق ہم نے ہر امت میں یہ پیغام دے کر رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو)، [النحل: 36]

اے اللہ کے بندو! اخلاص والے اس کلمہ توحید اور دین پر ہی حضرت محمد مصطفی ﷺ نے اپنی دعوت کی بنیاد رکھی، اور اسی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی آنے والی نسلوں کے لئے چھوڑ کر گئے، اور (**لاالہ الااللہ**) سے زیادہ فضیلت والا کلمہ کسی کہنے والے نے آج تک نہیں کہا، اسی کلمہ پر عمل کرنا جنت کی قیمت ہے، اگر زمین وآسمان کا اسکے مدمقابل وزن کیا جائے تو یہ کلمہ ان سے بھاری ہو جائے گا۔

حضرت ابن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اللہ تعالی نے اپنے بندوں میں سے کسی بندے پر بھی (**لا الہ الا اللہ**) کی معرفت سے بڑھ کر کوئی اور عطا نہیں فرمائی۔" اصل بات یہ ہے کہ محض اسکا اقرار اس وقت تک فائدہ نہیں دیتا جب تک نفی اور اثبات کے لحاظ سے اس کلمہ کے معنی و مدلول کو نہ جانا جائے اور علم و یقین کے ساتھ اسکے معانی کو سمجھ نہ لیا جائے اور سچائی و اخلاص سے اس پر عمل نہ کیا جائے اور جو کچھ اس پر دلالت کرتا ہے اسے محبت و اطاعت سے قبول نہ کر لیا جائے اور اللہ تعالی کے علاوہ تمام معبودان باطلہ کی نفی نہ کر دی جائے۔

اے مسلمانو! توحید اور شرک دن ورات کی طرح ایسی دو متضاد چیزیں ہیں جو کبھی جمع نہیں ہو سکتی،

جب شرک کا وجود ہو گا تو ایمان کی نفی ہو گی، اور تیرے پروردگار نے تیرے دل و چہرے کو عزت بخشی ہے اور کسی اور کے آگے جھکنے سے بچا رکھا ہے، وہ تجھے صرف اپنی طرف رخ کرنے کا حکم دیتا ہے، لہذا اپنے دل کو صرف اسی کی طرف متوجہ رکھو اور اپنی نظر کو پستیوں کی طرف مت جھکاو، اور تو آسمان و زمین کے رب کے سوا کسی اور کو مت پکارو، اب جو شخص اس ذات کو پکارتا ہے جو زندہ و جاوید ہے جس پر کبھی موت نہیں آتی اس کے مقابلے میں اسکی کیا حیثیت ہے جو اُن مردوں کو پکارتا ہے جنکی ہڈیاں ہی قبروں میں مٹی میں مل گئیں ہیں؟

اے مسلمان! اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے ذبح کرنے سے بچ کر رہنا، کیوں کہ جانور ذبح کرنا صرف اکیلے اللہ کے لئے ہے اور یہ اسی کی عبادت ہے، اور غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا شرک ہے، اللہ تعالی ہی تیرا رب ہے جس نے تجھے پیدا کیا اور اسی نے وہ جانور تجھے عطا کیا جسے تم ذبح کرتے ہو، لہذا اسکو صرف اس رب کے لئے ذبح کرو جو تمہارا بھی خالق ہے اور اس جانور کا بھی خالق ہے۔

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنۡحَرۡ﴾

ترجمہ: (پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے)۔ [الکوثر: 2]

اور نہ قسم کھاؤ مگر صرف اللہ تعالی کی، پس اللہ تعالی کی ذات ہی تو ہے جس نے تمہیں بولنے کی صلاحیت عطا فرمائی، لہذا اسی اکیلے کا شکریہ ادا کرو اور اسکے سوا کسی کی قسم مت کھاؤ، نہ تو کسی پیغمبر کی قسم کھاؤ اور نہ ہی کسی ولی کی، اور نہ ہی کسی نعمت کی اور نہ ہی کسی مخلوق کی زندگی کی۔۔۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (**جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے شرک کیا**)(ترمذی)

اور یہ کڑے اور دھاگے اور تعویذ ایک غیر جاندار مخلوق ہے جبکہ آپ ایک جاندار مخلوق ہیں اسلئے اپنی شان کو اپنے سے کم کے سامنے گرانے سے گریز کرو جبکہ اللہ تعالی نے آپکو عزت بخشی ہے، کسی غیر جاندار کے سامنے مت جھکو کہ اسے برائی ٹالنے یا اچھائی حاصل کرنے یا نظر بد سے بچنے کے لئے سینے سے

لگالو یا بازو پر باندھ لو۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَإِن يَمۡسَسۡكَ ٱللَّهُ بِضُرّٖ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَۖ وَإِن يُرِدۡكَ بِخَيۡرٖ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِهِۦۚ﴾

ترجمہ: (اور اگر اللہ تمھیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اسے ہٹانے والا کوئی نہیں، اور اگر وہ تمھیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں) [يونس: 107]

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (من تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فقد أَشْرَكَ)

ترجمہ: (جس نے تعویز لٹکایا اس نے شرک کیا) (مسند احمد)

پس سارے تعلقات اپنے رب سے بناؤ اور سارے معاملات اسی کے سپرد کرو۔

اے مسلمانو! کچھ لوگ اس حکمت سے ہی غافل ہیں جسکے لئے انہیں پیدا کیا گیا تھا، لہذا ان پر خواہشات کا غلبہ ہو گیا اور انہیں فتنوں نے گھیر لیا، پس ان میں سے کچھ مستقبل کی خبروں کے دعویدار اور غیب جاننے کا دعوی کرنے والے جادو گروں اور شعبدہ بازوں اور دھوکے بازوں سے سے متاثر ہو گئے اور اسکے پیچھے ذلت ورسوائی اور مال لٹانے کے سوا نہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بیشک اللہ تعالی نے انکی حقیقت کو یہ فرما کر واضح کر دیا:

﴿قُل لَّا يَعۡلَمُ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ ٱلۡغَيۡبَ إِلَّا ٱللَّهُۚ﴾

ترجمہ: (کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا، اور انہیں اس کی بھی خبر نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔) [النمل: 65]

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ)

ترجمہ: (جو کسی مستقبل کی خبریں دینے کے دعویدار کے پاس آیا اور اسکی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے حضرت محمد ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت کا انکار کیا (مسند احمد و حاکم)

بعض لوگ ستاروں اور برجوں کے ذریعے قسمت آزمائی اور مردوں کی ارواح کے حاضری اور ہاتھ

پڑھ کر اپنا نصیب معلوم کرنے جیسے فتنوں میں مبتلا ہو گئے ہیں اور اس وجہ سے وہم پرستی اور اللہ کی لکھی تقدیر پر راضی نہ ہونے کے دلدل میں پھنس گئے ہیں۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿أَمۡ عِندَهُمُ ٱلۡغَيۡبُ فَهُمۡ يَكۡتُبُونَ﴾

ترجمہ:(کیاان کے پاس غیب کی خبر ہے جسے وہ لکھ لیتے ہیں۔)[الطور: 41]

اللہ کے بندو! اخلاص ہر نیک عمل کا تاج ہے، جس شخص نے اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک ٹھرایا تو یادرکھیں اللہ تعالی شرک کے معاملے میں سب سے زیادہ بے پرواہ ہے، وہ کبھی بھی اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں فرماتا، صد افسوس ان ریاکاروں پر جو نہ تو دنیا کے لئے کچھ جمع کر سکے اور نہ ہی آخرت کے لئے کوئی عمل کر سکے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: (الْمُتَشَبِّعُ بما لم يُعطَ، كَلابِسِ ثَوبَيْ زُورٍ)

ترجمہ:(جو شخص کسی ایسی چیز کے مالک ہونے کا دکھاوا کرے جو در حقیقت اسکی نہ ہو تو اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے جھوٹے کپڑے پہن رکھے ہوں)۔(متفق علیہ)۔

ریاکاروں کی لمبی امیدیں بالکل ضائع ہو گئیں اور انکی تمام کوششیں برباد ہو گئیں، دنیا میں بھی رسوائی اور آخرت میں بھی انہیں کوئی اچھا بدلہ نہیں ملے گا،اسلئے محض لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لئے کوئی کام کرنے سے گریز کرو، کیونکہ سب سے پہلے جن لوگوں سے جہنم کو بھڑکا یا جائے گا وہ اپنے عملوں میں ریاکار لوگ ہونگے۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے

﴿وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤۡتُواْ ٱلزَّكَوٰةَۚ وَذَٰلِكَ دِينُ ٱلۡقَيِّمَةِ﴾

ترجمہ: (اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ اللہ کی عبادت کریں یکسو ہو کر خالص اللہ کی اطاعت کی نیت سے دین ابراہیم علیہ السلام کے مطابق، اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیتے رہیں، اور یہی سچا دین ہے)۔ [البينة: 5]

اللہ تعالی مجھے اور آپکو قرآن کریم کی برکتیں عطا فرمائے اور اس میں جو آیات اور حکمت والی نصیحتیں ہیں ان سے مجھے اور آپکو مستفید ہونے کی توفیق فرمائے۔

اسی بات پر میں اپنا بیان ختم کرتا ہوں اپنے لئے، آپکے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے اللہ تعالی سے تمام گناہوں کی بخشش کا سوال کرتا ہوں پس تم بھی اس سے استغفار کرو بیشک وہ بہت بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں کہ اس نے ہم پر احسانات فرمائے اور اسکا شکر ہے اس نے نیک عمل کی توفیق عطا فرمائی اور ہم پر مہربانیاں فرمائیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، بیشمار درود وسلام ہوں آپ ﷺ کی ذات گرامی پر، اور آپکی آل واصحاب پر۔

اے مسلمانو! ایمان کسی گھاٹے کے سودے کا نام نہیں اور نہ ہی محض زبانی جمع خرچ اور کھوکھلے القاب کا نام ہے، دراصل حقیقی ایمان تو درست عقیدے، صحیح عمل، اللہ کے لئے محبت ونفرت، اظہار کرنے وخبر دینے، نیکی کی کوشش کرنے اور تکلیف دہ اعمال سے بچنے کا نام ہے۔ اور توحید کو ثابت کرنے کے لیے ضرورت ہے ایسی دلی اور دائمی بیداری کی جو مومن کے دل سے ہر قسم کے ایسے اثر کو زائل کردے جو اللہ تعالی کی توحید کے منافی ہو۔ اور جو شخص شرک اکبر کے دلدل میں پھنس کر اس گڑھے میں گر گیا کہ پس مردوں سے بیماری اور تنگدستی سے چھٹکارہ مانگتا رہا یا کوئی اور نفع، مال واولاد کی صورت میں مانگتا رہا یا پھر آستانوں اور مزاروں سے مدد طلب کرتا رہا یا ان قبروں کا طواف کیا، یا انکے لئے ذبح کیا یا کسی قسم کی ان سے نذر کے لیے منت مانی تو اسنے توحید ربوبیت کے مقام کی ناقدری کی اور توحید الوہیت کی توہین کی، وہ تمام جہانوں کے رب سے بدگمانی کا شکار ہو گیا اور ایسے گناہ کا ارتکاب کر بیٹھا جو اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہے، ایسے شخص پر جنت حرام کردی گئی ہے اور وہ ہمیشہ جہنم کا ایندھن بنا رہے گا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِنَّهُۥ مَن يُشۡرِكۡ بِٱللَّهِ فَقَدۡ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِ ٱلۡجَنَّةَ وَمَأۡوَىٰهُ ٱلنَّارُۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنۡ أَنصَارٖ﴾

ترجمہ: (بے شک جس نے اللہ کا کسی کو شریک ٹھہرایا سو اللہ نے اس پر جنت حرام کردی اور اس کا

ٹھکانا دوزخ ہے، اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا)[المائدة: 72]

پس آپ حق کا راستہ اختیار کریں اور ہدایت والے منہج پر گامزن رہیں اور اپنے عقیدے کی حفاظت کی کوشش کرتے رہیں، کیونکہ اللہ تعالی کی سزا سے سوائے اس اللہ تعالی کے کوئی اور نہیں بچا سکتا، اور جو کچھ اللہ تعالی کے پاس ہے اسے اللہ تعالی کے لئے مخلص ہوئے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا، اور اس نے اپنی عبادت کے لئے جو شریعت بنائی ہے اسی شریعت کے ذریعہ اللہ تعالی کا قرب حاصل کیا جا سکتا ہے۔" یہ عقیدہ توحید ہی زندگی کے اندھیروں سے نکلنے کی امیدوں کا دروازہ ہے اور اس وقت تک آپ اپنی چاہتوں اور ارادوں کو ہرگز حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ آپ اپنے تمام اقوال وافعال میں اسی اللہ تعالی کی ذات کو تنہا نہ مان لو، پس وہی آپکو مرنے کے بعد اٹھائے گا اور آپکے تمام اعمال کا حساب لے گا۔

﴿أَلَآ إِلَى ٱللَّهِ تَصِيرُ ٱلۡأُمُورُ﴾

ترجمہ: (یاد رکھو تمام معاملات کا فیصلہ خدائے برتر نے کرنا ہے۔)[الشورى: 53]

اور تمام لوگ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔" اور پھر یہ جان لو کہ بیشک اللہ تعالی نے تمہیں اپنے پیغمبر ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّۚ
يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ صَلُّواْ عَلَيۡهِ وَسَلِّمُواْ تَسۡلِيمًا﴾

ترجمہ: (بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (کریم ﷺ) پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی آپ ﷺ پر درود اور سلام بھیجو)۔ [الأحزاب: 56]

توحید کے ثمرات(*)

بیشک تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

حمد وصلاۃ کے بعد یہ کہ: اللہ تعالی کے بندوں، اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اللہ تعالی سے ڈرنے کا حق ہے، کیونکہ اللہ تعالی کا ڈر اور تقوی ہدایت والا راستہ ہے اور اس سیدھے راستے کی مخالفت بد بختی کی راہ ہے۔

اے مسلمانو! اللہ تعالی اپنی وحدانیت کے ساتھ یکتا ہے اور اس نے اپنی ذات کو ہر قسم کے شریک، اور ہم نوا سے پاک و منزہ کیا ہے، اور اپنے بندوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ صرف اور صرف اسی کی بندگی کریں۔

اللہ تعالی اپنے بندوں سے مختلف قسم کی عبادات کی ادائیگی چاہتے ہیں اور صرف اللہ تعالی کی عبادت ہی اصل دین ہے۔ اور یہی اسکی بنیاد ہے اور یہ ہی اس دین کا اہم ترین ستون ہے اور یہی دین تمام اچھائیوں کا مجموعہ ہے کہ جسکے بغیر کوئی بھی نیکی اللہ تعالی کے ہاں قبول نہیں ہوتی۔ اسکی موجودگی میں چھوٹا سا عمل بھی کئی گنا بڑھ جاتا ہے اور اسکی عدم موجودگی میں بڑے سے بڑا عمل بھی برباد ہو جاتا ہے اگرچہ وہ پہاڑوں کے مانند ہی کیوں نہ ہو۔ اور یہی انبیاء کرام علیہم السلام کی پہلی دعوت بلکہ اسکا لب لباب ہے جس کی وجہ سے ہی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت ہوئی۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيٓ إِلَيۡهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعۡبُدُونِ﴾

ترجمہ: (اور ہم نے تم سے پہلے ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا جس کی طرف یہ وحی نہ کی ہو کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں سو میری ہی عبادت کرو۔) [الأنبياء: 25]

قرآن پاک کی ہر آیت عقیدہ توحید کی واضح دلیل ہے صراحتاً یا دلالۃً، کیونکہ ان آیات میں یا توحید کے واجبات کا بیان ہے یا اسکی فضیلت و ثواب کا بیان ہے یا پھر شرک کی تردید ہے جو کہ توحید کی ضد اور

(*) یہ خطبہ میں نے مسجد نبوی میں جمعہ کے دن بتاریخ 9 جمادی الآخر 1434 ھجری کو دیا تھا۔

مدمقابل ہے، اور قرآن کریم میں پہلا حکم بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعۡبُدُواْ رَبَّكُمُ﴾

ترجمہ: (اے لوگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو) [البقرة: 21]

﴿إِيَّاكَ نَعۡبُدُ﴾

ترجمہ: (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔) [الفاتحة: 5]

﴿وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ﴾

ترجمہ: (اور ہم تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔) [الفاتحة: 5]

یعنی صرف اور صرف اسکی عبادت کرو۔ اور ہر نماز میں مسلمان اسی توحید پر قائم رہنے کا اپنے رب سے عہد کرتا ہے، اور یہ توحید اللہ تعالیٰ کا حق ہے اپنے بندوں پر اور فرائض دین میں سے توحید اولین فرض ہے، نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: (**انکو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دینا**) (متفق علیہ) اور بندے سے سب سے پہلا سوال قبر میں یہی ہو گا کہ "تیرا رب کون ہے"؟ یعنی: تیرا معبود کون ہے؟! توحید کی اہمیت اور اعلیٰ مقام کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا توحید کے علاوہ کوئی ذریعہ نہیں۔ اس لئے اہل توحید کے امام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے اسی توحید پر ثابت قدم رہنے کی دعا اپنے لئے اور اپنی اولاد کیلئے فرمائی اور کہا:

﴿رَبَّنَا وَٱجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَيۡنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسۡلِمَةً لَّكَ﴾

ترجمہ: (اے ہمارے رب ہمیں اپنا فرمانبردار بنا دے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنا فرمانبردار بنا) [البقرة: 128]

اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کرتے ہوئے کہا:

﴿تَوَفَّنِي مُسۡلِمٗا وَأَلۡحِقۡنِي بِٱلصَّٰلِحِينَ﴾

ترجمہ: (اے میرے رب! تو مجھے حالت اسلام پر موت دینا اور مجھے نیک لوگوں میں شامل فرمادینا۔)[یوسف: 101]

ہمارے نبی کریم ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے: ((**یامقلب القلوب ثبت قلبي علی دینک**)) ترجمہ: (اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو بھی اپنی فرمانبرداری کی طرف پھیر دے)۔ (صحیح مسلم)

اور یہی انبیاء کرام علیہم السلام کی وصیت بھی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَوَصَّىٰ بِهَآ إِبۡرَٰهِـۧمُ بَنِيهِ وَيَعۡقُوبُ يَٰبَنِيَّ إِنَّ ٱللَّهَ ٱصۡطَفَىٰ لَكُمُ ٱلدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسۡلِمُونَ﴾

ترجمہ: (اور اسی کلمہ توحید کی وصیت حضرت ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام نے بھی اپنے بیٹوں سے کہا کہ اے میرے بیٹو! بے شک اللہ نے تمہارے لیے یہ دین چن لیا سو تم ہر گز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو) [البقرة: 132]

انبیاء کرام علیھم السلام کا طریقہ و منہج بھی یہی رہا ہے کہ موت کے وقت بھی اپنی اولاد کو اسی کلمہ توحید کی تعلیم دیں اور اسی کے بارے میں ان سے دریافت کریں۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿أَمۡ كُنتُمۡ شُهَدَآءَ إِذۡ حَضَرَ يَعۡقُوبَ ٱلۡمَوۡتُ إِذۡ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعۡبُدُونَ مِنۢ بَعۡدِيۖ قَالُواْ نَعۡبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ ءَابَآئِكَ إِبۡرَٰهِـۧمَ وَإِسۡمَٰعِيلَ وَإِسۡحَٰقَ إِلَٰهٗا وَٰحِدٗا وَنَحۡنُ لَهُۥ مُسۡلِمُونَ﴾

ترجمہ: (تم حاضر تھے جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو موت آئی تب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے؟ تو بیٹوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کے اور آپ کے باپ دادا حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیھم السلام کے معبود کی عبادت کریں گے جو ایک معبود ہے، اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔)[البقرة: 133]

ہمارے نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام کے بچوں کو صرف اللہ تعالی سے تعلق قائم کرنے اور غیر اللہ سے امیدیں وابستہ نہ کرنے کی تعلیم دیا کرتے تھے، آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: (**اے بچے میں تجھے کچھ کلمات سکھاتا ہوں، تم اللہ تعالی کی حفاظت کرو، اللہ تعالی تمہاری حفاظت فرمائے گا، تم اللہ تعالی کی حفاظت کرو تم ہر وقت اللہ تعالی کو اپنے پاس پاؤ گے، جب بھی کچھ مانگنا ہو تو صرف اللہ تعالی سے مانگو اور جب بھی کوئی مدد طلب کرنی ہو تو صرف اللہ تعالی سے ہی طلب کرو**)۔(ترمذی)

اللہ تعالی نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اسی توحید پر ہمیں موت آنی چاہئے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾

ترجمہ: (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو جیسا اللہ تعالی سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرو مگر ایسے حال میں کہ تم مسلمان ہو)۔ [آل عمران: 102]

اللہ تعالی کو بندگی میں یکتا ماننے سے ہی سینا کھلتا ہے اور دل کو اطمئنان ملتا ہے اور بندہ مخلوق کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فَمَن يُرِدِ ٱللَّهُ أَن يَهْدِيَهُۥ يَشْرَحْ صَدْرَهُۥ لِلْإِسْلَـٰمِ ۖ﴾

ترجمہ: (جسے اللہ تعالی ہدایت دینا چاہے تو اللہ تعالی اس کے سینہ کو اسلام کے قبول کرنے کے لیے کھول دیتا ہے) [الأنعام: 125]

اور اسی ہدایت کے ذریعے غم اور مصیبتیں چھوٹ جاتی ہیں۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فَنَادَىٰ فِي ٱلظُّلُمَٰتِ أَن لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبۡحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ﴾

ترجمہ: (پھر اندھیروں میں وہ پکار اٹھا کہ اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو بے عیب ہے، بے شک میں ظالموں میں سے تھا) [الأنبياء: 87]

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: (توحید سے بڑھ کر کوئی چیز دنیا کی سختیوں کے مداوے کا باعث نہیں، اسی توحید کی بدولت کینہ ختم ہوتا ہے اور دلوں کی اصلاح ہو جاتی ہے) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا(**تین خصائل پر مومن کا دل خیانت نہیں کرتا: خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرنا، اربابِ حل وعقد کی خیر خواہی کرنا اور مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا، کیونکہ ان کی دعا سب کو شامل ہوتی ہے**)۔(رواہ الترمذی)

اور توحید ہی پاکیزہ زندگی گذارنے کا ذریعہ ہے بلکہ اس کرہ ارضی پر اس سے بڑھ کر کوئی خوش نصیبی نہیں ہو سکتی۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿مَنۡ عَمِلَ صَٰلِحٗا مِّن ذَكَرٍ أَوۡ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤۡمِنٞ فَلَنُحۡيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةٗ طَيِّبَةٗۖ﴾

ترجمہ: (جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے)[النحل: 97]

یہی زندگی کا وہ پختہ راز ہے جسے لوگ تلاش کرتے ہیں۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فَمَنِ ٱتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشۡقَىٰ﴾

ترجمہ: (تو جو میری ہدایت پر چلے گا نہ تو وہ گمراہ ہو گا اور نہ تکلیف اٹھائے گا) [طه: 123]

یہی وہ واحد عقیدہ ہے جو مسلمانوں کو عرب ہوں یا عجم، مشرق میں ہوں یا مغرب میں، سبکو متحد کر سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَأَنَا۠ رَبُّكُمْ فَٱعْبُدُونِ﴾

ترجمہ: (یہ تمہاری امت ہے جو درحقیقت ایک ہی امت ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں تم سب میری ہی عبادت کرو) [الأنبیاء: 92]

کلمہ توحید وہ پاکیزہ اور مضبوط کلمہ ہے جسکی جڑیں مضبوط ہیں اور اس شاخیں آسمان تلک ہیں، یہی سب سے اونچا کلمہ ہے اور اسی کے ساتھ اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام سے بغیر کسی واسطے کے مکالمہ کیا:

﴿إِنَّنِىٓ أَنَا ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعْبُدْنِى﴾

ترجمہ: (بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی بندگی کرو) [طه: 14]

اور ایمان کا کوئی بھی شعبہ اس سے بلند نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(**ایمان کے ستر سے بھی زیادہ شعبے ہیں جن میں سب سے افضل لا الہ الا اللہ پر ایمان ہے**)۔(صحیح مسلم)

یہ کلمہ سب سے پاکیزہ کلمہ ہے اور میزان میں سب سے زیادہ بھاری بھر کم ہوگا، اور اسکا ثواب غلاموں کو آزاد کرنے کے برابر ہے اور ہمہ وقت شیطان سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**جس نے سو مرتبہ یہ کلمہ: "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شيء قدیر"**)،

ترجمہ: ("اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود بر حق نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور وہی حمد و ثنا کے لائق ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے".

پڑھا تو اس سے زیادہ اچھا عمل کوئی اور نہیں ہو سکتا سوائے اس شخص کے جس نے عین یہی عمل اس سے زیادہ کیا ہو)(صحیح البخاری)

"لا الہ الا اللہ" اس سے بڑھ کر کوئی ایسا کلمہ نہیں جس سے زبانیں معطر ہوئی ہوں یا ہونٹ حرکت میں آئے ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**بہترین دعا وہ ہے جو میں نے اور سابقہ تمام پیغمبروں نے**

مانگی وہ ہے: (لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر)،

ترجمہ: (اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور وہی حمد وثنا کے لائق ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) (رواہ ترمذی)

یہ ایسا دائمی کلمہ ہے جسکے بارے میں اللہ تعالی کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالی اس بندے کا ذکر ہمیشہ باقی رکھے گا جو اس کلمہ کو پڑھتا رہے گا اور اسکی طرف دوسروں کو دعوت دیتا رہے گا۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِۦ﴾

ترجمہ: (اور یہی کلمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اولاد میں چھوڑ گئے تاکہ لوگ اسکی طرف رجوع کر سکیں) [الزخرف: 28]

یہی وہ مضبوط کلمہ ہے کہ جو اسے مضبوطی سے تھامے رکھے گا، اللہ تعالی اسے دنیا وآخرت میں ثابت قدم رکھے گا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِي ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِي ٱلْأَخِرَةِ﴾

ترجمہ: (اللہ تعالی ایمان والوں کو دنیا اور آخرت کی زندگی میں سچی بات پر ثابت قدم رکھتا ہے) [إبراهيم: 27]

مخلوقات میں کامل ترین شخص وہ ہے جو اس توحید میں مکمل ہے اور اسی توحید میں پختگی کے بقدر ہی بندے میں کمال اور اسکی شان میں عظمت پیدا ہوتی ہے۔ نیز اللہ تعالی کی مغفرت کا سب سے بڑا امیدوار وہ شخص ہے جو عقیدہ توحید پر کاربند ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: **(اے آدم کے بیٹے اگر تو زمین بھر بھی گناہ لے کر آیا مگر مجھ سے اس عقیدہ میں میں ملا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا تو میں تیرے ان تمام گناہوں کو بخش دونگا)**۔ (رواہ ترمذی)

امام ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (توحید ہی سب سے بڑا امید کا ذریعہ ہے، جو اس سے محروم

ہو گیا وہ مغفرت سے محروم ہو گیا۔) یاد رکھیں شیطان کا زور موحد شخص پر نہیں چل سکتا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّهُۥ لَيْسَ لَهُۥ سُلْطَٰنٌ عَلَى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾

ترجمہ: (اس کا زور ان پر نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔) [النحل: 99]

اور اس توحید کی ہی بدولت اللہ تعالیٰ تعالیٰ اپنے بندے کا دفاع کرتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ يُدَٰفِعُ عَنِ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ۗ﴾

ترجمہ: (بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے انکے دشمنوں کو ہٹا دیتا ہے)۔ [الحج: 38]

اور جو توحید پر عمل پیرا رہے گا تو اللہ تعالیٰ بڑے گناہوں اور برائیوں سے اسکی حفاظت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ ٱلسُّوٓءَ وَٱلْفَحْشَآءَۚ إِنَّهُۥ مِنْ عِبَادِنَا ٱلْمُخْلَصِينَ﴾

ترجمہ: (اسی طرح ہوا تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی کو ٹال دیں، بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا)۔ [یوسف: 24]

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: (انسان کا دل جتنا توحید میں کمزور اور شرک میں مضبوط ہو گا، اتنا ہی زیادہ وہ گناہوں میں غرق ہو گا۔)،

موحد انسان کی زندگی میں سکون اور اطمینان ہی رہتا ہے اور اس ایمان کی بدولت ہی وہ امن وامان میں رہتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَلَمْ يَلْبِسُوٓا۟ إِيمَٰنَهُم بِظُلْمٍ أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ﴾

ترجمہ: (جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک نہیں ملایا انہیں کے لیے امن ہے اور وہی راہ راست پر ہیں)۔ [الأنعام: 82]

اور انہی موحدین کی دعاؤں سے مردہ لوگوں کی مغفرت ہوتی ہے، اور نماز جنازہ میں ان توحید والوں کی دعائیں ہی قبول ہوتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: **(جو بھی کوئی مسلمان بندہ فوت ہو جائے اور اسکے جنازے میں چالیس ایسے لوگ شرکت کریں جو شرک نہ کرتے ہوں تو اللہ تعالی اس کے حق میں ان کی سفارش قبول فرماتا ہے)**۔ (صحیح مسلم)

اور جب توحید والے شخص کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو اسے اللہ تعالی جنت کی خوشخبری دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(جسکی زبان پر آخری کلمہ لا الہ الا اللہ ہو گا تو وہ سیدھا جنت میں جائے گا)۔ (سنن ابوداؤد)ا

اللہ تعالی جس طرح موحد شخص کو دنیوی زندگی میں عزت نصیب فرماتا ہے اسی طرح آخرت میں بھی عزت و آرام سے نوازے گا، اسے بلند درجہ عطا بلند فرمائے گا اور اسکے عمل کا بہترین صلہ عطا فرمائے گا۔ جو شخص عقیدہ توحید پر فوت ہوا وہ جنت میں جائے گا، یا تو شروع سے ہی یا کچھ دیر بعد، اور اگر اپنے گناہوں کے سبب جہنم میں چلا بھی گیا تو اس میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو بھی شخص اس حال میں فوت ہوا کہ وہ شرک نہیں کرتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہو گا)۔ (صحیح مسلم)

نبی کریم ﷺ کی شفاعت بھی موحدین کے علاوہ کسی اور کو نصیب نہیں ہو گی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ قیامت کے دن آپکی شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار کون ہو گا۔؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: **(قیامت کے دن میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہو گا جس نے "لا الہ الا اللہ" کا اقرار خلوص دل سے کیا ہو گا)**۔ (صحیح بخاری)،

توحید پر عمل پیرا شخص جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے گا داخل

ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(تم میں سے کوئی شخص جب وضو کرے اور مکمل کرے اور پھر یہ دعا پڑھے: "اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ)،

ترجمہ: (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالی کے بندے اور رسول ہیں)،

تو اس شخص کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جس سے چاہے داخل ہو جائے)۔ (صحیح مسلم)

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (جتنا انسان کا عقیدہ توحید مضبوط ہوگا اتنا ہی وہ اللہ تعالی کی طرف سے مکمل مغفرت کا حقدار ہوگا، پس جو شخص اللہ تبارک و تعالی سے اس حال میں ملے کہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو اسکے سارے کے سارے گناہ اللہ تعالی بخش دیں گے۔)، ستر ہزار افراد جو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہونگے وہ بھی سارے کے سارے اہل توحید ہی ہونگے، نبی کریم ﷺ ارشاد فرمایا: (**یہ وہ لوگ ہونگے جو نہ غیر شرعی دم کرواتے تھے، نہ فالیں نکالتے تھے، نہ ہی بدشگونی کرنے والے تھے، نہ اپنے جسم پر آگ سے داغ لگاتے تھے، بلکہ وہ تو صرف اور صرف اپنے رب پر توکل کرنے والے تھے**)۔ (متفق علیہ)

اے مسلمانو! توحید ہی مسلمان کا سب سے قیمتی اثاثہ ہے اسلئے جسکو اللہ تعالی توحید کی ہدایت دے دے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھے اور اسے ہر اس چیز سے بچائے، جو توحید کے منافی ہو یا اس میں قدغن کا باعث ہو، یا توحید میں کمی کا باعث ہو۔ اور جس نے غیر اللہ سے کچھ یا مانگا یا کسی قبر کا طواف کیا یا قبر والے کے لئے ذبح کیا تو وہ توحید کے نور کی شعاؤں اور اسکے فضائل سے محروم رہا، اور اسکی کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی اور وہ دائمی جہنمی بنانے والے نصوص شرعیہ کا حقدار ہوگا۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

میں اللہ تعالی کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿قُلۡ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٞ مِّثۡلُكُمۡ يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمۡ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞۖ فَمَن كَانَ يَرۡجُواْ لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلۡيَعۡمَلۡ عَمَلٗا صَٰلِحٗا وَلَا يُشۡرِكۡ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدَۢا﴾

ترجمہ: (کہہ دو کہ میں بھی تمہارے جیسا ایک آدمی ہی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا سب کا معبود ایک ہی معبود ہے، تو جسے بھی اپنے رب سے ملنے کی آرزو ہو تو اسے چاہیے کہ نیک اعمال سرانجام دے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے) [الکھف: 110]

اللہ تعالی قرآن پاک کو میرے لئے اور آپ کیلئے بابرکت بنائے۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ تعالی ہی کے لئے ہیں کہ اسکے احسانات ہیں۔

اے مسلمانو! عقیدہ توحید اللہ تعالی کی طرف سے ایک بہت بڑا انعام ہے اللہ تعالی جس پر چاہتا ہے یہ انعام فرماتا ہے۔ ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ توحید پر عمل پیرا رہے، اور اپنی ذات، اپنے اہل و عیال، اقرباء اور تمام انسایت میں بھی اسکے اقامت کی کوشش کرے، اور توحید جیسی نعمت کا شکرانہ یہ ہے کہ لوگوں کو اسکی طرف دعوت دی جائے اور اس کے برعکس ہر خرابی سے بچ کر رہنے کی کوشش کی جائے جو توحید کے کمال یا توحید کے اصل کے منافی ہو۔"

توحید پر ثابت قدم رہنے کا طریقہ یہ ہے کہ: اللہ تعالی سے توحید پر ثابت قدمی کی دعا کی جائے اور بدعات، شہوت پرستی اور شکوک سے دور رہا جائے اور کثرت سے نیکیاں کی جائیں اور شرعی علوم میں دسترس حاصل کی جائے، اور اس میں مشکل پیش آنے پر علماء کرام سے رجوع کیا جائے۔"

اسکے بعد یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ اللہ تعالی نے تمہیں اپنے پیغمبر ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

کلمہ توحید کی فضیلت(*)

بیشک تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔

حمد وصلاۃ کے بعد یہ کہ: اللہ تعالی سے ڈرو-اے اللہ کے بندوں- جسطرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اسلام کے مضبوط کڑے کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔

اے مسلمانو! مخلوق کی عزت اللہ تعالی کی اطاعت اور اسکی بندگی بجالانے میں ہے، اور اللہ تعالی کو اس مخلوق کو پیدا کرنے میں یہی حکمت کارفرما ہے اور دنیاوآخرت کی کامیابی اور کامرانی بھی اسی میں ہے ۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيمًا﴾

ترجمہ: (اور جس نے اللہ تعالی اور اس کے رسول کا کہنا مانا سو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔)
[الأحزاب: 71]

اور ہر قسم کی خوشی، مسرت، فرحت، سکون اور لذت صرف اللہ تعالی کی معرفت، میں اور اس پر ایمان لانے میں ہے۔اللہ تعالی کے نزدیک سب سے افضل اور محبوب کلام وہ ہے جس میں اللہ تعالی کی حمد وثنا ہو، اور اللہ تعالی کی سب سے بہترین تعریف کلمہ توحید "لا الہ الا اللہ" ہے یہ ایسا کلمہ حق ہے جسکی بدولت زمین وآسمان قائم ہیں۔

اور اسی کلمہ کے لئے ساری کائنات معرض وجود میں آئی اور اسی کلمہ کی وضاحت کے لئے اللہ تعالی نے تمام انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا اور اپنی تمام کتابیں نازل فرمائیں۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيٓ إِلَيۡهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعۡبُدُونِ﴾

(*) یہ خطبہ میں نے مسجد نبوی میں جمعہ کے دن بتاریخ 6 جمادی الاول 1438 ھجری کو دیا تھا۔

ترجمہ: (اور ہم نے تم سے پہلے ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا جس کی طرف یہ وحی نہ کی ہو کہ میرے سوااور کوئی معبود نہیں سو میری ہی عبادت کرو)۔ [الأنبياء: 25]

اور اسی عقیدہ توحید کے نہ ماننے پر تمام انبیاء کرام نے اپنی اپنی قوموں کو ڈرایا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿أَنْ أَنذِرُوٓاْ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱتَّقُونِ﴾

ترجمہ: (آپ لوگوں کو خبردار کردو کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں پس مجھ سے ڈرتے رہو) [النحل: 2]

اللہ تعالی نے اس کلمہ توحید پر خود اپنی گواہی بھی پیش فرمائی اور اس پر مخلوقات کی عظیم ہستیوں کو بھی گواہ بنایا۔ ارشاد باری تعالی ہے کہ:

﴿شَهِدَ ٱللَّهُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَأُوْلُواْ ٱلْعِلْمِ قَآئِمَۢا بِٱلْقِسْطِ ۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ﴾

ترجمہ: (اللہ، فرشتے اور اہل علم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عدل کے ساتھ دنیا کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں)۔ [آل عمران: 18]

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (یہ گواہی سب سے بڑی، سب سے زیادہ انصاف والی، اور سب سے سچی گواہی ہے جو کہ سب سے بڑی ذات کی طرف سے ہے اور سب سے بڑی عظیم بات پر گواہی دی گئی ہے۔)

تمام شریعتوں کا دارومدار اسی کلمہ توحید پر ہے، اور پورے کا پورا دین اس کلمہ توحید کی شرح ہے اور ساری کی ساری نیکیوں کا دارومدار بھی اسی پر ہے اور ساری سزائوں کی بنیاد بھی اسکو ترک کر دینے یا اس

میں کمی پیشی کرنے میں ہے۔"

یہ کلمہ بہت بڑی بلند شان والا ہے، بہت ساری فضیلتوں کا حامل ہے، یہ مطلق طور پر اسلام کیلئے سرتاج کی حیثیت رکھتا ہے، اور اسلام کا اولین رکن بلکہ اسکی بنیاد ہے، اور اسی پر دین کے باقی سارے ستون قائم ہیں۔ یہ اللہ تعالی پر ایمان لانے کا اہم رکن اور اسکا عظیم ترین پہلو ہے کہ ایمان اسکے بغیر نامکمل اور ناتمام ہے۔ اسی پر دین کی بنیاد رکھی گئی ہے اور قبلہ نصب کیا گیا، اور یہی اللہ تعالی کا اپنے تمام بندوں پر اولین حق ہے، یہی اسلام کا کلمہ ہے اور سلامتی والے گھر جنت کی چابی ہے، اسی کلمہ کی بدولت کوئی نیک بخت ٹھہرا تو کوئی بدبخت، کوئی مقبول تو کوئی مردود، اس سے بڑھ کر کوئی اچھی بات کسی بولنے والے نے نہیں بولی، اور نہ ہی اس سے بڑھ کر کسی نیک عمل کرنے والے نے آج تک کوئی ایسا عمل کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**اللہ تعالی کے نزدیک پسندیدہ کلمات چار ہیں: سبحان اللہ** (ترجمہ: پاک ہے اللہ تعالی کی ذات)۔ **والحمد للہ** (ترجمہ: اور تمام تعریفیں اللہ تعالی ہی کیلئے ہیں)۔ **ولا الہ الا اللہ** (ترجمہ: اور اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں)۔ **واللہ اکبر** (ترجمہ: اور اللہ تعالی سب سے بڑا ہے")(صحیح مسلم)۔

یہی وہ پرہیز گاری والا کلمہ ہے جسے اللہ تعالی نے اپنے اولیاء کرام کیلئے خاص فرمایا تھا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ ٱلتَّقْوَىٰ﴾

ترجمہ: (اور ان کو پرہیز گاری کی بات پر قائم رکھا اور وہ اس کے لائق اور زیادہ مستحق بھی تھے، اور اللہ تعالی ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔)[الفتح: 26]

اور یہی وہ مضبوط کڑا ہے جو اسے مضبوطی سے تھامے رکھے گا وہ کامیاب ہوگا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فَمَن يَكْفُرْ بِٱلطَّٰغُوتِ وَيُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱسْتَمْسَكَ بِٱلْعُرْوَةِ ٱلْوُثْقَىٰ لَا ٱنفِصَامَ لَهَا﴾

ترجمہ: (پھر جو شخص شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے تو اس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا جو ٹوٹنے والا

نہیں،اور اللہ تعالی خوب سننے والا جاننے والا ہے) [البقرة: 256]

بلندی اللہ تعالی کی صفت ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والی ذات بھی صرف اللہ تعالی کی ذات ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَكَلِمَةُ ٱللَّهِ هِيَ ٱلْعُلْيَا﴾

ترجمہ:(اور کلمہ تو اللہ ہی کا بلند و بالا ہے،اور اللہ تعالی زبردست حکمت والا ہے) [التوبة: 40]

یہ وہ پاکیزہ کلمہ ہے جسکی اللہ تعالی نے اپنی کتاب قرآن پاک میں مثال بیان فرمائی ہے۔اور اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ ٱللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي ٱلسَّمَآءِ﴾

ترجمہ:(کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالی نے کلمہ پاک کی ایک مثال بیان کی ہے گویا وہ ایک پاکیزہ درخت ہے جس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی شاخ آسمان میں ہے) [ابراهيم: 24]

اسی کے ذریعے سینے کھلتے ہیں:

﴿فَمَن يُرِدِ ٱللَّهُ أَن يَهْدِيَهُۥ يَشْرَحْ صَدْرَهُۥ لِلْإِسْلَٰمِ﴾

ترجمہ:(سو جسے اللہ تعالی چاہتا ہے کہ ہدایت دے تو اس کے سینہ کو اسلام کے قبول کرنے کے لیے کھول دیتا ہے) [الأنعام: 125]

حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "لا الہ الا اللہ" کے ذریعے ہی سینہ کھلتا ہے۔اور اسی کلمہ میں دل کی سلامتی ہے:

﴿يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ * إِلَّا مَنْ أَتَى ٱللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾

ترجمہ: (جس دن مال اور اولاد نفع کچھ کام نہ آئے گی) [الشعراء: 88]

ترجمہ: (لیکن فائدہ والا وہی ہو گا جو اللہ تعالی کے پاس بے عیب دل لے کر آیا) [الشعراء: 89]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: قلب سلیم وہ ہے جو **"لا الہ الا اللہ"** کی گواہی دے۔" اور یہ وہ حق والی دعوت ہے جس میں کوئی باطل شامل نہیں، اور وہ سیدھی بات ہے جس میں کسی قسم کا ٹیڑھا پن نہیں، اور وہ سچی گواہی ہے جس میں کوئی جھوٹ شامل نہیں، اور یہ ہی وہ اعلی و برتر مثال ہے جسے اللہ تعالی نے صرف اور صرف اپنے لئے خاص فرمایا ہے اور یہی ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں باقی رہنے والا کلمہ ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾

ترجمہ: (اور یہی دائمی کلمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑ گئے تاکہ لوگ اسکی طرف رجوع کریں) [الزخرف: 28]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (اس سے مراد کلمہ **"لا الہ الا اللہ"** ہے، جسے اللہ تعالی نے انکی اولاد میں ہمیشہ باقی رکھا، انکی اولاد میں سے جسکو اللہ تعالی نے ہدایت عطا فرمائی، وہ اسی کلمے کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرتا رہے گا)

لا الہ الا اللہ "مخلوق پر اللہ تعالی کا سب سے بڑا انعام ہے۔

﴿وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً﴾

ترجمہ: (اور اس نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں۔) [لقمان: 20]

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر "لا الہ الا اللہ" کی معرفت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں فرمائی)"۔

یہ ایسا کلمہ ہے جو دنیا ومافیھا کے برابر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اگر میں یہ پڑھوں کہ: سبحان اللہ** (ترجمہ: پاک ہے اللہ تعالی کی ذات) **والحمد للہ** (ترجمہ: اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں) **ولا الہ الا اللہ** (ترجمہ: "اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں) **واللہ اکبر** (ترجمہ: اور اللہ تعالی سب سے بڑا ہے) **ان کلمات کا پڑھنا میرے لئے دنیا ومافیھا سے زیادہ عزیز ہے**)۔(صحیح مسلم)

یہ بندوں پر علم و عمل دونوں کے اعتبار سے پہلا واجب ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فَٱعۡلَمۡ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ﴾

ترجمہ: (پس جان لو کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود برحق نہیں) [محمد: 19]

شیخ الاسلام امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (پہلے اور بعد والے تمام ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ بندے کو سب سے پہلا جو حکم دیا گیا ہے وہ دونوں گواہیوں کا ہے، اور یہی سب سے آخری واجب بھی ہے۔)

رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**جسکی زبان پر مرتے وقت "لا الہ الا اللہ" ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا**)۔(ابوداود)

اس پر عمل کرنے والا عالم ہی حقیقی طور پر راہ راست پر گامزن ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسۡتَقَٰمُواْ﴾

ترجمہ: (بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے۔)[فصلت: 30]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (اس سے مراد یہ کہ جو "لاالہ الا اللہ" کی گواہی پر قائم رہے.

﴿فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ﴾

توان پر نہ خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگیں ہونگے۔)

جب یہ کلمہ دل میں اتر جائے تو انسان کا دل اللہ کے علاوہ ہر چیز سے پاک ہو جاتا ہے، اور جو اس کلمہ میں مخلص ہوگا وہ اللہ تعالی کے سوا کسی اور سے محبت نہیں کرے گا، اور نہ ہی اللہ تعالی کے سوا کسی اور سے امیدیں لگا بیٹھے گا، اور نہ اللہ تعالی کے علاوہ کسی سے خوف زدہ ہوگا، اور نہ ہی اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور پر بھروسہ کرے گا، اور اسکے اندر خواہشات نفسانی کا کوئی اثر باقی نہیں رہے گا۔ یہ کلمہ انسان کی جان و مال کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(**جس شخص نے "لا الہ الا اللہ" کا دل سے اقرار کرلیا اور اللہ تعالی کے سوا ہر معبود باطل کا انکار کیا اسکی جان اور مال دوسروں پر حرام ہوجاتے ہیں اور اسکے دل کا حال وحساب اللہ تعالی کے حوالے ہے۔**)۔(صحیح مسلم) یہی سب سے پہلا وہ کلمہ ہے جس سے دعوت الی اللہ کی ابتدا کی جاتی ہے، اور نبی کریم ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز بھی اسی کلمہ سے فرمایا تھا اور اسی پر اپنے صحابہ کرام سے بیعت لیا کرتے تھے، اور اسی کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے دعوت دینے والے صحابہ کرام کو مختلف علاقوں میں بھیجا۔ آپ ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو ان سے فرمایا: (**اے معاذ! آپ ایسی قوم کے پاس جارہے ہیں جو اہل کتاب ہیں، پس آپ انہیں "لا الہ الا اللہ" کی دعوت دینا اور بتانا کہ میں (محمد ﷺ) اللہ تعالی کا بھیجا ہوا رسول ہوں**)۔(متفق علیہ)

کلمہ توحید ہی وہ عدل و انصاف والا کلمہ ہے جس پر تمام لوگ متفق ہو سکتے ہیں، ورنہ اسکے بغیر تو فرقے واریت اور اختلافات ضرور سر اٹھائیں گے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا﴾

ترجمہ: (آپ کہہ دیجئے کہ اے اہلِ کتاب! ایک بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان

برابر ہے کہ ہم سوائے اللہ تعالی کے اور کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں)۔
[آل عمران: 64]

جس انسان نے صدق دل سے اس کلمۃ کا اقرار کیا تو وہ کامیاب ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**اے لوگو "لاالہ الااللہ" کا اقرار کرلو ، تم کامیاب ہو جاؤ گے**)۔ (مسند احمد)

اس کلمہ کو مضبوطی سے تھامے رکھنے والا شخص ایسا ہے جیسے اس نے ایمان کے تمام بلند و بالا شعبوں کو تھاما ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**ایمان کے ستر سے بھی زیادہ شعبے ہیں جن میں سب سے افضل شعبہ "لاالہ الااللہ" کا صدق دل سے اقرار ہے**)۔ (صحیح مسلم)، اور اس کلمہ پر مشتمل قرآنی آیت، قرآن کریم کی سب سے زیادہ عظمت و فضیلت والی آیت ہے اور سید الاستغفار میں بھی یہ کلمہ شامل ہے۔

یہ کلمہ تمام نیک اعمال میں سب سے زیادہ اجر والا کلمہ ہے۔ پس جس نے دن میں سو بار یہ پڑھا: (**لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ**)

ترجمہ: (اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے) **تو اسکے لئے اسکا ثواب دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اور اسکے لئے ایک سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اسکے ایک سو گناہ معاف کردئے جاتے ہیں اور یہ کلمات اسکے لئے اس دن کی شام ہونے تک شیطان سے بچنے کے لئے ڈھارس کا کام دیتے ہیں، اور کوئی بھی شخص ثواب میں اس شخص کے برابر نہیں ہو سکتا سوائے اسکے جو اسی جیسا عمل کرے یا اس سے بھی زیادہ عمل کرے**۔ (متفق علیہ)

اور جس شخص نے دس بار یہ پڑھا: (**لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ**)

ترجمہ: (اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اسی کیلئے بادشاہت ہے اور اسی کیلئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔ **تو گویا کہ اس نے حضرت**

اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کیے)۔(صحیح مسلم)

اور یہ کلمہ مال خرچ کیے بغیر آپکے لئے بہت بڑا صدقہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:(ایک بار "لاالہ الااللہ" پڑھنا بھی صدقہ ہے)۔(صحیح مسلم)

اور یہ کلمہ انسان کے لئے قبر میں نجات کا ذریعہ ہے بلکہ اسی کی وجہ سے قبر کے سوالات میں ثابت قدمی نصیب ہوگی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:(مسلمان بندے سے جب قبر میں سوال ہوگا تو وہ "لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ" کی گواہی دے گا۔اور اسی کے متعلق ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِي ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِي ٱلْأَخِرَةِ وَيُضِلُّ ٱللَّهُ ٱلظَّٰلِمِينَ وَيَفْعَلُ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ﴾

ترجمہ:(اللہ تعالی ایمان والوں کو دنیا اور آخرت کی زندگی میں سچی بات پر ثابت قدم رکھتا ہے)۔

[إبراهيم: 27](متفق علیہ)

اور گناہوں کے بڑے بڑے اعمال نامے اللہ تعالی کے فضل و کرم سے اس کلمہ کے وزن کی بدولت انتہائی ہلکے پڑ جائینگے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:(قیامت کے دن میری اُمت کے ایک شخص کو پیش کیا جائے گا اور اس کے سامنے اس کے گناہوں کے ننانوے اعمال نامے دیے جائیں گے، ہر اعمال نامہ حد نگاہ پھیلا ہوا ہوگا پھر ایک پرچہ نکالا جائے گا جس پر درج ہوگا "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر اس شخص کے اعمال نامے کے تمام رجسٹر ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں گے اور وہ چھوٹا سا پرچہ دوسرے پلڑے میں، پھر وہ سارے کے سارے رجسٹر اوپر اٹھ جائیں گے اور وہ چھوٹا سا پرچہ بھاری ہوگا)۔(رواہ احمد)۔

اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دئے جائیں اور "لاالہ الااللہ" دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو "لاالہ الااللہ" ان ساتوں آسمان و زمین

سے بھی بھاری ہو جائے گا اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین لوہے کے ایک بند کڑے کی طرح ہو جائیں تو یہ "لاإِلٰہَ إِلَّا اللّٰہ" ان سب کو کرڑ ریزہ ریزہ کر دیتا۔ (مسند احمد)

اس کلمہ کو پڑھنے والے ہی روز قیامت شفاعت کے اہل ہونگے اور اللہ تعالی نے یہ ان سے وعدہ کیا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے کہ:

﴿لَّا يَمۡلِكُونَ ٱلشَّفَٰعَةَ إِلَّا مَنِ ٱتَّخَذَ عِندَ ٱلرَّحۡمَٰنِ عَهۡدٗا﴾

ترجمہ:(کسی کو بھی شفاعت کی اجازت نہیں ہو گی سوائے اس شخص کے جس نے اللہ تعالی سے عہد وپیمان کرر کھا ہو) [مریم: 87]

اور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کی سعادت ان لوگوں کو حاصل ہو گی جنہوں نے صدق دل کے ساتھ اس کلمے کو پڑھا ہو اور اس پر عمل کیا ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**روز قیامت میری شفاعت کی سعادت حاصل کرنے والا وہ شخص ہو گا جس نے اپنے دل سے "لا الہ الا اللہ" کا اقرار کیا ہو گا**)۔(صحیح بخاری)

جنت بھی اس شخص کے انتظار میں ہے جس نے سچائی، خلوص دل اور یقین کے ساتھ بغیر کسی شک و شبہ کے اس کلمہ پر عمل کیا ہو اور اس توحید کے منافی عقائد سے اپنے آپکو دور رہا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:(**جس شخص نے "لا الہ الا اللہ" کا دل سے اقرار کیا اور اسی عقیدہ پر اسے موت آئی وہ جنت میں ضرور جائے گا**)۔(متفق علیہ)

اس کلمہ کا دل سے اقرار کرنے والے کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے، جس دروازے سے وہ چاہے داخل ہو جائے، بلکہ جو اس میں سچا ہو گا اور اس پر عمل کرنے والا ہو گا، اسے جہنم کی آگ بھی نہیں چھوئے گی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص بھی صدق دل سے یہ گواہی دی کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود بر حق نہیں اور محمد ﷺ اللہ

تعالیٰ کے رسول ہیں تو اس پر جہنم کی آگ حرام ہے۔(متفق علیہ)

اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو جہنم سے ضرور نکالے گا جس نے اس کلمہ کا صدق دل سے اقرار کیا ہو اور اسکے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو۔اللہ تعالیٰ(حدیث قدسی میں)فرماتا ہے:

(مجھے اپنی عزت، جلال، کبریائی اور عظمت کی قسم ہے کہ ضرور بضرور اس شخص کو جہنم سے نکالوں گا جسنے اس کلمہ کا صدق دل سے اقرار کیا ہو گا)۔(صحیح البخاری)

انسانی زندگی کے ہر ہر لمحے میں عقیدہ توحید کی اہمیت کے پیش نظر شریعت نے توحید کو اپنے تمام احوال و معاملات میں لازم بنانے پر زور دیا ہے۔

پس(''جس شخص نے صبح کے وقت یہ کلمات پڑھے **(لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر) تو یہ اسکا ثواب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اور اسکے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اسکے دس گناہ مٹا دئے جاتے ہیں اور اسکے دس درجات بلند کر دئے جاتے ہیں، اور وہ شام تک شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہتا ہے، اور اگر اس نے یہ کلمات شام کو پڑھ لیے تو صبح تک اسے یہی مذکورہ اجر و ثواب ملے گا)۔**(رواہ ابوداود)

جو شخص وضو سے فارغ ہونے کے بعد یہ کلمات پڑھے تو اسکے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **(جب بھی تم میں سے کوئی شخص وضو کرتا ہے اور مکمل وضوء کرتا ہے، پھر یہ کلمات پڑھتا ہے کہ: اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد اعبدہ ورسولہ)**،

ترجمہ:(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں، تو اسکے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں)۔(صحیح مسلم)

یہی وہ کلمہ ہے جس سے اذان شروع ہوتی ہے اور اسی پر ختم ہوتی ہے۔ **(جس شخص نے اذان کے اختتام پر صدق دل سے اس کلمہ کا اقرار کیا وہ جنت میں جائے گا)۔**(صحیح مسلم)(اور جس شخص نے اذان سن کر یہ کلمات پڑھے: **(اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمد اعبدہ ورسولہ، رضیت باللہ ربا و محمد ر**

سولا و بالا سلام دینا) ترجمہ: (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود بر حق نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالی کے بندے اور رسول ہیں، میں اللہ تعالی کے رب ہونے پر محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔"، **تو اس شخص کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں**)۔ (صحیح مسلم)

مسلمان جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو توحید سے ہی ابتدا کرتا ہے اور نماز، تشہد (یعنی توحید کی گواہی) کے بغیر صحیح ہی نہیں ہوتی، اور سلام پھیرنے سے پہلے جب نمازی دعا کرتا ہے تو اسی کلمہ کے وسیلے سے یہ دعا مانگتا ہے: (**اللهُمَّ اغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ**)

ترجمہ: (اے میرے اللہ! میرے وہ سب گناہ معاف فرمادے جو میں نے پہلے کیے یا بعد میں کیے، جو چھپ کر کیے یا کھل کر کیے اور جو بھی غلط کام کیے اور وہ گناہ بھی معاف فرمادے جن کو تو مجھ سے بھی زیادہ جانتا ہے، تو ہی ہمیں آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود (بر حق) نہیں۔) (صحیح مسلم)۔

ہر نماز کے بعد نمازی یہ کلمات بھی پڑھتا ہے: (**لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شيء قدیر**)

ترجمہ: (اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود بر حق نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں بادشاہت اور ہر قسم کی تعریف صرف اسی مقدس ذات کیلئے ہے اور وہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے) (متفق علیہ)

اور نماز کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر والی تسبیح پڑھنے کے بعد جو شخص یہی کلمات پڑھ لے گا تو:

اسکے سارے کے سارے گناہ بخش دیئے جائینگے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ (صحیح مسلم)

مناسک حج ادا کرتے وقت بھی یہی کلمہ توحید ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ جب صفا اور مروہ پر چڑھتے تو قبلہ رخ ہوتے پھر اللہ تعالی کی توحید اور بڑائی بیان فرماتے۔ (صحیح مسلم)

اور مزدلفہ میں نبی کریم ﷺ مشعر حرام پر تشریف لائے اور اس پر چڑھ گئے، پھر قبلہ رخ ہوئے

اور اللہ کی تعریف اور بڑائی بیان فرمائی اور (لا الہ الا اللہ) پڑھا اور اللہ تعالی کی توحید بیان فرمائی۔ (سنن نسائی) اسی طرح آپ ﷺ جب کسی جنگ یا حج وعمرہ سے واپسی تشریف لاتے تو راستے کے ہر نشیب و فراز پر تین بار اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) پڑھتے اور پھر فرماتے: (**لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر**)۔

ترجمہ: (اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اور ہر قسم کی تعریف صرف اسی مقدس ذات کے لیے ہے اور وہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے)۔ (متفق علیہ)

اور نیکیوں کے تمام موسموں میں یہ کلمہ ساتھ ساتھ رہتا ہے جیسا کہ ذوالحج کے پہلے دس دنوں میں ان کلمات کو کثرت سے پڑھنا مستحب ہے۔

اور خطبہ دیتے وقت خطبہ کی شروعات ہی توحید سے کی جاتی ہے۔ اور اسی طرح جب کوئی شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھا ہو جہاں اس سے بیہودہ باتیں بہت زیادہ ہو گئیں ہوں اور پھر اٹھنے سے پہلے یہ کلمات پڑھ لے (**سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک**)،

ترجمہ: (اے میرے اللہ تو پاک ہے مین تیرا ثناخواں ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپکے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، میں تجھ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف لوٹنے کا وعدہ کرتا ہوں)۔ **تو اسکے مجلس میں کئے گئے سب کے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں**۔ (رواہ ترمذی)

اور جو شخص رات کو نیند سے (اچانک) اٹھے اور یہ کلمات پڑھ لے تو پھر جو بھی وہ دعا کرے گا وہ قبول ہو گی اور اگر وضو کر کے نماز پڑھ لے گا تو اسکی نماز بھی مقبول و منظور ہو گی۔ (صحیح بخاری)

اور پریشانی اور تکلیف کے وقت یہ دعا پڑھی جائے:

(**لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ**.)

ترجمہ: (الٰہ صرف اللہ تعالی ہے، جو عظیم اور بردبار ہے۔ الٰہ صرف اللہ تعالی ہے جو عرش عظیم کا رب ہے۔

الٰہ صرف اللہ تعالی ہے جو آسمانوں کا بھی رب ہے اور زمین کا بھی اور وہ عرش کریم کا رب بھی ہے)۔(متفق علیہ)

اللہ تعالی سے کوئی چیز مانگنے سے پہلے اللہ تعالی کی تعریف کرنا آپکی دعا کی قبولیت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَذَا ٱلنُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَٰضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقۡدِرَ عَلَيۡهِ فَنَادَىٰ فِي ٱلظُّلُمَٰتِ أَن لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبۡحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ۞ فَٱسۡتَجَبۡنَا لَهُۥ وَنَجَّيۡنَٰهُ مِنَ ٱلۡغَمِّۚ﴾

ترجمہ:(اور مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کو یاد کرو جب (وہ اپنی قوم سے) ناراض ہو کر غصے کی حالت میں چلے دیئے پس آپ نے خیال کیا کہ ہم اسے نہیں پکڑیں گے پھر اندھیروں میں آپ نے اللہ تعالی کو پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو بے عیب ہے، بے شک میں قصوروار تھا، پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی اور انہیں غم سے نجات دی۔)[الأنبياء: 87-88]

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:(**اس کلمے کے ساتھ کوئی بھی مسلمان اگر کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالی اسکی دعا کو قبول فرماتا ہے**)(جامع ترمذی)

اور یہ کلمہ ہی غیر اللہ کی قسم کھانے کا کفارہ ہے۔نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:(**جس شخص نے قسم کھاتے وقت لات اور عزی(بتوں) کی قسم کھائی تو اسے چاہئے کہ (لاإله إلا الله) پڑھ لے**)۔(متفق علیہ)

اور جس شخص پر وفات کا وقت آن پڑے اسکو اسی کلمہ کی تلقین کرنا مستحب ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:(**اپنے مرنے والوں کو(لاإله الاالله) کی تلقین کیا کرو**)۔(صحیح مسلم)

اور اسی کلمہ کی طرف کافر کو دعوت دی جائے گی، اگرچہ اسکی زندگی کا آخری لمحہ ہی کیوں نہ چل رہا ہو۔جب (نبی کریم ﷺ کے چچا) ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آپہنچا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:(**اے میرے چچا جان!(لاإله إلا الله) کا صدق دل سے اقرار کرلو یہ ایسا کلمہ ہے جسکے ذریعے میں**

اللہ کے حضور آپکے ایمان کی گواہی دونگا)۔(صحیح مسلم)

اور اسکے بعد یہ کہ :اے مسلمانو! حقیقی عزت توحید کے ماننے میں ہی ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (ہم ایسی قوم ہیں جنہیں اللہ تعالی نے اسلام کے ذریعے عزت دی ہے)۔اور کلمہ شہادت ہی دین کی دلیل اور اسکا عنوان ہے، اور ایسا کلمہ پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں جسکے مطابق عمل نہ کیا جائے، اور جس شخص نے اس کلمہ کا صدق دل سے اقرار نہ کیا وہ دنیا و آخرت کی لذت سے محروم ہو گیا۔ مسلمانوں کی کمزوری اور طاقت کا انحصار اس کلمہ کے مطابق زندگی گزارنے پر منحصر ہے، اور یہی اللہ تعالی اور لوگوں کے ہاں انکی مقبولیت کا معیار ہے۔ اگر اس پر عمل میں پختگی آگئی تو اللہ تعالی ان سے راضی ہو گیا اور انہوں نے عزت اور بلندی بھی حاصل کر لی اور اگر اس پر عمل میں کمزوری واقع ہو گئی تو اللہ تعالی کی خوشنودی سے بھی محروم ہو گئے اور کمزوری اور پستی انکا مقدر ٹھری۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

ترجمہ: اللہ تعالی کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

﴿فَٱعۡلَمۡ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ وَٱسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۢبِكَ وَلِلۡمُؤۡمِنِينَ وَٱلۡمُؤۡمِنَٰتِۗ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ مُتَقَلَّبَكُمۡ وَمَثۡوَىٰكُمۡ﴾

ترجمہ: (پس جان لو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور اپنے اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگیے، اور اللہ تعالی ہی تمہاری آمد و رفت کی اور رہنے سہنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے)۔ [محمد: 19]

اللہ تعالی قرآن پاک کو میرے اور آپ کیلئے بابرکت بنائے۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں کہ اسکے ہم پر احسانات ہیں۔

اے مسلمانو! کلمہ توحید کے معنی کا علم حاصل کرنا اور اس پر عمل پیرا رہنا اور اسکے منافی اور مخالف عقائد سے دوری اختیار کرنا نصوص شرعیہ میں اس کلمے سے متعلق وارد فضائل اور فوائد حاصل کرنے کیلئے بنیادی شرط ہے۔

اسکا معنی یہ ہے کہ، اللہ تعالی کے علاوہ تمام معبودان باطلہ سے حق الوہیت کی نفی کرنا اور عبادت کو صرف اور صرف اللہ تعالی ہی کیلئے خاص کرنا۔

اور یہی وہ عبادت ہے جسکے انکاری کفار قریش تھے، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوٓاْ إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ﴾

ترجمہ: (بے شک وہ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کیا کرتے تھے۔)[الصافات: 35]

لہذا محض توحید ربوبیت کا اقرار ان کفار مکہ کے کسی کام نہ آیا۔ اور ہر وہ شخص جو اس کلمہ کے معنی کو زیادہ جاننے والا اور اسکی روح کے مطابق عمل کرنے والا ہوگا تو روز قیامت اسکی نیکیاں بھی زیادہ وزنی ہونگی، اور اس میں لوگوں کا بروز قیامت مختلف ہونا اس کلمہ پر عمل کا مرہون منت ہے۔

اور اس کلمہ کی اصل روح اور راز اللہ تعالی کو عبادت میں یکتا تسلیم کرنا ہے۔ پس جس کسی نے بھی اللہ تعالی کی عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرایا تو اسکا یہ عمل کلمہ **(لاالہ الااللہ)** کے منافی ہوگا۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جو کلمہ توحید کی حفاظت کرتا رہا اور اس سے عقیدہ توحید کے منافی کوئی عمل بھی سرزد نہ ہوا اور نہ ہی اسکے عقیدے پر کسی قسم کی کوئی کمی آئی جس سے اسکے عقیدہ توحید میں کسی قسم کا خلل آیا ہو اور یہی

اللہ تعالی کے نیک بندوں کی بڑی تمنا رہی ہے۔

جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ﴾

ترجمہ: (تو مجھے اسلام پر موت دے اور مجھے نیک لوگوں میں شامل کر دے) [یوسف: 101]

اور اسکے بعد یہ جان لو کہ اللہ تعالی نے تمہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالی کے نزدیک محبوب ترین عمل (*)

بیشک تمام تعریفیں اللہ تعالی ہی کے لئے ہیں۔

حمد وصلاۃ کے بعد یہ کہ: اے اللہ کے بندوں اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اللہ تعالی سے ڈرنے کا حق ہے، اور اسلام کے مضبوط ستون کو تھامے رکھو۔

اے مسلمانو! اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو پیدا فرمایا اور زمین وآسمان میں جو کچھ ہے اس سب کو انکے تابع بنادیا اور ہر ظاہری اور باطنی نعمت انکو عطا فرمائی تاکہ وہ صرف اور صرف اللہ سبحانہ و تعالی کی عبادت کر سکیں۔

پس لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ہر دس صدیوں تک صرف اللہ تعالی ہی کی عبادت کرتے رہے اور بعد ازاں شیطان نے کچھ لوگوں کو ورغلا کر بت پرستی پر لگادیا، اسکے بعد اللہ تعالی نے رسولوں کو مبعوث فرمایا اور ان پر اپنی کتابیں نازل فرمائیں تاکہ وہ لوگوں کو دوبارہ صرف اللہ تعالی کی عبادت پر واپس لے کر آئیں۔ اللہ تعالی نے اپنی مخلوق پر مہربانی فرماتے ہوئے انکی فطرت کو اس توحید کے موافق بنادیا جسکے لئے انہیں پیدا فرمایا ہے۔ چنانچہ ہر نو مولود بچہ صرف اللہ تعالی کی عبادت ہی میں اکیلا ماننے والی فطرت لیکر پیدا ہوا ہے، اور یہ کہ وہ اکیلا ہی معبود برحق ہے اسکے علاوہ کوئی نہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فِطْرَتَ ٱللَّهِ ٱلَّتِى فَطَرَ ٱلنَّاسَ عَلَيْهَا﴾

ترجمہ: (اللہ تعالی کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔) [الروم: 30]

شیطان کوشش کرتا ہے کہ لوگوں کی اس فطرت کو خراب کرے تاکہ وہ لوگوں کو محروم کردے اپنے رب کی رضامندی اور ان نعمتوں سے جو انکے لئے دائمی جنت کی شکل میں اللہ تعالی نے تیار کر رکھی

(*) یہ خطبہ میں نے مسجد نبوی میں جمعہ کے دن بتاریخ 29 شوال 1431 ھجری کو دیا تھا۔

ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ جل جلالہ فرماتا ہے: (**میں نے اپنے سارے بندوں کو صرف اپنی عبادت کرنے کیلئے پیدا کیا جبکہ انکے پاس شیطانوں نے آکر انہیں دین سے غافل کر کے ہٹادیا اور ان پر وہ چیزیں حرام کردیں جو میں نے ان پر حلال کر رکھی تھیں، اوران شیطانوں نے انہیں حکم دیا کہ میرے (یعنی اللہ) کے ساتھ شریک ٹھہرائیں جسکی میں نے آج تک کوئی دلیل نازل نہیں کی**) (صحیح مسلم)

ابلیس لوگوں کو اللہ تعالی کی اس نافرمانی کی دعوت دیتا ہے جس میں گناہ سب سے زیادہ ہو۔ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا: (**سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تو اللہ تعالی کا کسی کو شریک ٹھہرائے**)۔ (متفق علیہ)

چنانچہ بہت سے لوگوں نے غیر اللہ کی عبادت کی جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلَٰكِنَّ أَكۡثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يُؤۡمِنُونَ﴾

ترجمہ: (لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے) [ھود: 17]

اور ایمان نہ لانے کا نتیجہ یہ ہے کہ: ہر کئے جانے والا عمل اگرچہ وہ اچھا ہی کیوں نہ ہو اس پر کوئی اجر وثواب نہیں ملتا کیوں کہ اس میں دین کی بنیاد (توحید) موجود نہیں ہوتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: (اے اللہ کے رسول! بیشک ابن جدعان دور جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا، کیا یہ چیزیں اسکے لئے نفع بخش ثابت ہونگی؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**اسے یہ چیزیں کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گی کیونکہ اس نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ اے اللہ روز قیامت میری خطاؤں کو معاف فرمانا**)۔ (صحیح مسلم)

یہ گناہ کبیرہ (شرک) اللہ تعالی کی ناراضگی، ذلت، اور بے بسی کا بہت بڑا سبب ہے۔ ارشاد باری تعالی

ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُواْ ٱلْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا﴾

ترجمہ: (بے شک جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی میں ہی پڑے گی) [الأعراف: 152]

اور شرک کا مرتکب شخص ہمیشہ پریشانوں اور غموں میں ہی گھرا رہے گا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُۥ يَجْعَلْ صَدْرَهُۥ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي ٱلسَّمَآءِ﴾

ترجمہ: (اور جس شخص کے متعلق اللہ تعالی چاہتا ہے کہ اسے گمراہ کرے تو اللہ تعالی اس کے سینہ کو بے حد تنگ کر دیتا ہے جیسا کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے) [الأنعام: 125]

اور یہ مشرک شرک کی وجہ سے جنت میں نہیں جا سکے گا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم مین جلتا رہے گا۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿إِنَّهُۥ مَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ وَمَأْوَىٰهُ ٱلنَّارُ﴾

ترجمہ: (بے شک جو شخص اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو اللہ تعالی نے اس شخص پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا) [المائدة: 72]

اسلئے اللہ تعالی نے ہر امت میں اپنے پیغمبر بھیجے جو انہیں شیطان کی دعوت شرک سے ڈراتے، اور انہیں اللہ تعالی کی عبادت کا حکم دیتے، اور اسی مقصد کیلئے اللہ تعالی نے کتابوں کو نازل فرمایا اور سب سے زیادہ آیتیں توحید پر نازل فرمائیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالی نے اسلئے کیا تاکہ اللہ کے بندے شیطان کے جال میں آکر اپنے رب کو ناراض نہ کر بیٹھیں۔

اور قرآن کریم کی تمام آیات اسی عقیدہ توحید پر دلالت کرتی ہیں، اور قرآن میں سب سے پہلا حکم

توحید کا ہے،ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ﴾

ترجمہ:(اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو)۔یعنی اپنے رب کو الوہیت میں یکتا مانو۔)[البقرة: 21]

اور قرآن کریم میں سب سے پہلے جس کام سے منع کیا وہ شرک ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فَلَا تَجْعَلُوا۟ لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

ترجمہ:(سو کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ حالانکہ تم جانتے بھی ہو) [البقرة: 22]

اور سورہ اخلاص پوری کی پوری عقیدہ توحید پر مشتمل ہونے کے سبب اسکی فضیلت میں آتا ہے کہ یہ سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔اور قرآن پاک کی سب سے عظیم تر آیت "آية الكرسي" بھی عقیدہ توحید پر مشتمل ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنی بعثت کے بعد دس سال تک صرف اسی عقیدہ توحید کی لوگوں کو دعوت دیتے رہے کسی اور بات کی نہیں، بعدازاں پے درپے دینی احکامات آنے لگے، توحید اور ان احکامات کی طرف آپ ﷺ آخری دم تک دعوت دیتے رہے۔اور آپ ﷺ صبح اور شام میں یہ دعا پڑھتے کہ۔(**أَصْبَحْنَا عَلَى فِطْرَةِ الإِسْلَامِ، وَعَلَى كَلِمَةِ الإِخْلَاصِ، وَعَلَى دِينِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ، وَعَلَى مِلَّةِ أَبِينَا إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ**) ترجمہ: (ہم صبح میں داخل ہوئے ہیں فطرتِ اسلام پر، کلمۂ اخلاص پر، اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کے دین پر، اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر، جو یکسو مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے)۔(**مسند احمد**)

اور آپ ﷺ اپنے دن کا آغاز ہی عقیدہ توحید سے فرماتے تھے، اور وہ اسطرح کہ آپ ﷺ نماز فجر سے قبل دو رکعات میں سورت الکافرون اور سورہ اخلاص پڑھتے تھے اور اسی عقیدہ پر اپنے دن کا اختتام فرماتے، چنانچہ وتروں مین بھی سورہ فرون اور سورہ اخلاص ہی پڑھتے تھے۔ اور اسی بات کی اپنی امت کو وصیت بھی فرمائی۔ایک دیہاتی شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے

رسول ! مجھے کوئی ایسا عمل بتادیں اگر میں وہ عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ تو آپ ﷺ فرمایا: **(اللہ کی عبادت کرو، اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ، فرض نمازیں ادا کرو، اور فرضی زکات ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو)**۔ (متفق علیہ) آپ ﷺ اپنے صحابہ کو یہ حکم دیتے کہ وہ اکیلے اللہ تعالی کی عبادت پر نبی ﷺ سے بیعت کریں، جیسا کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: **(تم رسول اللہ سے بیعت کیوں نہیں کرتے**؟ ہم نے کہا کہ کس بات پر بیعت کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: **(اس بات پر کہ صرف اللہ تعالی کی عبادت کرو، اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور پنج وقتہ نماز ادا کرو)**۔ (صحیح مسلم)

آپ ﷺ نے مختلف شہروں کی طرف جب اپنی طرف سے داعی روانہ کئے تو انہیں حکم دیا کہ دعوت کا اغاز توحید سے کرنا، جیسا کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے وقت آپ ﷺ نے فرمایا:

(آپ ایسی قوم کے پاس جارہے ہیں جو اہل کتاب ہیں چنانچہ سب سے پہلے انہیں اس بات کی طرف دعوت دینا کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالی کے رسول ہیں)۔ (متفق علیہ)

آپ ﷺ کے پاس جب کوئی قافلہ یا وفد آتا تو آپ ﷺ انہیں توحید کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ کے پاس جب عبدالقیس قبیلے کا وفد آیا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: **(کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالی پر ایمان لانے کی حقیقت کیا ہے**؟ تو انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالی اور اسکے رسول ﷺ ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا **(یہ گواہی دینا کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالی کے رسول ہیں)** (متفق علیہ)، اور انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنی اولاد کے متعلق شیطان کی پیروی اور بتوں کی پرستش کا خوف لاحق تھا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا:

﴿وَٱجۡنُبۡنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعۡبُدَ ٱلۡأَصۡنَامَ﴾

ترجمہ: (اے میرے پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا) [ابراهيم: 35]

اور نبی کریم ﷺ کو بھی اپنی امت کے بارے اس بات کا اندیشہ تھا،اسی لئے فرمایا: (**أَخْوَفُ ما أخاف عليكم: الشرك الأصغر، فسئل عنه، فقال: الرياء**) ترجمہ: (مجھے تمہارے بارے میں جس چیز کا سب سے زیادہ اندیشہ ہے وہ شرک اصغر ہے، آپ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ریاکاری)۔ (مسند احمد)۔

یہ (توحید) اللہ تعالی کا بنیادی حق ہے اپنے بندوں پر، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (**اے معاذ کیا تم جانتے ہیں کہ بندوں پر اللہ تعالی کا بنیادی حق کیا ہے**؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ: اللہ تعالی اور اسکے رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (**بندوں پر اللہ تعالی کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اللہ تعالی کی عبادت کریں اور اسکے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہرائیں**)۔ (متفق علیہ)

اور یہی عقیدہ توحید وہ نیک عمل ہے جو بندے کو جنت کے قریب اور جہنم سے دور کرتا ہے۔ ایک دیہاتی شخص نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کردے، تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کی طرف دیکھا اور پھر فرمایا: (**اس بندے کو توفیق مل گئی، یا یہ فرمایا کہ اس شخص کو ہدایت مل گئی**۔ اور پھر اس سے فرمایا کہ: **آپ نے کیا کہا تھا**؟ تو اس شخص نے اپنی بات دوبارہ دھرائی، تو آپ ﷺ نے رشاد فرمایا کہ (**صرف اللہ تعالی کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، اور نماز قائم کرو اور زکات ادا کرتے رہو اور اور صلہ رحمی کا خاص خیال کرو**)۔ (متفق علیہ)

اور دنیا و آخرت کی کوئی بھی سعادت توحید کے بغیر ممکن نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**لوگو! (لاالہ الااللہ) والا کلمہ پڑھ لو تو تم کامیاب ہو جاؤ گے**)۔ (مسند احمد)

جس شخص کا خاتمہ کلمہ شہادت پر ہوا وہ جنت میں جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**موت**

کے وقت جس شخص کا آخری کلام (لاالہ الااللہ) ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا) (ابوداود)

اور جسے موت اسی کلمہ پر آئی وہ جنت میں جائے گا اور جہنم سے نجات پائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**جو شخص اللہ تعالی سے اس حال میں ملاکہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جو شخص اللہ تعالی سے اس حال میں ملاکہ اسکے ساتھ شرک کرتا ہو تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔**)۔ (صحیح مسلم)

اور موحد مسلمانوں کے اعمال ایک دوسرے سے افضل ہوتے ہیں انکے دلوں میں ایمان اور اخلاص کی بدولت۔ مسلمان کا سب سے قیمتی اثاثہ اسکا اپنے رب کے بارے عقیدہ توحید ہی ہے، اور اس موحد مسلمان پر سب سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے اس عقیدے کی حفاظت کرے باطل کے مل جانے سے، غلط عقائد اس میں شامل ہو جانے سے اور ہر اس بات سے جو اس عقیدہ کو کمزور کردے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (**توحید ایک انتھائی باریک، شفاف تر، صاف ترین اور پاکیزہ چیز ہے جس کو ادنی سی چیز بھی خراش زدہ، عیب دار اور داغدار کر دیتی ہے، اسکی مثال اس سفید کپڑے کے ماند ہے جس پر معمولی دھبہ بھی اثر چھوڑ جاتا ہے، اور اس سفید و شفاف شیشے کی طرح ہے جسے معمولی سی چیز بھی میلا اور داغ دار کر جاتی ہے۔**)۔ اللہ تعالی نے انبیاء کرام کی طرف وحی فرمائی کہ اگر ان سے بھی شرک سرزد ہوا تو انکے اعمال ضائع ہو جائینگے، تو پھر امتیوں کا کیا حال ہوگا؟

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَاسِرِينَ﴾

ترجمہ: (اور بے شک آپ کی طرف اور آپ سے پہلے کے تمام نبیوں کی طرف بھی وحی کی گئی، کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل بلکل برباد ہو جائیں گے اور یقینا تم نقصان اٹھانے والوں میں سے

ہو جاؤگے) [الزمر: 65]

اسی لئے خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی شرک سے خوف لاحق تھااور آپ نے خانہ کعبہ بناتے ہوئے یہ دعافرمائی:

﴿وَٱجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ ٱلْأَصْنَامَ﴾

ترجمہ: (مجھےاور میری اولاد کو بت پرستی سے بچاکر رکھنا) [ابراھیم: 35]

اب جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا شخص بھی شرک سے خوف کھا رہا ہے تو دوسرے لوگوں کو تواور بھی زیادہ ڈرناچاہئے۔

اپنی اولاد کو دین کی بنیادی تعلیم دینااور ہمیشہ ان سے اس کے متعلق سوال کرتے رہنا یہ انبیاء کرام علیہم السلام کا شیوہ رہاہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھیں کہ وہ حالت نزع کے عالم میں بھی اپنے بیٹوں سے توحید کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿أَمْ كُنتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ ٱلْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنۢ بَعْدِى ۖ
قَالُوا۟ نَعْبُدُ إِلَـٰهَكَ وَإِلَـٰهَ ءَابَآئِكَ إِبْرَٰهِـۧمَ وَإِسْمَـٰعِيلَ وَإِسْحَـٰقَ
إِلَـٰهًا وَٰحِدًا وَنَحْنُ لَهُۥ مُسْلِمُونَ﴾

ترجمہ: (کیا تم حاضر تھے جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو موت آئی تب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہاتم میرے بعد کس کی عبادت کروگے؟ تو بیٹوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کے اور آپ کے باپ دادا حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق (علیھم السلام) کے معبود کی عبادت کریں گے جو ایک معبود ہے، اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں) [البقرۃ: 133]

اور ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ ایک چھوٹی بچی سے سوال پوچھا: (أين الله)؟ اللہ تعالی کہاں ہیں؟ تو اس نے کہا: آسمانوں میں۔ (رواہ مسلم)

صحیح عقیدہ پر مشتمل کتب کو پڑھنا، پڑھانا، اور اہل علم کے حلقات میں اہتمام سے شرکت کرنا دین پر ثابت قدم رہنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جارہاہوں اگرانہیں مضبوطی سے تھام کررکھوگے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے، اور وہ ہیں اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت**)۔(رواہ الحاکم)

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (سب سے اہم چیز جو آپ پر واجب ہے وہ عقیدہ توحید کی معرفت وپہچان ہے جو کہ عبادات کی معرفت سے بھی کہیں زیادہ ضروری ہے حتی کہ نماز سے بھی پہلے۔)

اور دین پر ثابت قدمی کی دعا کرنا یہ انبیاء کرام کا راستہ ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی:

﴿تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ﴾

ترجمہ: (اے اللہ ! تو مجھے اسلام پر موت دے اور مجھے نیک لوگوں میں شامل کر دے) [یوسف: 101]

اللہ تعالی کی توحید کی تعظیم اور اوسکی اہمیت کا ادراک اور شبہات سے دوری اختیار کرنا ہدایت کے اسباب میں سے ہے۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

میں اللہ تعالی کی پناہ میں آتاہوں شیطان مردود سے

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ﴾

ترجمہ: (پس جان لو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور اپنے اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگیے، اور اللہ تعالی ہی تم لوگوں کی آمد ورفت کی اور رہنے سہنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے) [محمد: 19]

اللہ تعالی قرآن پاک کو میرے اور آپکے لئے بابرکت بنائے۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ تعالی ہی کے لئے ہیں کہ اسکے ہم پر احسانات ہیں۔۔۔۔۔

اے مسلمانو! سب سے بڑی تزکیہ نفس کرنے والی چیز اللہ تعالی کی توحید ہے اور یہ اس وقت تک ثابت و ممکن نہیں ہو سکتی جب تک تمام کے تمام معبودان باطلہ کا انکار نہ کر دیا جائے، اور یہی کلمہ شہادت کا معنی و مفہوم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے **لاالہ الااللہ** کا صدق دل سے اقرار کیا اور اللہ تعالی کے سوا تمام معبودان باطلہ کا انکار کیا تو اس شخص کا مال اور خون (دوسروں پر) حرام ہو جاتا ہے اور اسکے دل کا حال و حساب اللہ تعالی کے حوالے ہے۔ (صحیح مسلم)

جو شخص عقیدہ توحید میں پختہ ہو جاتا ہے اسکی ساری مصیبتیں چھوٹ جاتی ہیں اور اسے اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل ہو جاتی ہے، اور اسکے سارے نیک اعمال بارگاہ الہی میں قبول و منظور ہو جاتے ہیں اور انکا ثواب دگنا کر دیا جاتا ہے اور اسکی زندگی پاکیزہ ہو جاتی ہے اور اسکے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور وہ بندہ جنت میں بغیر کسی حساب اور عذاب کے داخل ہو جائے گا اور یقینا دین پر ثابت قدمی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔

اور پھر یہ بھی ذہن نشین کر لو کہ اللہ تعالی نے تمہیں اپنے نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالی کی عظمت کا بیان(*)

بلاشبہ تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں۔

اللہ کے بندو! جس طرح اللہ تعالی سے ڈرنے کا حق ہے اسی طرح اللہ تعالی سے ڈرو، اور اسلام کے ستون کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عدم سے وجود بخشا اور انہیں اپنی نعمتوں سے مالا مال کیا اور انکی مشکلات، دکھ درد اور پریشانیاں دور فرما دیں۔ انسان کی فطرت سلیمہ کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے محسن اور منعم سے ضرور محبت کرے۔ انسان کو جتنی کھانے، پینے اور سانس لینے کی ضرورت ہے اس سے بھی کہیں زیادہ اسے اپنے رب کی پہچان اور معرفت کی ضرورت ہے۔

دنیا و آخرت کی اصل سعادت و کامیابی یہ ہے کہ انسان اپنے رب کی معرفت حاصل کرے، اس سے محبت کرے اور اس کی عبادت کرے۔ لوگوں میں سب بڑھ کر اپنے رب کو جو شخص پہچانتا ہے وہی شخص اپنے رب کی زیادہ تعظیم اور اس پر پختہ ایمان رکھتا ہے۔ انسان کے دل میں اللہ تعالی کے لئے عاجزی والی عبادت ظاہری اعضاء سے سرانجام دی جانے والی عبادت سے کہیں زیادہ عظمت، دوام اور وقعت والی ہوتی ہے اور یہ محبت ہر وقت انسان پر واجب ہے۔ انسان کے جسمانی اعمال در حقیقت اسکے دل کی اصلاح اور اللہ تعالی کی عظمت کا مظہر ہوتے ہیں۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (اللہ تعالی بندے کو اپنے ہاں وہ رتبہ دیتا ہے جو بندہ اپنے دل میں اللہ تعالی کو دیتا ہے جب مخلوق اپنے پالنے والے کو پہچان لیتی ہے تو اسکا ضمیر اس پر مطمئن اور پر سکون ہو جاتا ہے، پھر جو جتنا اللہ تعالی کی ذات و صفات سے واقف ہوتا ہے اسکا اتنا ہی زیادہ اللہ تعالی پر توکل صحیح اور مضبوط ہو جاتا ہے اور اس ذات سے اتنا ہی زیادہ ڈرنے والا انسان بن جاتا ہے۔)

(*) یہ خطبہ میں نے مسجد نبوی میں جمعہ کے دن بتاریخ 18 جمادی الاولی 1432 ھجری کو دیا تھا۔

عبادت میں سب سے کامل وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ تعالی کی تمام اسماء وصفات کے ساتھ اسکی تعظیم اور عبادت بجالاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی سب سے زیادہ خوبصورت ہیں جن میں اللہ تعالی کی تعریف اور بزرگی بیان کی گئی ہے اور اسکی صفات بھی اکمل و اعلی ہیں نبی کریم ﷺ رکوع میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

(سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ)

ترجمہ: (پاک ہے وہ ذات جو عظیم الشان ہے، غلبے، بڑی بادشاہت بڑی بزرگی، بڑی عظمت والی ہے۔)(سنن نسائی)

ہر چیز میں اللہ تعالی کا کمال کامل مکمل ہے۔ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

(لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ)

ترجمہ: (میں تیری حمد وثنا بیان کر ہی نہیں سکتا تیری حمد و ثنا وہی ہے جو تو نے اپنے لئے خود بیان فرمائی ہے)۔(صحیح مسلم)

زمین وآسمانوں کی تمام مخلوقات اللہ تعالی کو ہر کمی اور عیب سے مبرا سمجھتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلْأَرْضِ ۖ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ﴾

ترجمہ:(آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز اللہ تعالی کی پاکی بیان کرتی ہے) [الحشر: 1]

تمام مخلوقات اسی اللہ تعالی کے سامنے سجدہ ریز ہوتی ہیں۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلْأَرْضِ مِن دَآبَّةٍ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ﴾

ترجمہ:(حالانکہ تمام آسمانوں والے اور سب زمین والے اللہ تعالیٰ ہی کے فرمانبردار ہیں خوشی سے ہوں یا ناخوشی سے۔) [آل عمران: 83]

اسی اللہ تعالی ہی کیلئے خاص ہے: خالق ہونا اور حاکم ہونا، جو اس نے بنایا وہ بہترین بنایا اور جو کچھ اس نے پیدا کیا وہ بے مثال پیدا کیا۔ زمین و آسمانوں کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے تمام مخلوقات کی تقدیر لکھ چکا ہے، اسی کا حکم ہی حقیقی حکم ہے، اسکے حکم میں کوئی اسکا شریک نہیں۔ اس کے فیصلہ کو نہ تو کوئی ٹال سکتا ہے اور نہ ہی مؤخر کر سکتا ہے۔ وہ زندہ ہے کبھی اس پر موت نہیں آئے گی، تمام مخلوقات اسکے ہاتھ میں ہیں۔ وہ انہیں زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، ہنساتا ہے اور رلاتا ہے، فقیر بنا دیتا ہے اور مالدار کر دیتا ہے، رحم مادر میں جیسے چاہتا ہے ان کی صورتیں بناتا ہے۔

﴿مَّا مِن دَآبَّةٍ إِلَّا هُوَ ءَاخِذُۢ بِنَاصِيَتِهَآۚ﴾

ترجمہ: (جتنے بھی پاؤں دھرنے والے ہیں سب کی پیشانی وہی تھامے ہوئے ہے۔)[ھود: 56]

جیسے چاہتا ہے تدبیر کرتا ہے، تمام بندوں کے دل اللہ تعالی کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں جیسے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے"۔ سبکی پیشانیاں اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہیں، تمام معاملات کی باگ ڈور صرف اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے کوئی اس سے چھین نہیں سکتا، نہ کوئی طاقتور اس پر غالب آسکتا ہے، اگر پوری امت اکٹھی ہو کر کسی کو نقصان پہنچانا چاہے جبکہ اللہ نے اس کے لئے یہ نقصان نہ لکھا ہو تو وہ ہر گز اسے نقصان نہیں پہنچا سکتے، اگر پوری امت اکٹھی ہو کر کسی کو فائدہ پہنچانا چاہے جو اللہ تعالی نے اس کیلئے نہ لکھا تو وہ اسے ہر گز فائدہ نہیں پہنچا سکتے، اللہ تعالی کا عذاب اگر نازل ہو تو اسے کوئی اس کے سوا ٹال نہیں سکتا، جو چاہے پیدا کرے اور جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے.

﴿لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ﴾

ترجمہ: (اس سے کوئی پوچھ گچھ کرنے والا نہیں)[سورة الأنبياء:23]

جبکہ وہ سب بندوں سے پوچھے گا۔ اپنی ذات کے ساتھ قائم ہے پوری مخلوق سے بے پرواہ ہے لیکن وہ پوری مخلوق پر نگہبان ہے، علم غیب کی چابیاں اسی کے پاس ہیں اسکے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا، اس کا علم

سب سے مخفی ہے یہاں تک کہ فرشتوں کو بھی پتا نہیں ہوتا کہ کہ کل کون فوت ہو گا؟ جب تک کائنات میں کوئی معاملہ رونما نہ ہو جائے اس وقت تک انہیں کچھ پتا نہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔ وہ بادشاہ ہے اپنے بندوں کے معاملات وہی چلاتا ہے، وہی حکم دیتا ہے، وہی منع کرتا ہے، وہی عطا کرتا ہے، وہی روک لیتا ہے، وہی پست کرتا ہے اور وہی بلندیاں عطا کرتا ہے، اسکے مختلف احکامات پے در پے مختلف اوقات میں آرہے ہوتے ہیں، اسکی مرضی اور مشیت کے مطابق نافذ ہو رہے ہوتے ہیں، جو وہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے جو نہیں چاہتا ہے وہ نہیں ہوتا:

﴿يَسْـَٔلُهُۥ مَن فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِى شَأْنٍ﴾

ترجمہ: (سب آسمان وزمین والے اسی اللہ تعالی سے مانگتے ہیں، ہر روز وہ اللہ ایک نئی شان میں ہے) [الرحمن: 29]

اللہ تعالی کے جملہ کاموں میں سے کچھ یہ ہیں کہ وہ مشکلات آسان کرتا ہے، ٹوٹے ہوئے دل کا سہارا بنتا ہے، فقیروں کو غنی کر دیتا ہے، دعائیں قبول کرتا ہے۔ اس نے اپنی ذات کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا كُنَّا عَنِ ٱلْخَلْقِ غَـٰفِلِينَ﴾

ترجمہ: (اور ہم اپنی مخلوقات سے غافل نہیں ہیں۔) [المؤمنون: 17]

اسکا علم ہر چیز پر محیط ہے، وہ جانتا ہے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو گا اور جو کچھ نہیں ہوا۔ کوئی ذرہ یا اس سے بھی کوئی چھوٹی چیز اللہ تعالی کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کر سکتی، کوئی پتہ بھی اگر جھڑتا ہے تو وہ اسے بھی جانتا ہے۔ کوئی چھپنے والی چیز اللہ تعالی سے چھپ نہیں سکتی، اسکے لئے ظاہر اور چھپی ہوئی دونوں چیزیں برابر ہیں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿سَوَآءٌ مِّنكُم مَّنْ أَسَرَّ ٱلْقَوْلَ وَمَن جَهَرَ بِهِۦ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِٱلَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِٱلنَّهَارِ﴾

ترجمہ: (تم میں سے کسی کا اپنی بات کو چھپا کر کہنا اور بآواز بلند اسے کہنا اور جو رات کو چھپا ہوا ہو اور جو دن میں چل رہا ہو یہ سب اللہ تعالی کیلئے برابر و یکساں ہیں) [الرعد: 10]

اللہ تعالی عرش عظیم پر ہونے کے باوجود تمام مخلوقات کی مختلف آوازیں سنتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس اللہ تعالی کی تمام تعریفیں جس کی سماعت تمام آوازوں پر محیط ہے، نبی کریم ﷺ سے حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا بات کر رہی تھیں اور میں اسی کمرے کے کونے میں تھی اسکے باجود میں کچھ سن نہیں پا رہی تھی جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا:

﴿قَدْ سَمِعَ ٱللَّهُ قَوْلَ ٱلَّتِي تُجَٰدِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيٓ إِلَى ٱللَّهِ وَٱللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَآۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعُۢ بَصِيرٌ﴾

ترجمہ: (یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ تعالی کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا، بیشک اللہ تعالیٰ خوب سننے دیکھنے والا ہے۔) [المجادلة: 1](مسند احمد)

کالی اندھیری رات میں بھی بندوں سے سرزد ہوئے اعمال اللہ تعالی پر مخفی نہیں رہتے۔ اسی لئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿ٱلَّذِي يَرَىٰكَ حِينَ تَقُومُ * وَتَقَلُّبَكَ فِي ٱلسَّٰجِدِينَ﴾

ترجمہ: (جو تجھے دیکھتا رہتا ہے جبکہ تو کھڑا ہوتا اور سجدہ کرنے والوں کے درمیان تیرا گھومنا پھرنا بھی) [الشعراء: 218-219]

ایک چکنے چٹان پر اندھیری رات میں رینگنے والی کالی چیونٹی کو بھی اللہ تعالی سات آسانون کے اوپر سے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اسکے خزانے زمین و اسمان میں بھرے ہوئے ہیں، سخاوت اور عطا کے لئے اسکے دونون ہاتھ کھلے ہوئے ہیں دن رات مسلسل خرچ کرتا ہے، بہت عطا اور سخاوت کرنے والا ہے، سوال

کرنے سے پہلے بھی عطا کرتا ہے اور سوال کرنے کے بعد بھی۔ رات کے آخری تہائی حصے میں آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور فرماتا ہے "**کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں اسے عطا کروں**" اور جو اس سے نہیں مانگتا وہ اس پر ناراض ہو جاتا ہے، اپنی عطا کے دروازے اپنی مخلوق کیلئے کھول رکھے ہیں۔ اس نے سمندر مسخر کر دیئے دریا جاری کر دیے، رزق کشادہ کر دیا، اپنی تمام مخلوق کو رزق فراہم کرتا ہے، چیونٹی کو زمین میں، پرندوں کو ہوا میں، اور مچھلیوں کو پانی میں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي ٱلۡأَرۡضِ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ رِزۡقُهَا﴾

ترجمہ: (زمین پر چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں سب کی روزی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے) [هود: 6]

اللہ تعالیٰ کا رزق تمام مخلوق کو پہنچتا ہے، بچے کو رزق فراہم کرتا ہے حالانکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہے اور تندرست و توانا کو اسکی بادشاہت میں۔ وہ سخی ہے عطا کرنے پر خوش ہوتا ہے، جب اس سے سوال ہو تو وہ نواز دیتا ہے، اگر اسے چھوڑ کر دوسروں کے سامنے کوئی اپنی ضرورت رکھے تو وہ اس پر شدید ناراض ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر خیر و بھلائی کا منبع ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا بِكُم مِّن نِّعۡمَةٍ فَمِنَ ٱللَّهِ﴾

ترجمہ: (تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اسی کی دی ہوئی ہیں) [النحل: 53]

اسکا دیا ہوا رزق کبھی ختم نہیں ہوتا، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ**)

ترجمہ: (کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے لیکر آج تک کتنا خرچ کیا ہے لیکن آج تک اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آئی) (متفق علیہ)۔

اگر سارے بندے مل کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات مانگیں اور وہ سب کو عطا کر دے پھر بھی اس کی

بادشاہی میں کوئی کمی نہیں آئیگی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(يَا عِبَادِي، لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ، وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ، قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، فَسَأَلُونِي، فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ)

ترجمہ: (اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور پچھلے، انسان و جن سارے ایک میدان میں اکٹھے ہو جائیں اور سب مجھ سے سوال کریں، میں ہر ایک انسان کو اس کی مانگی ہوئی چیز عطا کردوں تو میرے خزانے میں کوئی کمی نہیں آئیگی مگر صرف اتنی کہ جتنا سوئی کو سمندر کے پانی میں ڈبو کر نکالا جائے)۔ (صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ نیک اعمال پر بڑھا چڑھا کر ثواب سے نوازتا ہے، اسکے ہاں ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے پھر دس سے بڑھا کر سات سو تک، پھر اس سے بھی کئی گنا بڑھا کر نوازتا ہے۔ تھوڑے وقت کی نیکی کو بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے جیسے لیلۃ القدر کا ثواب ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے، اسی طرح ہر مہینے کے تین روزے پورے سال کے روزوں کے برابر ہیں جب بندہ اس کی رضا کے لئے اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بڑھا چڑھا کر واپس کرتا ہے اور اتنی سخاوت کرتا ہے کہ انسان کی تمنا سے بڑھ کر نوازتا ہے، پس جنتیوں کو ایسی نعمتیں عطا فرمائے گا جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھی ہو نگی، اور نہ کسی کان نے سنی ہو نگی اور نہ کسی انسان کی دل میں انکا خیال تک آیا ہو گا۔

جب بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کوئی چیز چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے بدلے اس سے کہیں زیادہ بہتر عطا کرتا ہے، وہ پوری مخلوق سے بے نیاز ہے، البتہ تمام مخلوقات اسکی محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ أَنتُمُ ٱلْفُقَرَآءُ إِلَى ٱللَّهِ ۖ وَٱللَّهُ هُوَ ٱلْغَنِىُّ ٱلْحَمِيدُ﴾

ترجمہ: (لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے) [فاطر: 15]

اللہ تعالیٰ کے بندے نہ اس ذات کو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ، وہ بلند و بالا ہے، کرسی اسکے دو

قدموں کی جگہ ہے، اسکی کرسی آسمانوں اور زمین سے وسیع ہے، ساتوں آسمان کرسی کے سامنے اس طرح ہیں جس طرح ایک ٹپ میں سات سکے ڈال دیۓ گئے ہوں، اور کرسی عرش کے سامنے اس طرح ہے جس زمین پر کسی چٹیل میدان میں ایک لوہے کا چھلہ پھینکا ہوا ہو۔ اسکا عرش سب سے بڑی مخلوق ہے اور عرش کے نیچے سمندر ہے۔ اسکے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کا کان کی لو سے کندھے تک سات سو سال کے سفر کا فاصلہ ہے۔ ہمارا رب عرش پر مستوی ہے، جیساکہ اس کے شایان شان ہے۔ وہ عرش اور عرش کے علاوہ ہر مخلوق سے بے نیاز ہے، وہ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اسکا احاطہ کوئی چیز بھی نہیں کرسکتی، وہ تمام نگاہوں کا ادراک رکھتا ہے مگر کوئی نگاہ اس کا ادراک نہیں کرسکتی۔ اسکی قدرت تمام مخلوقات پر حاوی ہے، کوئی مخلوق کتنی بڑی کیوں نہ ہو مگر اسکے سامنے حقیر ہے۔ قیامت کے دن وہ آسمانوں کو لپیٹ دے گا پھر اپنے دائیں ہاتھ میں لے گا اور فرمائے گا(أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ الْجَبَّارُونَ ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ ؟)

ترجمہ: (میں ہی حقیقی بادشاہ ہوں ظالم، جابر اور متکبر لوگ کہاں ہیں؟) پھر زمین کو دوسرے ہاتھ میں لپیٹے گا اور فرمائیگا: (أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ الْجَبَّارُونَ ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ ؟) ترجمہ: (میں ہی حقیقی بادشاہ ہوں ظالم، جابر اور متکبر لوگ کہاں ہیں؟)(صحیح مسلم)۔

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (إِنَّ اللهَ تَعَالَى يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ، وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى إِصْبَعٍ، ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ، فَيَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَنَا الْمَلِكُ)

ترجمہ: (بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور گیلی مٹی کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر تھام لے گا، پھر ان کو ہلائے گا اور فرمائے گا: (بادشاہ میں ہوں، بادشاہ میں ہوں)۔(متفق علیہ)

جب اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے کلام کرتا ہے تو آسمانوں پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے اور آسمان کے

باشندے بیہوش ہو جاتے ہیں سب سے پہلے حضرت جبریل امین کو ہوش آتا ہے اور آسمان والے اس سے خوف میں ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿تَكَادُ ٱلسَّمَٰوَٰتُ يَتَفَطَّرۡنَ مِن فَوۡقِهِنَّۚ﴾

ترجمہ: (قریب ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے پھٹ پڑیں) [الشورى: 5]

اس کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (قریب ہے کہ اللہ تعالی کی عظمت کے ڈر سے آسمان پھٹ پڑیں یعنی اللہ تعالی کے ڈر سے،)

اللہ تعالی قیوم ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ، يَخْفِضُ الْقِسْطَ، وَيَرْفَعُهُ، يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ، وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّورُ، لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ)

ترجمہ: (اللہ تعالی سوتا نہیں اور نہ ہی سونا اسکی شایان شان ہے، وہ ترازو کے پلڑوں کو جھکاتا اور اوپر اٹھاتا ہے، رات کے اعمال دن کے اعمال سے پہلے اور دن کے اعمال رات کے اعمال سے پہلے اس کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، اس کا پردہ نور ہے اگر وہ اپنے چہرے کے (پردے) کو کھول دے تو اس کے چہرے کی تجلیات سے تمام مخلوقات جل کر راکھ ہو جائیں)۔ (صحیح مسلم).

﴿مِنَ ٱلسَّمَآءِ إِلَى ٱلۡأَرۡضِ ثُمَّ يَعۡرُجُ إِلَيۡهِ فِي يَوۡمٖ كَانَ مِقۡدَارُهُۥٓ أَلۡفَ سَنَةٖ مِّمَّا تَعُدُّونَ ﴾

ترجمہ: (آسمان سے زمین کی تدبیر وانتظام کا حکم نازل فرماتا ہے، پھر یہی حکم اللہ کی طرف واپس جائے گا ایک دن مین جو تمہارے حساب سے ہزار سال بنتا ہے۔) [الحج: 47]

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوۡ أَنَّمَا فِي ٱلۡأَرۡضِ مِن شَجَرَةٍ أَقۡلَٰمٞ وَٱلۡبَحۡرُ يَمُدُّهُۥ مِنۢ بَعۡدِهِۦ سَبۡعَةُ أَبۡحُرٖ

﴿مَّا نَفِدَتْ كَلِمَٰتُ ٱللَّهِ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾

ترجمہ: (روئے زمین کے (تمام) درختوں کے اگر قلمیں ہو جائیں اور تمام سمندروں کی سیاہی ہو اور ان کے بعد سات سمندر اور ہوں تاہم اللہ تعالی کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے، بیشک اللہ تعالیٰ غالب اور باحکمت ہے) [لقمان: 27]

وہ اللہ تعالی اس قدر قوت والا ہے کہ کوئی چیز اسے عاجز نہیں کر سکتی، وہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو صرف کہہ دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ کام ہو جاتا ہے، اس کا حکم آنکھ جھپک میں نافذ ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی جلدی۔ اس کے اتنے لشکر ہیں جن کو اس کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستی کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا، جب بنی اسرائیل نے تورات کے احکامات کو قبول کرنے سے انکار کیا تو اللہ تعالی نے طور پہاڑ کو انکے اوپر چھتری کی طرح لا کھڑا کر دیا تھا، وہ سمجھے کہ ان پر گر پڑیگا۔۔ اللہ رب العزت نے اسی پہاڑ پر تجلی ماری جس سے وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور جب حضرت موسی علیہ السلام نے یہ منظر دیکھا بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب دنیا ختم ہو جائے گی تو وہ اللہ تعالی زمین پر زلزلہ برپا کر دیگا اور زمین کوٹ دیگا، اور پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیگا۔ اسرافیل جب صور پھونکے گا تو ایک پھونک سے ساری مخلوق گھبراہٹ کا شکار ہو جائیگی اور دوسری پھونک پر بیہوش ہو جائیگی اور تیسری پھونک پر اٹھ کھڑے ہونگے اور محشر کی طرف روانہ ہونگے اور اللہ تعالیٰ فیصلہ کے لئے جب نازل ہو گا تو آسمان اللہ تعالی کے خوف اور تعظیم میں پھٹ جائے گا۔

اللہ تعالی کی شان اس سے کہیں زیادہ بلند ہے جتنی اوصاف بیان کرنے والوں نے بیان کی ہے، اور تعریف کرنے والوں نے تعریف کی ہے، نہ اس کا کوئی شریک ہے، نہ کوئی اس کی مثل ہے، نہ کوئی اسکا ہمسر ہے۔ رسولوں نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا تو وہ کثرت سے اسکی عبادت اور عاجزی میں مگن ہو گئے۔ حضرت داود علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تو ایک دن افطار کرتے اور ہمارے نبی کریم ﷺ رات کا قیام اس قدر لمبا کرتے کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج جاتے، حضرت ابراہیم علیہ السلام، اللہ تعالی

کی طرف رجوع کرنے والے تھے، جس شخص نے انبیاء کرام کے راستے کو چھوڑ کر کوئی اور راستہ اپنایا تو وہ بھٹک گیا۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے

﴿وَمَا قَدَرُواْ ٱللَّهَ حَقَّ قَدۡرِهِۦ وَٱلۡأَرۡضُ جَمِيعٗا قَبۡضَتُهُۥ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ وَٱلسَّمَٰوَٰتُ مَطۡوِيَّٰتُۢ بِيَمِينِهِۦۚ سُبۡحَٰنَهُۥ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشۡرِكُونَ﴾

ترجمہ: (اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہیئے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہو گی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں) [الزمر: 67]

اللہ مجھے اور آپ لوگوں کو قرآن کریم میں برکت عطا فرمائے۔

دوسرا خطبہ

اللہ کے لاتعداد احسانات پر ہم اسکے حمد و ثنا خواں ہیں۔

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو حمد و ثنا پسند نہیں، اسی وجہ سے اس نے اپنی تعریف خود بیان فرمائی، لوگوں کی ایک دوسرے پر فضیلت و فوقیت کی بنیاد اللہ تعالی کی معرفت، محبت اور اسکی حمد و ثنا اور تعریف ہے۔ جس نے اللہ تعالی کو پہچانا اور اسکا دل صاف رہا تو اللہ تعالی ضرور اسکی تعظیم اور اس سے محبت کرے گا۔ انسان جتنا زیادہ اللہ تعالی کی معرفت حاصل کرتا ہے اتنا ہی زیادہ اس کی اطاعت میں بڑھتا جاتا ہے، گناہوں کے باعث انسان کے دل میں اللہ کی تعظیم اور وقار کمزور پڑ جاتا ہے، اگر بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کا احترام وادب صحیح معنوں میں آجائے تو وہ بندہ ہر گز گناہوں کی جسارت نہ کر سکتا، گناہوں کی اصل وجہ ہی اللہ تعالی کی ذات کے متعلق بے علمی ہے۔

اللہ تعالی کی عظمت، اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کی وجہ سے دل میں بڑھتی ہے اور سب سے بڑی عبادت جس کے ذریعے انسان اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان صرف اللہ تعالی ہی کی عبادت کرے، اسکے علاوہ اور سے کچھ نہ مانگے اور اسکے سوا کسی سے مدد طلب نہ کرے، ہر قسم کی عبادت اللہ تعالی کے سوا کسی اور کیلئے جائز ہی نہیں۔ جس نے عبادت میں اللہ تعالی کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرایا اس نے اللہ تعالی کی ہر گز قدر نہ کی جس طرح اسکی قدر کرنے کا حق ہے، اور شرک میں واقع ہو کر اس نے اپنے آپ پر ظلم ڈھادیا۔

جس شخص کو اللہ تعالی نے صرف اپنی عبادت کی ہدایت نصیب کی اس پر لازم ہے کہ وہ دوسروں کو بھی اس توحید کی دعوت دے۔

پھر یاد رکھیں کہ اللہ تعالی نے تمہیں اپنے نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالی کی تعظیم کا بیان (*)

بیشک تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

حمد و ثنا کے بعد یہ کہ: اے اللہ کے بندوں اللہ تعالی سے ڈرتے رہو جسطرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اسلام کے ستون کو مضبوطی سے تھام کر رکھو۔

اے مسلمانو! کوئی مسئلہ جتنا ہی قدر و منزلت والا ہوتا ہے اس مسئلے کے بارے میں علم حاصل کرنا بھی اتنا ہی باعث قدر و منزلت ہوگا۔ اسی لئے اللہ تعالی کی ذات کے بارے میں علم حاصل کرنا تمام علوم سے افضل و اشرف علم ہے اور اللہ تعالی کی معرفت و عظمت کو جاننے کی ضرورت تمام دوسری ضرورتوں سے اہم اور بڑی ضرورت ہے، بلکہ یہ ہر ضرورت کی بنیاد ہے۔ اور اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی فطرت و جبلت میں ہی اپنی محبت و معرفت کو سمو دیا ہے، اور دل تو پیدا ہی اسی کام کے لئے ہوا"

﴿فِطۡرَتَ ٱللَّهِ ٱلَّتِي فَطَرَ ٱلنَّاسَ عَلَيۡهَاۚ لَا تَبۡدِيلَ لِخَلۡقِ ٱللَّهِۚ﴾

ترجمہ: (اللہ تعالی کی دی ہوئی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی تخلیق کردہ کسی چیز میں ردو بدل نہیں ہو سکتا) [الروم: 30]

اور یہی وہ یکسو فطرت ہے جس پر پوری انسانیت کو پیدا فرمایا گیا ہے، اور انسانوں و جنوں کے شیاطین اسی فطرت کو بدلنے کیلئے دن رات کوشاں ہیں۔ حدیث قدسی میں ارشاد باری تعالی ہے: (**میں نے اپنے تمام بندوں کو (دین اسلام پر) اس طرح پیدا فرمایا کہ وہ شرک جیسی برائیوں سے محفوظ تھے پھر شیطان نے آ کر انہیں اپنے دین سے غافل اور دور کر دیا**)۔ (صحیح مسلم)

اور ہر مسلمان کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی فطرت کا خیال رکھے تاکہ منحرف شدہ فطرت

(*) یہ خطبہ میں نے مسجد نبوی میں جمعہ کے دن بتاریخ 24 جمادی الاولی 1437 ھجری کو دیا تھا۔

اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئے، اور اسطرح اہل ایمان اپنے ایمان میں مزید بڑھ جائیں، اللہ تعالی نے اپنی پیدا کردہ تمام نشانیوں کو اپنی ربوبیت اور الوہیت کے ثبوت کے لئے بطور دلیل قائم کردیا ہے، اگر تمام سمندروں کا پانی سیاہ بن جائے اور اتنے ہی مزید سمندر انکی مدد کیلئے مہیا کردیے جائیں تو بھی اللہ تعالی کی باتیں اور وحدانیت کے دلائل ختم نہیں ہو سکتے۔ انبیاء کرام اسی اصل فطرت کے ثبوت اور اسکی تکمیل کے لئے مبعوث فرمائے گئے تھے، اور توحید ربوبیت یعنی اللہ تعالی کو اسکے افعال واعمال میں یکتا ماننا سب سے بڑی وجہ تھی انبیاء کرام کے بعثت کی۔ یہی ایمان باللہ کی اصل بنیاد ہے، اور توحید کی وہ اہم قسم میں سے ایک ہے جسکے لئے اللہ تعالی نے بندوں کو پیدا فرمایا۔

اور یہ اللہ تعالی کی الوہیت میں وحداینت کی مضبوط دلیل ہے، یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ اللہ تعالی اپنی الوہیت وعبادت میں بھی یکتا اور وحدہ لاشریک لہ ہے اور اس توحید میں شرک کرنا سب سے بڑی اور قبیح ترین شرک کی صورتوں میں سے ایک صورت ہے، اور توحید الوہیت میں وہی غلطی کر سکتا ہے جس نے حقیقی طور پر اس توحید کا حق ادا نہ کیا ہو۔

اللہ سبحانہ وتعالی اپنی ذات، صفات وافعال میں کامل ہے اور اللہ جل شانہ کی صفات میں سے ایک صفت ربوبیت بھی ہے جس میں اسکا کوئی شریک نہیں، جس طرح اسکی الوھیت میں اسکا کوئی شریک نہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿قُلْ أَغَيْرَ ٱللَّهِ أَبْغِى رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَىْءٍ﴾

ترجمہ: (کہہ دو کہ کیا اب میں اللہ کے سوا اور کوئی رب تلاش کروں حالانکہ وہی ہر چیز کا رب ہے۔)[الأنعام: 164]

پیدا کرنے میں، بادشاہت میں، روزی دینے میں اور تدبیر کرنے میں اللہ تعالی کی ذات یکتا ہے اسکا کوئی شریک نہیں، وہ ایسا خالق ہے جسکے سوا کوئی اور خالق نہیں ہے وہ اللہ زمین وآسمان کا موجد ہے، اسی

نے پیدا فرمایا اور برابر کیا اور اس نے ہر چیز کی خلقت کو خوبصورت بنایا اور وہ سب سے بڑا پیدا فرمانے والا اور علم رکھنے والا ہے، اور جس طرح اس نے پوری انسانیت کو پہلی بار پیدا فرمایا ہے وہ اسی طرح اسے دوبارہ روز قیامت از سر نو پیدا فرمائے گا اور ایسا کرنا اسکے لئے ذرا بھی مشکل نہیں ہے، اور اللہ تعالی کے علاوہ کوئی بھی عبادت کا حقدار نہیں ہے بلکہ صرف اللہ تعالی ہی عبادت کا صحیح حقدار ہے، کیونکہ وہی ہمارا خالق ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لَّا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾

ترجمہ: (تو کیا وہ جو پیدا کرے اس جیسا ہے جو پیدا نہیں کر سکتا، کیا تم باہی سوچتے نہیں) [النحل: 17]

اللہ سبحانہ و تعالی ہی بادشاہ ہے اور پوری کائنات میں بادشاہت صرف اسی کی ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ ٱلْمُلْكُ ۚ وَٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِۦ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ﴾

ترجمہ: (یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا اسی کی بادشاہی ہے، جنہیں تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ تو کھجور کی ایک گٹھلی کے چھلکے کے مالک بھی نہیں) [فاطر: 13]

وہ اللہ اپنی پوری مخلوق کا مالک ہے اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے، اور ساری کی ساری مخلوقات اسکی فرمانبردار اور تسبیح خواں ہیں اور سب کے سب اسی کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں، وہ ایسا مالک ہے جسکا کوئی شریک نہیں اور ساری مخلوق اسکا غلام ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِن كُلُّ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ إِلَّآ ءَاتِي ٱلرَّحْمَٰنِ عَبْدًا﴾

ترجمہ: (جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں سے ایسا کوئی نہیں جو اللہ تعالی کی بندگی بجانہ لائے) [مریم: 93]

ہمیشگی والی مکمل بادشاہت صرف اسی کی ہے، وہی پوری دنیا اور روز قیامت کا مالک ہے، اور اللہ تعالی روز قیامت اپنے جلال میں آکر فرمائیں گے کہ .

﴿لِّمَنِ ٱلۡمُلۡكُ ٱلۡيَوۡمَۖ﴾

ترجمہ:(**آج کس کی بادشاہت ہے؟**)[سورة غافر:16].

اور پھر خود ہی جواب دینگے کہ

﴿لِلَّهِ ٱلۡوَٰحِدِ ٱلۡقَهَّارِ ﴾

ترجمہ:(**اللہ تعالی کی جو کہ یکتا اور بہت ہی زبردست ہے۔**)[سورة غافر:16].

اللہ تعالی اپنی **بادشاہت** اور مخلوق کے معاملات اکیلے ہی چلاتے ہیں، پس ہر قسم کے معاملات صرف اللہ تعالی ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿أَلَا لَهُ ٱلۡخَلۡقُ وَٱلۡأَمۡرُۗ﴾

ترجمہ:(یادرکھو کہ پیدا کرنا اور حکم دینا سب اُسی اللہ کا ہی کام ہے) [الأعراف: 54]

وہی حکم دیتا ہے اور وہی منع کرنے والا ہے، وہی پیدا فرماتا ہے اور وہی رزق دیتا ہے، وہی عطا فرماتا اور وہی روکتا ہے، وہی پست اور وہی بالا کرتا ہے، وہی عزت سے نوازتا ہے اور ذلیل کرتا ہے اور وہی زندہ کرتا اور وہی مارتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يُكَوِّرُ ٱلَّيۡلَ عَلَى ٱلنَّهَارِ وَيُكَوِّرُ ٱلنَّهَارَ عَلَى ٱلَّيۡلِۖ وَسَخَّرَ ٱلشَّمۡسَ وَٱلۡقَمَرَۖ﴾

ترجمہ:(وہ رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے، اور اُس نے سورج اور چاند کو کام پر لگا رکھا ہے۔)[الزمر: 5]

اور فرمایا:

﴿يُخۡرِجُ ٱلۡحَيَّ مِنَ ٱلۡمَيِّتِ وَيُخۡرِجُ ٱلۡمَيِّتَ مِنَ ٱلۡحَيِّ وَيُحۡيِ ٱلۡأَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَاۚ﴾

ترجمہ: (وہی اللہ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہی زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے، اور اسی طرح تم بھی نکالے جاؤگے) [الروم: 19]

ساری کی ساری کائنات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے، اور تمام بندوں کے دل اور انکی پیشانیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں اور تمام امور کی باگ ڈور صرف اسی کے فیصلے قدرت کی محتاج ہیں، اس نے ہر آدمی کو اپنے اعمال کے مرہون منت کر رکھا ہے اور زمین و آسمان اسی کے حکم سے قائم ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيُمۡسِكُ ٱلسَّمَآءَ أَن تَقَعَ عَلَى ٱلۡأَرۡضِ إِلَّا بِإِذۡنِهِۦٓۚ﴾

ترجمہ: (اور وہی اللہ آسمان کو تھامے ہوئے ہے کہ زمین پر اس کے حکم کے بغیر گر نہ پڑے) [الحج: 65]

اور فرمایا:

﴿يُمۡسِكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ أَن تَزُولَاۚ﴾

ترجمہ: (وہ اللہ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے اس سے کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل جائیں) [فاطر: 41]

زمین و آسمان کی سب مخلوقات اسی کے در کے سوالی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلَّ يَوۡمٍ هُوَ فِي شَأۡنٖ﴾

ترجمہ: (ہر روز وہ اللہ ایک نئے کام میں ہے) [الرحمن: 29]

اسکے منجملہ کام یہ ہیں کہ: وہ گناہ معاف فرماتا ہے، گمراہوں کو ہدایت دیتا ہے، مصیبت زدہ کی

مصیبت دور کرتا ہے، ٹوٹے ہوئے دل کا سہارا بنتا ہے، محتاجوں کو بے نیاز کرتا ہے، اور دعائیں قبول فرماتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ﴾

ترجمہ: (اور ہم اپنی مخلوقات سے غافل نہیں) [المؤمنون: 17]

اللہ تعالی کے احکامات پے در پے آتے رہتے ہیں، جو وہ چاہتا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے، کائنات کا کوئی ذرہ بھی اسکی اجازت کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا، جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا اور جو وہ نہیں چاہتا وہ کبھی نہیں ہوتا، وہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور جس چیز کا ارادہ فرماتا ہے اسے کر گذرتا ہے، اور اسکا فیصلہ اٹل ہے اور ہو کر رہے گا، جسے وہ دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے وہ روک لے اسے کوئی کچھ دے نہیں سکتا، اس کے فیصلہ پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا اور اس کے فیصلہ کو کوئی رد کرنے والا نہیں ہے اور اسکے ارادے کو کوئی ٹالنے والا نہیں ہے، اور اس کے ارادے کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا اور اس کے کلمات کو کوئی تبدیل کرنے والا نہیں ہے۔

اس نے ساری مخلوقات کی تقدیر ان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے ہی لکھ دی تھی، اور جو اللہ تعالی نے تقدیر میں نہیں لکھا اسکو کرنے کے لئے پوری دنیا والے بھی مل جائیں پھر بھی وہ نہیں کر سکتے اور جو ہونا ہے اسکو روکنے کے لئے پوری کائنات بھی مل جائے تو بھی وہ روک نہیں سکتے، اور پوری کائنات کسی ایسے بندے کو نقصان دینے پر جمع ہو جائے جسے اللہ تعالی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تو وہ سب مل کر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور سارے مل کر کسی کو نفع دینا چاہیں جسے اللہ تعالی نفع نہیں دینا چاہتا تو سب مل کر بھی وہ نفع نہیں پہنچا سکتے، وہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنے عدل سے گمراہ کر دیتا ہے، اور وہ جب کسی کام کو کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُونَ﴾

ترجمہ: (وہ اللہ تعالیٰ اپنے کاموں کیلئے (کسی کے آگے) جوابدہ نہیں اور سب لوگ اللہ تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہیں) [الأنبیاء: 23]

اللہ تعالیٰ کا کلام سب سے بہترین کلام ہے جسکی نہ کوئی ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّمَا فِى ٱلْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَٰمٌ وَٱلْبَحْرُ يَمُدُّهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَٰتُ ٱللَّهِ﴾

ترجمہ: (اور اگر روئے زمین کے تمام درخت قلم ہو جائیں اور سمندر سیاہی، اس کے بعد سات سمندر اور آملیں تو بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں۔) [لقمان: 27]

اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے وہ جانتا ہے جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو گا اور جو کچھ نہیں ہوا اور جو کچھ نہیں ہو پائے گا، اور یہ بھی جانتا ہے کہ مخلوق نے کیا کچھ کیا ہے اور کیا کرنے والی ہے، اور جو کچھ سمندر اور خشکی میں ہے اسے بھی خوب جانتا ہے۔ اور جو درخت سے پتا گرتا ہے وہ اسے بھی جانتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِى ٱلْأَرْضِ﴾

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ سے ایک ذرے کے برابر کی چیز بھی پوشیدہ نہیں، نہ آسمانوں میں نہ زمین میں۔) [سبأ: 3]

اللہ تعالیٰ ہر اس چیز کو جانتا ہے جو ہم سے مخفی ہے یا ہم پر ظاہر ہے، اور جو دل میں وسوسے پیدا ہوتے ہیں وہ اسے بھی جانتا ہے، اور اسے بھی جسے سینے چھپاتے ہیں، اور اسے بھی جو رحم مادر میں ہے اور علم غیب کی چابیاں اسکے علاوہ کوئی نہیں جانتا، اور ساری کائنات کے علوم اسکے علم کے مقابلے میں سمندر کے ایک

قطرے کے مانند ہیں، اور کائنات کا سارا علم بھی اسی کی مشیئت کے تابع ہے۔ حدیث میں آتا ہے:

(ایک چڑیا نے اپنی چونچ پانی میں ماری تو حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسی علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے علم اور آپکے علم نے علم الہی کو اتنا بھی کم نہیں کیا جتنا اس چڑیا نے سمندر کے پانی کو کم کیا ہے)۔ (صحیح مسلم)

اللہ تعالی کی سماعت تمام آوازوں پر محیط ہے، نہ تو اس پر آوازیں گڈ مڈ ہوتی ہیں اور نہ ہی آوازیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں" ایک صحابیہ نے نبی کریم ﷺ کے حضور آکر اپنے خاوند کی شکایت کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گھر کے ایک کونے میں ہی تھیں اسکے باوجود اس صحابیہ کی بات کا اکثر حصہ ان پر مخفی رہا، مگر اللہ تعالی نے ساتویں آسمان پر سے بھی اسکی بات کو سن لیا اور یہ آیت نازل فرمائی:

﴿قَدْ سَمِعَ ٱللَّهُ قَوْلَ ٱلَّتِي تُجَٰدِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيٓ إِلَى ٱللَّهِ وَٱللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَآ﴾

ترجمہ: (بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑتی تھی اور اللہ کی جناب میں شکایت کرتی تھی، اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا)۔ [المجادلة: 1]

اللہ تعالی کی بصارت ہر دیکھنے والے پر محیط ہے، حتی کہ رات کے اندھیرے میں بندے کا کیا ہوا فعل بھی اس ذات پر مخفی نہیں ہوتا اور بندوں کے ہر ہر عمل پر اسکا علم محیط ہے۔ چونکہ تمام مخلوق اسی کی ہے تو حکم بھی اسی اکیلے کا ہی چلے گا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِنِ ٱلْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾

ترجمہ: (حکم تو صرف اللہ تعالی کا ہی چلتا ہے) [یوسف: 40]

اللہ تعالی کے احکام، حدود اور اسکی شریعت دنیوی قوانین سے کہیں بہتر احکامات ہیں۔ اللہ تعالی کے فیصلے سے اچھا کسی کا فیصلہ ہو نہیں ہو سکتا

﴿وَهُوَ خَيْرُ ٱلْحَٰكِمِينَ﴾

ترجمہ:(اور وہ بہترین فیصلے کرنے والا ہے)[سورة يوسف:80].

وہ ایسے فیصلے کرتا ہے جن پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا

﴿وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا﴾

ترجمہ:(اور آپکا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا،)[سورة الكهف:49].

اس سے بڑھ کر کوئی رحم کرنے والا نہیں ہے بلکہ وہ سب سے بڑا رحم کرنے والا اور سب سے اچھا ہے، وہ اتنا زیادہ رحم کرنے والا ہے کہ اتنا تو ماں بھی اپنے بچے پر رحم نہین کر سکتی، اسکی رحمت ہر چیز پر وسیع ہے، اللہ تعالی کی رحمت کے سو حصے ہیں جس میں سے صرف ایک حصہ مخلوق کو دیا ہے جس بنا پر وہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں جبکہ ننانوے حصے اللہ تعالی نے اپنے پاس محفوظ کر رکھے ہیں۔ اللہ تعالی ایسا کریم ہے کہ اس جیسا کوئی کریم نہیں، وہ اپنی مخلوق پر احسان کرنے اور عنایت کرنے کو پسند فرماتا ہے اور وہ انہیں آسمان سے اور زمین سے روزی فراہم کرتا ہے، اسکا فضل سب سے عظیم ہے اور اسکے خزانے نہ ختم ہونے والے ہیں" ارشاد باری تعالی ہے:

﴿قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ﴾

ترجمہ:(ان سے پوچھیے کہ تمہیں آسمانون اور زمین سے روزی کون فراہم کرتا ہے؟)[سبأ: 24]

اسکے خزانے بھرے ہوئے ہیں، مسلسل دن رات خرچ کرنے سے ان میں ذرہ برابر کمی نہیں آتی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (**تم نے دیکھا نہیں کہ زمین آسمان کی تخلیق سے لیکر وہ کس قدر خرچ کر رہا ہے مگر جو کچھ اسکے خزانے میں ہے وہ ذرہ برابر بھی کم نہیں ہوا**)۔(متفق علیہ)

وہی اللہ ہے جو اپنے بندوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِى عَنِّى فَإِنِّى قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾

ترجمہ: (اور جب میرے بندے میرے متعلق آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی نزدیک ہوں، ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔)[البقرۃ: 186]

اور اس پر کسی کی بھی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرنا کوئی مشکل نہیں اگر سارے کے سارے بندے، پہلے والے بھی اور پچھلے والے بھی انسان بھی اور جنات بھی سب کے سب ایک ہی میدان میں اکٹھے ہو جائیں اور ہر ایک اپنی حاجت مانگے اور اللہ تعالی ہر ایک کو اسکی مانگی ہوئی محبت عطا فرمادے، تو بھی اسکے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہو گی سوائے اس سوئی کے ماند جسے سمندر میں ایک دفعہ ڈبو کر نکالا جائے۔

اللہ تعالی نے اپنی پوری مخلوق کے رزق کا ذمہ خود لے رکھا ہے، خواہ وہ انسان ہوں یا جن، مسلمان ہوں یا کافر۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي ٱلۡأَرۡضِ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ رِزۡقُهَا﴾

ترجمہ: (زمین پر چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں سب کی روزی اللہ تعالی نے اپنے ذمے لے رکھی ہے۔)[هود: 6]

اللہ تعالی کی طرف سے جو عطا ہے اسے جتلایا نہیں جاتا اور وہ سب سے بہترین رازق ہے، اس نے اپنی خیر کے سارے دروازے اپنے بندوں پر کھول رکھے ہیں، اسی نے سمندروں کو مسخر فرمایا اور دریاؤں کو بہایا اور رزق کے سب دروازے کھول رکھے ہیں، اور اپنے بندوں کو وہ کچھ نعمتیں عطا فرمادیں جو انہوں نے مانگی تک نہ تھیں، اور جو کچھ انہوں نے مانگا وہ بھی انہیں عطا فرمادیا اور وہ خود اپنے بندوں کو مخاطب کرکے ہر رات بوقت سحر یہ ندا دیتا ہے کہ، **"کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے عطا فرمادوں"**۔

ہر قسم کی بھلائی اللہ تعالی ہی کی طرف سے ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَا بِكُم مِّن نِّعۡمَةٍ فَمِنَ ٱللَّهِۖ﴾

ترجمہ: (اور تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اسی کی دی ہوئی ہیں۔)[النحل: 53]

اللہ تعالی ہر مخلوق کو اسکا رزق پہنچاتا ہے، بچے کو اپنی ماں کے پیٹ میں، چیونٹی کو اسکے بل میں، پرندوں کو فضا میں، اور مچھلیوں کو پانی کی لہروں میں۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَكَأَيِّن مِّن دَآبَّةٍ لَّا تَحۡمِلُ رِزۡقَهَا ٱللَّهُ يَرۡزُقُهَا وَإِيَّاكُمۡ﴾

ترجمہ: (اور بہت سے جانور ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں پھرتے، ان سب کو اور تمہیں اللہ تعالی ہی روزی دیتا ہے۔)[العنكبوت: 60]

اللہ تعالی نزدیک ہے اور دعائیں بھی قبول فرماتا ہے وہ ناپسند فرماتا ہے کہ اسے چھوڑ کر کسی اور کے سامنے اپنی ضرورتیں رکھی جائیں، اور جو اس سے نہیں مانگتا تو وہ اس پر ناراض ہو جاتا ہے، اور وہ شخص اللہ تعالی کی رحمت سے محروم ہے جو اپنے رب کے علاوہ کسی اور سے امیدیں وابستہ کر رکھے، اور اللہ تعالی سے بڑھ کر تکلیف برداشت کرنے والا کوئی نہیں کہ لوگ اسکے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں، اور اللہ تعالی پر اولاد رکھنے کا بہتان بھی لگاتے ہیں مگر وہ پھر بھی انکو عافیت دیتا ہے اور رزق بھی پہنچاتا ہے، اسنے اپنے فضل و کرم سے ہی اپنے فرمانبرداروں کو توفیق عطا فرمائی ہے۔توفیق بھی خود عطا فرماتا ہے اور انہیں ثواب سے بھی نوازتا ہے۔وہ ایسا شکر گذار ہے جو تھوڑے کا بھی بدلہ عطا فرماتا ہے اور زیادہ کا تو بہت زیادہ صلہ دیتا ہے اور اسکے نزدیک ایک نیکی دس گنا اور پھر کئی گنا مزید بڑھ جاتی ہے اور اس نے اپنے بندوں کے لئے جنت میں وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں، نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ ہی کسی دل میں انکا خیال تک آیا ہوگا۔ وہ ہمیشہ اپنے بندوں کو راضی رکھنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ ان سے پوچھے گا کہ: "کیا تم راضی ہوگئے ہو؟ سب کہیں گے: یااللہ کیوں نہیں؟ ہم راضی ہیں۔ تونے ہمیں وہ کچھ دے دیا ہے جو ہمارے علاوہ کسی مخلوق کو نہیں دیا۔ تو اللہ فرمائے گا: کیا میں تمہیں اس سے بڑھ کر نہ دوں؟ سب کہیں گے: ان سب سے بڑھ کر کیا چیز ہو سکتی ہے؟ تو اللہ تعالی فرمائے گا: آج میں تم سب سے راضی ہو گیا

ہوں آج کے بعد کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا'۔(متفق علیہ)

وہ اپنی ذات میں بے پرواہ ہے اور اور ایسا بے نیاز ہے کہ ساری مخلوق اپنی حاجتوں کیلئے اسکی محتاج ہے۔اور وہ ایسا کامل آقا ہے جس میں کوئی کمی نہیں ہے۔رشاد باری تعالی ہے:

﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ * وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ﴾

ترجمہ:(نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے) [الإخلاص: 3]

ترجمہ:(اور اسکا کوئی ہمسر نہیں) [الإخلاص: 4]

﴿مَا ٱتَّخَذَ صَٰحِبَةً وَلَا وَلَدًا﴾

ترجمہ:(نہ اسکی بیوی ہے اور نہ ہی بچے)[سورة الجن:3].

﴿وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ شَرِيكٌ فِى ٱلْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ وَلِىٌّ مِّنَ ٱلذُّلِّ﴾

ترجمہ:(اور اسکی بادشاہت میں اسکا کوئی شریک نہیں اور نہ ہی وہ اس قدر کمزور ہے کہ اسے کسی مددگار کی ضرورت ہو)[سورة الإسراء:111].

﴿وَمَا كَانَ مَعَهُۥ مِنْ إِلَٰهٍ﴾

ترجمہ:(اور نہ ہی اسکے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہے۔)[سورة المؤمنون:91].

اسکی اطاعت اسکے فضل سے ہی کی جاتی ہے اور اسکی نافرمانی بھی اسکے علم سے ہی ہو رہی ہے، وہ بے نیاز ہے کسی کا محتاج نہیں ہے، بلکہ ہر چیز کا قیام اس خدائے برتر کا محتاج ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ أَنتُمُ ٱلْفُقَرَآءُ إِلَى ٱللَّهِ ۖ وَٱللَّهُ هُوَ ٱلْغَنِىُّ ٱلْحَمِيدُ﴾

ترجمہ:(اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ تعالی بے نیاز، خوبیوں والا ہے۔)[فاطر: 15]

اہل اطاعت کی فرمانبرداری اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی اور نہ ہی نافرمانی کرنے والوں کی نافرمانی اسے

کوئی نقصان پہنچاتی ہے۔ اگر سارے کے سارے جنات وانسان انتہائی متقی اور پرہیزگار بن جائیں تو بھی اسکی بادشاہت میں کوئی ذرہ برابر اضافہ نہیں کر سکتے اور اگر سارے کے سارے جنات وانسان انتہائی فاجر وفاسق بن جائیں تو بھی اسکی بادشاہت میں ذرہ برابر کمی نہیں آئے گی۔

اور اسکے نفع ونقصان کو تو مخلوقات پہنچ ہی نہیں سکتی۔ وہ زندہ وجاوید ہے جسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ ہی نیند، وہ انصاف والے ترازو کو اوپر نیچے کرتا رہتا ہے۔ اسکی طرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے پہنچ جاتا ہے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے۔"

اسکا پردہ نور ہے اگر وہ اسے اپنے چہرے سے ہٹالے تو اسکے چہرے کی تجلیات ہر چیز کو جلا کر رکھ دیں۔

اللہ تعالی ہی بڑا عظیم ہے، وہ انتہائی زبردست قوت والا ہے، عزت اسکا اوڑھنا ہے اور تکبر اسکی چادر ہے، وہ طاقت ور ہے جسے کسی مددگار کی ضرورت نہیں اور ایسا بلند ہے کہ اس جیسا کوئی نہیں۔ اور ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اسکی ذات کے۔ وہ ہر چیز پر محیط ہے جبکہ اسکا احاطہ کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿لَّا تُدْرِكُهُ ٱلْأَبْصَٰرُ وَهُوَ يُدْرِكُ ٱلْأَبْصَٰرَ﴾

ترجمہ: (نگاہیں اُسکا احاطہ نہیں کر سکتیں، البتہ وہ تمام نگاہوں کا احاطہ کر لیتا ہے، وہ بڑا باریک بین اور باخبر ہے) [الأنعام: 103]

فرمایا:

﴿وَٱلْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ وَٱلسَّمَٰوَٰتُ مَطْوِيَّٰتٌۢ بِيَمِينِهِۦ﴾

ترجمہ: (اور یہ ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونگے)۔ [الزمر: 67]

اس کے ذریعے سفارش نہیں طلب کی جاسکتی اور نہ ہی اسکی اجازت کے بغیر کوئی اللہ تعالی کے پاس

کسی کی سفارش کر سکتا ہے۔اور اسکی کرسی یعنی اسکے دو قدموں کی جگہ تمام آسمان اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔

اور فرمایا کہ: **عرش کے مقابلے میں کرسی اس لوہے کے ایک کڑے کی مانند ہے جسے کسی چٹیل میدان میں پھینک دیا گیا ہو**۔اور عرش اللہ تعالی کی سب سے بڑی مخلوق ہے جسے ایسے فرشتوں نے اٹھا رکھا ہے جن کے کانوں کی لو سے لیکر کندھے تک سات سو سال کا فاصلہ ہے۔

اللہ تعالی اپنے عرش پر مستوی ہے جیسے اسکی شایان شان ہے جبکہ وہ عرش، کرسی وغیرہ ہر چیز سے مستغنی ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿تَكَادُ ٱلسَّمَٰوَٰتُ يَتَفَطَّرۡنَ مِن فَوۡقِهِنَّۚ﴾

ترجمہ: (قریب ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے پھٹ جائیں) [الشوری: 5]

یعنی اللہ تعالی کی عظمت کے خوف سے پھٹ نہ جائیں۔اور جب اللہ تعالی وحی کے ذریعے کلام فرماتا ہے تو آسمانوں میں شدید زلزلہ اور گرج شروع ہو جاتا ہے اور آسمانوں والے سارے بیہوش ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالی کے آگے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔"

وہی اول ہے جس سے پہلے کچھ نہ تھا اور وہی آخر ہے جس کے بعد کچھ نہ ہوگا اور وہی ظاہر ہے جس کے اوپر کوئی چیز نہیں اور وہی باطن ہے اسکے علاوہ کوئی نہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے اور سب قوتیں اسی کی ہیں، اسے زمین و آسمان کی کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی، اسکا حکم آنکھ جھپکنے کی مقدار میں نافذ ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی جلدی اور اسکے اتنے لشکر ہیں جنہیں اسکے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور جب دنیا کا معاملہ ختم ہو جائے گا زمین شدید ہلنے لگ جائے گی اور وہ ریزہ ریزہ ہو جائے گی اور پہاڑ چلنا شروع ہو جائیں گے اور اللہ تعالی انہیں ریزہ ریزہ کردے گا اور اسکی پہلی پھونک کے ساتھ ہی تمام مخلوقات گھبرا جائیں گی اور دوسری پھونک کے ساتھ ہی سب بیہوش ہو جائینگے اور تیسری کے ساتھ سارے کے سارے میدان محشر

میں جمع ہو جائینگے۔ وہ ذات انتہائی پاکیزہ ہے اور وہ تمام عیوب سے پاک اور تمام نقائص سے مبرا ہے، وہی سب سے بڑا صاحب کمال ہے اور خوبصورتی اور جمال کی اس پر انتہا ہے۔ نہ اسکا کوئی شریک ہے اور نہ ہی اسکا کوئی ہمسر ہے، نہ اسکا کوئی ہم نام ہے اور نہ ہی کوئی اس جیسا ہے۔

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ﴾

ترجمہ: (اس جیسا کوئی نہیں اور وہ خوب سننے والا دیکھنے والا ہے) [الشوری: 11]

اس تفصیل کے بعد یہ کہ، اے مسلمانو! کیا ہم پر واجب نہیں کہ ایسی صفات و افعال سے متصف پروردگار سے ہم محبت کریں، اسکی حمد و ثنا بیان کریں اور صرف اسی کی اخلاص کے ساتھ عبادت کریں؟ جو شخص اللہ تعالیٰ کو جتنا زیادہ پہچانے گا اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو گا اور اسکے سامنے جھکے گا اور اسکے سامنے اپنے آپکو حقیر سمجھے گا اور اسی سے انس و اطمینان کا متلاشی ہو گا، ثواب کی امید اور عذاب کا ڈر صرف اسی سے گا اور اسی کے سامنے اپنی ضرورتیں رکھے گا اور اسی پر بھروسہ کرے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی جتنی زیادہ حمد و ثنا کرے گا اتنا ہی وہ بلند ہو گا اور اللہ تعالیٰ کو اپنی مدح سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں، اسی لئے تو اس نے اپنی ذات کی خود بھی تعریف کی ہے۔ اور جس شخص نے بھی اللہ تعالیٰ سے محبت کی اور اسکی عبادت کی تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرے گا اور اس پر راضی بھی ہو جائے گا اور اسے جنت میں بھی داخل فرمائے گا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے

﴿إِنَّ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ ۗ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ﴾

ترجمہ: (یقین مانو میرا اور تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے تم سب اسی کی بندگی کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔) [آل عمران: 51]

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کو میرے اور آپ کے لئے بابرکت بنائے۔

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اسکے بیشمار احسانات پر۔

اے مسلمانو! جس شخص نے اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور مخلوق کو شریک ٹھہرایا اسنے رب العالمین کی توہین کی اور اپنے رب کے ساتھ بد گمانی کی اور غیر اللہ کو اسکے برابر لا کھڑا کر دیا۔ اور شرک تو سارے اعمال کو ضائع کر دیتا ہے اور اللہ تعالی مشرک کو کبھی معاف نہیں فرمائے گا اور نہ ہی اسے جنت میں داخل فرمائے گا بلکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آگ میں جلتا رہے گا۔ شرک سب سے زیادہ فطرت کو تبدیل کرنے والا گناہ ہے اور سب سے زیادہ زمین میں فساد برپا کرنے والا امر ہے اور ہر بلا کی یہ اصل جڑ ہے بلکہ تمام بیماریوں کا مجموعہ ہے اور اسکا نقصان سب سے زیادہ خطرناک ہے اور اسکا خطرہ بھی انتہائی المناک ہے۔ گناہوں کی نحوست بڑی خطرناک ہوتی ہے، جب یہ زیادہ ہو جائے تو بندے کو تباہ کر دیتی ہے اور انسان اور اسکے دل کے درمیان حائل ہو جاتی ہے اور گناہ جتنا انسان کی نظر میں چھوٹا ہو گا اتنا ہی بارگاہ الٰہی میں خطرناک ہو گا، آپ گناہ کو ہلکا نہ لیں بلکہ اس ذات کی عظمت کی طرف دیکھیں جس کی آپ نافرمانی کر رہے ہیں۔

اور پھر یہ بھی ذہن نشین کر لیں کہ اللہ تعالی نے آپ کو اپنے نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

بندے کا اپنے رب کی معرفت حاصل کرنا(*)

خطبہ مسنونہ کے بعد:

اے اللہ کے بندو! اللہ تعالی کا صحیح معنوں میں تقوی اختیار کرو۔ اور نعمتوں کا حصول ہدایت کی پیروی میں ہی مضمر ہے اور خواہشات کی پیروی میں بربادی ہی بربادی ہے۔

مسلمانوں! اللہ تعالی نے مخلوق کو اس لیے پیدا کیا کہ مخلوق اس کی فرمانبرداری کرے اور اسی کے آگے عاجزی اختیار کرے۔ اور سعادت کی انتہا یہ ہے کہ بندے کو اللہ تعالی کی معرفت حاصل ہو اور اس پر اس کا ایمان بھی ہو۔ اور بندے کا اپنے رب کی معرفت حاصل کرنا یہ سب سے پہلا اصول ہے جس کی معرفت بندہ مومن پر فرض ہے اور قبر میں سب سے پہلے انسان سے اسی کے متعلق سوال ہوگا۔ اللہ تعالی نے تمام مخلوق کو عدم سے وجود بخشا ہے اور پھر ان پر نعمتوں کی برسات کی اور ان کے رزق کا ذمہ خود لیا ہے۔

فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي ٱلۡأَرۡضِ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ رِزۡقُهَا﴾

ترجمہ: (اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ نے اپنے ذمے نہ لے رکھا ہو)
[هود: 6]

اللہ تعالی نے تمام جہانوں کو اس حال میں وجود بخشا کہ اس سے پہلے ان کا نام و نشان نہ تھا۔

فرمان باری تعالی ہے:

﴿هَلۡ أَتَىٰ عَلَى ٱلۡإِنسَٰنِ حِينٌ مِّنَ ٱلدَّهۡرِ لَمۡ يَكُن شَيۡـٔٗا مَّذۡكُورًا﴾

(*) یہ خطبہ میں نے مسجد نبوی میں جمعہ کے دن بتاریخ 15 صفر 1426 ھجری کو دیا تھا۔

ترجمہ: (انسان پر ضرور ایک ایسا زمانہ بھی آیا ہے کہ اس کا کہیں کچھ بھی ذکر نہ تھا) [الإنسان: 1]

وہ رب تخلیق کرنے رزق دینے اور کائنات کا نظام چلانے میں اکیلا اور تنہا ہے۔

﴿أَلَا لَهُ ٱلۡخَلۡقُ وَٱلۡأَمۡرُۗ تَبَارَكَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾

ترجمہ: (آگاہ رہو کہ وہی سب کا پیدا کرنے والا ہے اور اسی کا حکم ہر جگہ نافذ ہے، اللہ رب العالمین کی ذات بہت ہی بابرکت ہے) [الأعراف: 54]

اللہ تعالی وحدانیت میں منفرد ہے، عظمت اور جلال جیسی صفات سے متصف ہے تمام امور کی چابیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں، زبردست قوت والا ہے اور اپنے تمام بندوں پر غالب ہے اور اس بات پر کبھی راضی نہیں ہوتا کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت کی جائے۔

﴿إِن تَكۡفُرُواْ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمۡۖ وَلَا يَرۡضَىٰ لِعِبَادِهِ ٱلۡكُفۡرَۖ وَإِن تَشۡكُرُواْ يَرۡضَهُ لَكُمۡۗ﴾

ترجمہ: (اگر تم ناشکری کرو تو یاد رکھو کہ اللہ تعالی تم سب سے بے نیاز ہے، اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری سے خوش نہیں اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لئے پسند کرے گا) [الزمر: 7]

اور اس نے اپنی ہر ایک مخلوق میں کچھ ایسی نشانیاں رکھ دی ہیں جو اللہ تعالی کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں تا کہ ان نشانیوں کو دیکھ کر بندے کا اپنے رب سے تعلق اور مضبوط ہو جائے۔ اللہ تعالی کی دو نشانیاں جو یکے بعد دیگرے ہم پر واضح ہوتی ہیں اور ہمیں اللہ تعالی کی وحدانیت یاد دلاتی ہیں: ایک رات جو چھا جاتی ہے اور ایک دن جو رات کے اندھیرے سے ظاہر ہو جاتا ہے اور دن و رات ہر ایک دوسرے کو جلدی جلدی طلب کر رہا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يُغۡشِي ٱلَّيۡلَ ٱلنَّهَارَ يَطۡلُبُهُۥ حَثِيثٗا﴾

ترجمہ: (وہی دن کو رات کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے) [الأعراف: 54]

اسی طرح سورج اور چاند جو اپنے مدار میں بڑی ترتیب سے چل رہے ہیں اور اہل عقل دنگ رہ جاتے

ہیں کہ ایک طلوع ہو رہا ہے تو دوسرا پیچھے جا رہا ہے اور یہ دونوں ایسی منظم ترتیب سے چلتے ہیں کہ ایک لمحے کے لیے بھی ان میں تقدیم وتاخیر نہیں ہوتی۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿لَا ٱلشَّمۡسُ يَنۢبَغِي لَهَآ أَن تُدۡرِكَ ٱلۡقَمَرَ وَلَا ٱلَّيۡلُ سَابِقُ ٱلنَّهَارِۚ وَكُلّٞ فِي فَلَكٖ يَسۡبَحُونَ﴾

ترجمہ: (نہ آفتاب کی یہ مجال ہے کہ چاند کو پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جانے والی ہے، اور سب کے سب آسمان میں تیرتے پھرتے ہیں) [يس: 40]

زمین جو ہمارا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے اور آسمان جو ہم پر سایہ کیے ہوئے ہے ہم ان دونوں میں سے کسی ایک سے بھی مستغنی اور بے پرواہ نہیں ہو سکتے۔ یہ اللہ تعالی کی ایک مضبوط تخلیق اور بے مثال تدبیر کا مظہر ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿هَٰذَا خَلۡقُ ٱللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ ٱلَّذِينَ مِن دُونِهِۦۚ﴾

ترجمہ: (یہ ہے اللہ تعالی کی مخلوق اب تم مجھے کوئی ایسی چیز دکھاؤ جو اللہ تعالی کے سوا کسی نے بنائی ہو) [لقمان: 11]

ہر مسلمان کو فخر کرنا چاہئے کہ وہ اس پوری کائنات کو چلانے والے رب کی ہی عبادت کرتا ہے۔

﴿قُلۡ إِنَّنِي هَدَىٰنِي رَبِّيٓ إِلَىٰ صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٖ﴾

ترجمہ: (آپ فرما دیجئے کہ بے شک مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھادی ہے) [الأنعام: 161]

مسلمان صرف اس کائنات کے رب کی ہی عبادت کرتا ہے اور وہ کسی قسم کی عبادت اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کی نہیں کرتا، مصائب ومشکلات میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہے اور سرے عام اور تنہائی میں صرف اسی سے ہی ڈرتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَإِن يَمۡسَسۡكَ ٱللَّهُ بِضُرّٖ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَ﴾

ترجمہ: (اور اگر تجھے اللہ تعالی کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں)
[الأنعام: 17]

اور مسلمان کسی مُردے سے نہیں ڈرتا کہ وہ اسے کوئی نقصان پہنچائے گا اور نہ اس سے کسی بھلائی اور فائدے کی امید رکھتا ہے۔ اور اکیلے اللہ تعالی کا ڈر اور خوف عقل کو پختگی، دل کو امن اور روح کو تسکین بخشتا ہے اور جو اپنے رب سے ڈر گیا اسے کوئی اور نہیں ڈرا سکتا بلکہ اس شخص کا دل اور دیگر اعضاء سکون میں رہتے ہیں۔ اور کیا ہی راحت میں ہے وہ انسان جس کی الفت اور انسیت صرف اللہ تعالی سے ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾

ترجمہ: (تو تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو)[آل عمران: 175]

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (جب کسی دل سے اللہ تعالی کا خوف نکل جائے تو وہ ویران ہو جاتا ہے)۔

اور اللہ تعالی سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جس میں اللہ تعالی کا خوف زیادہ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**بیشک میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالی کے بارے میں جاننے والا اور سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہوں**۔(متفق علیہ) اللہ تعالی کا خوف ایمان کے لوازمات اور واجبات میں سے ہے اور جو شخص اللہ تعالی سے ڈر گیا اس کے لیے جنتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ﴾

ترجمہ: (اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔)
[الرحمن: 46]

اہل علم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی اپنے بندے پر کبھی دو خوف جمع نہیں کرے گا جو اس سے دنیا میں ڈر

گیا اللہ تعالی قیامت کے دن اس کو امن دے گا اور جو دنیا میں امن سے رہا یعنی اس نے اللہ کا خوف نہیں کھایا، اللہ تعالی قیامت کے دن اسے ڈرائے گا۔ پس اپنے رب سے ڈرو اور اپنے خالق کا خوف کرو تو تم اللہ تعالی کے ہاں سب سے سعادت مند آدمی بن جاؤ گے۔ اور کسی مرغوب چیز کے حصول کے لیے یا کسی وحشت ناک چیز سے بچنے کے لیے کبھی غیر اللہ سے امید نہ رکھو اور کسی نقص کے زوال کسی بیماری سے شفا، رزق کی طلب اور عافیت کے حصول کے لیے غیر اللہ سے کبھی امید نہ رکھو اور اپنی امید صرف اللہ تعالی ہی پر رکھو اس لیے کہ تمام مخلوق کو ضعیف پیدا کیا گیا ہے اور وہ مخلوق اپنی ذات کے لیے نفع حاصل کرنے اور اس سے نقصان دور کرنے سے قاصر ہے تو دوسروں کے لیے نفع کے حصول اور نقصان کے ازالہ سے تو مخلوق اور بھی زیادہ عاجز ہے۔

جس کسی نے بھی مخلوق سے امید لگائی تو اس کا اس کے بارے میں گمان ہمیشہ برا ہی نکلا۔ پس امیدیں اللہ تعالی کے علاوہ کسی سے نہ لگاؤ اس کا نتیجہ سوائے مایوسی اور ذلت کے کچھ نہیں نکلے گا۔ اللہ تعالی کے کرم اور عطا اور اس کے بے شمار احسانات کی امید رکھو اس لیے کہ اللہ تعالی سے کسی چیز کی امید رکھنا عبادت ہے اور اپنے دل کو اللہ تعالی کے سامنے حقیر و ذلیل سمجھنا عزت نفس، بلندی درجات، اور تمام مقاصد کے حصول کا سبب ہے، اور دل کا سکون اور راحت اپنے معاملات کو اپنے خالق کے سپرد کرنے میں ہے۔ جب انسان اس بات کو خیال میں لاتا ہے کہ میرا پروردگار میرے حال سے بخوبی واقف ہے اور میرے معاملات کو وہی سنوار رہا ہے، میری مصیبتوں کو وہی دور کر رہا ہے تو اسکی وابستگی اپنے اللہ تعالی سے اور بھی بڑھ جاتی ہے پھر وہ یہ بھی کہے گا کہ میں بے بس مخلوق سے کیوں تعلق جوڑوں جو تکلیف دور کرنے اور کچھ دینے سے عاجز ہے۔ تیرا رب تیرے تمام معاملات میں کافی ہے اور اگر تو نے اپنی حاجات اور تمام تر ضروریات اللہ تعالی کے سامنے رکھی تو وہ تیری ضرور مدد کرے گا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ﴾

ترجمہ:(جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ تعالی اسے کافی ہو گا۔)[الطلاق: 3]

سعادت مند وہ شخص ہے جو اللہ تعالی کی رحمت کا امیدوار اور اس کے عذاب سے ڈرنے والا اور عبادت میں اپنے مولی کے سامنے جھکنے والا ہو۔اور یہ وہ بلند مراتب ہیں جن سے انبیاء کرام کے گھرانے متصف تھے،اللہ تعالی نے زکریا علیہ السلام اوران کے گھرانے کے متعلق فرمایا:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا۟ يُسَٰرِعُونَ فِى ٱلْخَيْرَٰتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا۟ لَنَا خَٰشِعِينَ﴾

ترجمہ: (یقینا یہ لوگ بھلائی کے کاموں میں تیزی دکھاتے تھے،اور ہمیں شوق اور خوف کے عالم میں پکارا کرتے تھے،اوران کے دل ہمارے آگے جھکے ہوئے تھے۔)[الأنبياء: 90]

اور تمام انبیاء کرام علیھم السلام جو کچھ بھی اللہ تعالی کے پاس ہے اس کے حصول کے لیے سبقت لے جانے والے ہیں اللہ تعالی نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ سے فرمایا:

﴿وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَٱرْغَب﴾

ترجمہ:(اور اپنے رب کی طرف دل لگائیے۔)[الشرح: 8]

بندے کی اللہ تعالی سے رغبت اس کے گناہوں کے بقدر کم ہو جاتی ہے اور جب اس کا ایمان اور مضبوط ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی کی طرف رغبت بھی بڑھ جاتی ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **(جب اللہ تعالی کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے مہلت دیتا ہے کہ وہ اپنی پوری کوشش اور محنت اللہ تعالی کی طرف رغبت اور اس سے خوف میں صرف کرے کیونکہ یہ دونوں چیزیں توفیق کا مادہ ہیں اور دل میں اللہ کا خوف اور اسکی امید کی توفیق کے حصول کا باعث بنتی ہے۔)**

مخلوق کا ڈر اور خوف ذلت اور رسوائی ہے جو اپنے خالق سے ڈر گیا وہ عزت و سعادت والی زندگی جیے

گا،اس کو بصیرت قلب حاصل ہو گی اور وہ نصیحت حاصل کرنے والا ہو گا۔اللہ تعالی کاارشاد گرامی ہے:

﴿سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَىٰ﴾

ترجمہ:(جواللہ تعالی سے ڈرتاہے وہ جلدی سمجھ جائے گا) [الأعلى: 10]

اور وہ مواعظ اور عبرتوں سے استفادہ کرنے والا ہو گا۔اللہ تعالی کافرمان ہے:

﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَن يَخْشَىٰٓ﴾

ترجمہ:(بے شک اس میں اس کے لیے عبرت ہے جو ڈرتا ہے) [النازعات: 26]

اور اللہ تعالی کی کتاب اس کے لیے سعادت و نصیحت والی ثابت ہو گی۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿مَآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْقُرْءَانَ لِتَشْقَىٰٓ * إِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ﴾

ترجمہ:(ہم نے تم پر قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف اٹھاؤ* بلکہ اس کی نصیحت کے لئے جواللہ سے ڈرتا ہے۔) [طه: 2،3]

اور یہ خشیت،اللہ تعالی کی مغفرت اور اس کے بڑے انعامات کے حصول کاذریعہ ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِٱلْغَيْبِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ﴾

ترجمہ: (بے شک جو لوگ غائبانہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اُنکے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے) [الملك: 12]

پس اپنے رب کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو اور اس کی ناپسندیدگی اور عذاب کے نزول سے بے فکر ہو جاؤ اور اللہ تعالی کے علاوہ کسی سے یہ ڈر ہر گز نہ رکھو کہ وہ آپ کارزق بند کر دے گا یاشفاء میں تاخیر کا سبب

بنے گا یا اس کی وجہ سے میری بد بختی آجائے گی۔ فرمان باری تعالی ہے:

﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَٱخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾

ترجمہ: (تم بھی ان سے نہ ڈرو اور ہم سے ڈرتے رہا کرو، اور تاکہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور تاکہ تم راہ پاؤ) [البقرة: 150]

انسان خود کمزور اور عاجز ہے اور اپنے طاقتور رب کی مدد کا محتاج ہے اور اس سے مدد طلب کرنے کے بعد وہ مخلوق سے مدد طلب کرنے سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص کسی مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرے اور اللہ تعالی سے مدد طلب نہ کرے حالانکہ وہ اس مقصد کے حصول کیلئے اللہ تعالی کی مدد کا محتاج ہے تو اس کے لیے تمام دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور اس کے لئے مختلف قسم کی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا تھا: (**يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ**)

ترجمہ: (بچے! میں تمہیں چند اہم باتیں بتلا رہا ہوں: تم اللہ تعالی کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تم اللہ تعالی کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ تعالی سے مانگو، جب تو مدد مانگو تو صرف اللہ سے مدد مانگو)۔

اسی استعانت باللہ پر دین کا دارومدار ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾

ترجمہ: (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔)[الفاتحة: 5]

اور تمام رسولوں نے بھی اپنی اپنی قوموں کو اسی بات کا حکم دیا۔

﴿قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ ٱسْتَعِينُوا۟ بِٱللَّهِ وَٱصْبِرُوٓا۟﴾

ترجمہ: (موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ کی مدد چاہو اور صبر سے کام لو) [الأعراف: 128]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (دین کا تقاضہ یہ ہے کہ صرف اکیلے اللہ تعالی کی عبادت کی جائے اور صرف اسی سے مدد طلب کی جائے)

ایک مسلمان کا اللہ تعالی سے تعلق جتنا مضبوط ہو گا اتنا ہی وہ لوگوں سے مستغنی اور بے نیاز ہو گا۔ اور اللہ تعالی کا اپنے بندوں پر فضل ہے کہ جو شخص اللہ تعالی سے تعلق جوڑتا ہے اللہ تعالی اس کی مدد فرماتا ہے۔ تو فرمانبرداری اور اللہ تعالی سے مدد مانگتے رہنے سے رزق آسان ہو جاتا ہے اور اللہ تعالی پر توکل کرنے اور اس کے سامنے عاجزی اختیار کرنے سے رزق بڑھ جاتا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجۡعَل لَّهُۥ مَخۡرَجٗا * وَيَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُۚ﴾

ترجمہ: (جو شخص تقوی اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اس کیلئے چھٹکارے کی کوئی شکل نکال دیتا ہے اور اللہ تعالی اُس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے، جہاں سے اُسے وہم گمان بھی نہیں ہوتا۔) [الطلاق: 2-3]

زندگی مصائب اور مشکلات سے بھری ہوئی ہے۔

فرمان باری تعالی ہے:

﴿لَقَدۡ خَلَقۡنَا ٱلۡإِنسَٰنَ فِي كَبَدٍ﴾

ترجمہ: (یقیناً ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں رہتا پیدا کیا ہے) [البلد: 4]

ہر ایک مخلوق کے انسانوں اور جنوں میں سے دشمن ہوتے ہیں اور ان میں سر فہرست ابلیس لعنتی ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿إِنَّ ٱلشَّيۡطَٰنَ لَكُمۡ عَدُوّٞ فَٱتَّخِذُوهُ عَدُوًّا﴾

ترجمہ: (یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اُسے دشمن سمجھو) [فاطر: 6]

بندے کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ وہ اللہ تعالی کی حمایت میں رہے اور اس اکیلے سے

پناہ طلب کرے اور اس کی حمایت اور مدد سے برائیوں سے بچے اور رب ذوالجلال عزت و جبروت والی صفات سے متصف ہے اور جس نے اللہ تعالی کے ساتھ تعلق مضبوط کر لیا اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی اور وہ ہر قسم کی تکالیف سے محفوظ رہے گا اگرچہ ظاہری اسباب اسکے الٹ ہوں، نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: جو شخص کہیں پڑاؤ ڈالے اور وہاں یہ دعا پڑھ لے: ((**أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ**))

ترجمہ: (میں اللہ تعالی کے کامل کلمات کے ذریعے سے ہر اس چیز کے شر سے اللہ تعالی کی پناہ مانگتا ہوں جو اس نے پیدا کی ہے۔) **تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی یہاں تک کہ وہ وہاں سے کوچ کر جائے۔** (صحیح مسلم)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (جب سے میں نے یہ حدیث سنی ہے میں نے اس پر عمل کیا ہے اور مجھے آج تک کسی چیز نے کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی ایک دفعہ مجھے رات کے وقت **مھدیہ** کے مقام پر ایک بچھو نے ڈس لیا تو میں نے دل میں سوچا تو مجھے یاد آیا کہ میں ان کلمات کو پڑھنا بھول گیا تھا۔)

مخلوق خدا پر مصیبتیں آتی رہتی ہیں اور ان کی زندگی میں سکون صرف اللہ تعالی سے مضبوط تعلق جوڑنے اور اس کی پناہ طلب کرنے سے ہی ممکن ہے اس لیے کہ نفع اور نقصان دونوں اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہیں اور جو کوئی آپ کو نقصان پہچانا چاہے تو وہ اپنے مقصد میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک اللہ تعالی نہ چاہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: (**وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ**)۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: (جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نقصان پہنچانا چاہے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی کہ جو اللہ تعالی نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے)

اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ وہ روشنی کے پیدا کرنے والے رب سے تمام مخلوقات کے شر، رات کی تاریکی اور حاسد کے شر سے پناہ طلب کرے اور اس اندھیرے کو اس کائنات سے ختم کرنے والی ذات اس بات پر بھی قادر ہے کہ وہ اس سے پناہ طلب کرنے والے سے اس شر کو دور کر دے

جس سے وہ خوف زدہ ہے۔اللہ تعالی کے ساتھ مضبوط تعلق جوڑنے والا اور اس کی پناہ میں آنے والا ہر حال میں اہل شر اور سازشیوں سے مضبوط حفاظتی قلعہ میں ہے۔

الٰہی ! مصائب میں ہمیں تیرے علاوہ کوئی پناہ دینے والا نہیں اور آپ کے علاوہ ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں۔اور اللہ تعالی سے مدد طلب کرنا اور اس کی پناہ میں آنا دعا کی ایک اہم اور خاص قسم ہے،اور مصائب میں اللہ تعالی سے مدد طلب کرنا انبیاء کرام اور صالحین کا طریقہ رہا ہے۔فرمان باری تعالی ہے۔

﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾

ترجمہ:(اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے پھر اللہ تعالٰی نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دونگا جو لگاتار چلے آئیں گے۔) [الأنفال: 9]

اور دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ﴾

ترجمہ:(کون ہے جو لاچار کی سُنتا ہے جب اُسے پکارے) [النمل: 62]

جس نے مرُدوں کو پکارا تو اس کی پکار سنی نہیں جائے گی اور نہ اس کی حاجت پوری کی جائے گی۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ *
إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ﴾

ترجمہ:(اور اُسے چھوڑ کر جن (جھوٹے خداؤں) کو تم پکارتے ہو،وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی کوئی اختیار نہیں رکھتے) [فاطر: 13]

ترجمہ:(اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر وہ سن بھی لیں تو تمہیں جواب نہیں

دے سکتے۔)[فاطر: 14]

تو جب بھی آپ پر مشکل آئے اور حالات سخت ہو جائیں تو آپ اس ذات سے مدد مانگیے جو علم غیب جاننے والی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِنَّمَآ أَمۡرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيۡـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ﴾

ترجمہ: (اس کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرلے تو صرف اتنا کہتا ہے کہ: "ہو جا" بس وہ ہو جاتی ہے۔) [یس: 82]

اللہ تعالی کو بندوں کے بارے میں خدائی افعال میں یکتا ماننا صحیح عقیدے کی پہچان ہے اور ایسی سعادت ہے جو سب لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور یہ سعادت دلوں کے اطمینان کا ذریعہ بھی ہے۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعۡبُدُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمۡ وَٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ ۞
ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلۡأَرۡضَ فِرَٲشًا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءً وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً
فَأَخۡرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٲتِ رِزۡقًا لَّكُمۡۖ فَلَا تَجۡعَلُواْ لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمۡ تَعۡلَمُونَ﴾

ترجمہ: (اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور انہیں جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔) [البقرة: 21]

ترجمہ: (جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے تمہارے کھانے کے لیے پھل نکالے، سو کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ حالانکہ تم جانتے بھی ہو۔) [البقرة: 22]

اللہ تعالی مجھے اور آپ کو قرآن کریم کی برکتیں عطا فرمائے

دوسرا خطبہ

تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں۔۔۔۔

اے مسلمانو!

سعادت اور بھلائی کے دروازے دل کو اللہ تعالی کے ساتھ جوڑنے سے ہی کھلتے ہیں اور برائیوں کے دروازے توبہ اور استغفار سے ہی بند ہوتے ہیں اور دل کی عافیت اور سلامتی گناہ کو چھوڑنے میں ہے اور دنیا کی نعمتوں کا حصول اس طرح ممکن ہے کہ دل اللہ تعالی کی محبت، خوف اور اس کے فضل کی امید میں ڈوبا ہوا ہو۔ پس اللہ تعالی کا خوف اللہ تعالی کی نافرمانی سے آپ کو دور کر دے گا اور اسکی ذات سے امید آپ کو اس کی اطاعت کی طرف لے جائے گی اور اللہ تعالی کی محبت آپ کو اللہ تعالی کی طرف کھینچ کر لے جائے گی۔ پس آپ اپنے تمام اعمال کو صرف اللہ تعالی کے لیے خالص کریں اور انہیں ظاہری اور باطنی طور پر کما حقہ ادا کریں اس یقین کے ساتھ کہ اللہ تعالی تمام رازوں اور نیتوں سے آگاہ ہے اور ان چیزوں کو بھی دیکھتا ہے اور جانتا ہے جو کہ لوگوں سے پوشیدہ ہیں۔ اور آخر میں اللہ تعالی تمہیں اپنے نبی کریم ﷺ کو پر درود وسلام پڑھنے کا حکم صادر فرماتا ہے۔

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد

عقیدۂ مسلم (*)

بیشک تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

حمد وصلاۃ کے بعد یہ کہ: اللہ کے بندوں اللہ تعالی سے ڈرتے رہو جس طرح اللہ تعالی سے ڈرنے کا حق ہے پس جو اپنے رب سے ڈر گیا اسنے نجات پائی، اور جس نے اپنے رب کی تصدیق کی اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اور جس نے اسی سے امیدیں وابستہ کیں تو یقینا اس سے اچھا کوئی اور امیدیں پوری کرنے والا نہیں ہے۔

اے مسلمانوں! دین اسلام سارے کمالات کی بلندیوں پر ہے۔ یہ ایسا دین ہے جس میں پوری انسانیت کی ضرورتوں کا خیال رکھا گیا ہے، اس میں عبادات بھی ہیں، معاملات بھی ہیں، حدود اور سزائیں بھی ہیں ان سب سے فرد اور معاشرے میں پاکیزگی آتی ہے، اور اسی کے ذریعہ معاشرہ بد نظمی اور افراتفری سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ اسلامی سزائیں معاشرے کو کنڑول کرکے رکھتی ہیں، اور انکے سبب انسان ناشائستہ حرکات اور بداخلاقی سے ہر طرح محفوظ رہتا ہے۔ کوئی بھی انسان اپنی خوشگوار زندگی دین اسلام پر عمل کئے بغیر نہیں گذار سکتا، یہ بات یاد رکھیں کہ ہر کی جانے والی نیکی اور بھلائی کا ثواب ایمان اور اخلاص کے بڑھ جانے سے کئی گنا بڑھ جاتا ہے اور شرک میں واقع ہو جانے سے تمام نیک اعمال کا اجر و ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ "کفار قریش میں کئی لوگ ایسے تھے جو عبادتیں بھی کرتے تھے، حج بھی کرتے تھے، عمرے بھی کرتے تھے، صدقہ و خیرات بھی کرتے تھے، صلہ رحمی بھی کرتے تھے، مہمان نوازی بھی کرتے تھے، اور یہ بھی اعتراف کرتے تھے کی اللہ تعالی خلق اور تدبیر کی صفات میں اکیلا ہے، اور مشکلات میں اکیلے اللہ تعالی کے لئے اپنی عبادت کو خالص کرتے تھے، لیکن انکا قصور صرف یہ تھا کہ وہ اللہ تعالی کے لئے بتوں کے وسیلے اور واسطے تلاش کرتے تھے، وہ انہیں سے دعائیں کرتے تھے، انکے لئے ذبح

(*) یہ خطبہ میں نے مسجد نبوی میں جمعہ کے دن بتاریخ 14 ذوالحج 1421 ھجری کو دیا تھا۔

کرتے تھے، انکے لئے منتیں مانتے تھے، اور ان ہی سے مدد طلب کرتے تھے تاکہ وہ انکی سفارش کریں، انکا یہ گمان تھا کہ وہ وسیلے کے لحاظ سے انکی بنسبت اللہ تعالی کے زیادہ قریب ہیں۔" پھر اللہ تعالی نے انکی طرف حضرت محمد ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا تاکہ وہ انکے لئے انکے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی تجدید کریں اور انہیں یہ بتائیں کہ عبادت صرف اکیلے اللہ تعالی کی ہی کرنی چاہئے، اور یہ بھی بتائیں کہ انکا یہ فعل انکے بقیہ سارے نیک اعمال کو بھی برباد کردے گا۔ اور پھر اسی وجہ سے تو ان سے لڑائی تک کی نوبت آگئی تاکہ انہیں سمجھایا جاسکے کہ دعا، ذبح، نذر و نیاز، مدد اور ہر قسم کی عبادت صرف اور صرف اللہ تعالی کے لئے خاص ہے۔" اپنے مریضوں کے لئے شفایابی، اقرباء کی خوشحالی، گناہوں کی معافی اور دیگر وہ امور جن پر اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کو طاقت نہیں وہ صرف اور صرف اللہ تعالی سے ہی مانگے جائینگے، قبریں اور آستانے کوئی دعا مانگنے یا نماز پڑھنے کی جگہ نہیں بلکہ یہ تو مرنے والوں کا آخری ٹھکانہ ہے جو یا تو نعمتوں سے بھرپور ہوگا یا پھر آگ کا عذاب ہوگا۔

سب سے بڑا گناہ اور نافرمانی ان قبروں اور آستانوں والوں سے مدد طلب کرنا ہے اور مخلوقات سے ایسی چیز کی مدد طلب کرنا جسکی انکو طاقت ہی نہیں اسکی مثال تو ایسی ہے کہ جیسے کوئی غرق ہونے والا دوسرے غرق ہونے والے سے مدد طلب کرے، اور یاد رکھیں کہ جس بھی بندے نے مخلوقات سے امیدیں وابستہ کیں اسکا وہم نامراد ہی رہا، پس آپ صرف اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہو، کیونکہ اللہ تعالی وہ ذات ہے جو اسباب کے ذریعے اور بغیر اسباب کے اور جہاں گمان تک نہیں ہوتا وہاں سے بھی رزق عطا فرماتا ہے، اور یقیناً اللہ تعالی ہی بہترین دوست اور مددگار ہے۔" اور ذہن نشین کرلو کہ شرک کا کفارہ صرف توحید کو اختیار کرنا ہے، اور اچھائیاں برائیوں کو مٹادیتی ہیں اور جس کسی نے اپنی حاجات پوری کرنے کے خاطر غیر اللہ کو پکارا اور اپنے دل کو اسکے خالق کے علاوہ کسی اور سے جوڑ رکھا، وہ ایک محال بلکہ خیال کے پیچھے زندگی ضائع کرتا رہا۔

اور غیر اللہ کے تعویذوں اور دم کے ذریعے کسی تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کرنا درحقیقت

غیر اللہ سے اپنے آپکو وابستہ کرنا ہے۔" نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**بیشک غیر شرعی دم، تعویذ اور غیر اللہ پر بھروسہ یہ سارے شرکیہ کام ہیں**)۔(مسند احمد) یادرکھیں کہ یہ تعویذ تو خود بے جان چیز ہے جو کہ اللہ تعالی کے فیصلے کو کبھی ٹال نہیں سکتا اور نہ ہی آفتوں کا رخ موڑ سکتا ہے اور نہ ہی برے حالات دور کرسکتا ہے، اور نہ ہی تمہاری مراد پوری کرسکتا ہے، اسلئے جس کسی نے بھی یہ تعویذ کسی بچے یا عورت یا کسی اور کو پہنایا تو اللہ تعالی اس شخص کو اسی تعویذ کے سپرد کردیگا اور اسے بے یار و مددگار کردیگا۔ لہذا اپنے رب سے ہی تعلق استوار کریں اور اپنی حاجات اسی کے سامنے رکھیں اور اسی کی طرف جھکیں، اسی کے سپرد اپنے سارے معاملات کردیں، وہی تمہارے لئے کافی ہو جائے گا اور تمہارا سینہ کھول دے گا۔

﴿وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ﴾

ترجمہ: (اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے سو وہی اس کو کافی ہے۔)[الطلاق: 3]

اور جب اللہ تعالی اپنے توکل کرنے والے بندے کے لئے کافی ہو جائے اور اسے بچا کر رکھے تو دشمن اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ لہذا آپ اپنے توکل کو بے بسی، اور بے بسی کو توکل کا نام ہرگز نہ دیں۔" اور جادوگر یا نجومیوں کے پاس آنا اور انکی خرافات کی تصدیق کرنا اور ان سے غیبی چیزوں اور مستقبل کے معاملات کے بارے میں پوچھنا، اور ان سے اپنی مشکل آسان یا کوئی اور کام نکلوانے میں مدد طلب کرنا، یہ سب کچھ عقیدہ توحید کو خراب کرنے، توکل میں خلل پیدا کرنے، تقدیر پر رونا دھونا کرنے اور اپنے لکھے ہوئے نصیب پر ناراض ہونے والی باتیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**جو شخص کسی کاہن یا نجومی کے پاس آیا اور اسکی باتوں کی تصدیق کی تو گویا اس نے حضرت محمد ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت کا انکار کیا**۔)(مسند احمد)

یادرکھیں کہ جو رزق اللہ تعالی نے آپکے نصیب میں لکھ رکھا ہے اسکو نہ تو کسی حاسد کا حسد اور نہ ہی کسی برا چاہنے والے کی نفرت روک سکتی ہے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (جب سے مجھے یہ پتا

چلاہے کہ میر ارزق کوئی اور نہیں کھاسکتااس دن سے میں بڑے اطمینان کی زندگی گذار رہاہوں)۔"

اور شعبدہ بازوں کے پاس جانے سے رزق آسان نہیں ہو جاتااور نہ ہی موت کاوقت ٹل سکتاہے۔ امام قرطبیؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "جس شخص کے پاس اختیار ہو اسے چاہئے کہ ان جادو گروں اور شعبدہ بازوں کو سختی سے منع کرے اور دوسرے لوگوں کو بھی انکے پاس جانے سے سختی سے منع کرے"۔

اللہ تعالی کی عظمت و ہیبت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ قسم کھانے سے گریز کریں اگرچہ آپ سچے ہی کیوں نہ ہوں، اور اللہ تعالی کے اسماء و صفات کے علاوہ کسی بھی چیز کی قسم مت کھائیں، بلکہ اللہ تعالی کے علاوہ خانہ کعبہ، نبی کریم ﷺ، امانت داری، یا کسی ولی بزرگ کی قسم ہر گز نہ کھائیں۔ "اللہ تعالی کی لکھی ہوئی تقدیر، اسکی تخلیق اور تدبیر پر یقین رکھیں، اور اللہ کی طرف سے آنے والی آزمائشوں پر صبر کریں اور اسکے حکم کو تسلیم کریں، پس دنیا تو پریشانیوں اور تکلیفوں سے بھری ہوئی ہے، اس پر مشقتوں اور ہولناکیوں کی مہریں لگی ہوئی ہیں، لہذا تقدیر پر ایمان رکھنے والے بنیں کیونکہ اس پر ایمان لانا دین اسلام کے ارکان میں سے ایک بڑا رکن ہے۔ اور لازمی نہیں کہ انسان کی ہر تمنا پوری ہو اور گڑ گڑا کر دعائیں مانگنے اور اللہ تعالی کی طرف مکمل متوجہ رہنے سے بھلائی اور بہتری کے دروازے کھلتے ہیں اور آپکی مراد آپکو حاصل ہو جاتی ہے۔" اور مومن کو چاہئے کہ اسکا خوف اور اسکی امید دونوں برابر رہیں، کیونکہ ان میں سے کسی ایک کے بڑھ جانے یا کم ہو جانے سے انسان ہلاک ہو جاتاہے، پس جس پر خوف غالب آگیا تو وہ سمجھو ناامیدی میں داخل ہو گیا اور جس پر امید غالب آگئی وہ اللہ تعالی کی تدبیروں سے غافل اور بے فکر ہو جائے گا۔ در حقیقت اچھا خوف وہ ہے جو آپکو اللہ تعالی کی حرام کردہ چیزوں سے بچا کر رکھے"۔

اگر آپ اپنے دل میں نیک عمل کی مٹھاس محسوس نہ کریں تو اپنے دل کو قصوروار جانیں، کیونکہ آپکا رب تو بڑا قدر دان ہے۔ "اور اس دنیا کے اندر بھی ایک جنت ہے جو اس میں داخل نہ ہو پایا وہ آخرت والی جنت میں بھی داخل نہیں ہو پائے گا، اور حقیقی محروم وہ ہے جس نے اپنے دل کو اپنے رب سے پردے میں رکھا یعنی دور رکھا۔" اور حقیقی قیدی تو وہ ہے جسے اسکی خواہشات نے قیدی بنا لیا ہو۔ اور مسلمانوں کی

جماعت کے ساتھ اللہ تعالی کے گھر میں نماز پڑھنے سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور چہرہ پر نور آتا ہے اور بندہ حرام کاریوں سے محفوظ رہتا ہے"۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ تَنْهَىٰ عَنِ ٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ﴾

ترجمہ: (اور نماز قائم کرو، بیشک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔) [العنکبوت: 45]

بندے کے کھانے پینے کا حلال ہونا ایمان کی سلامتی، اچھے راستے پر چلنے، اور دعاؤں کی قبولیت کے اسباب میں سے ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**اے سعد! اپنا کھانا پینا حلال رکھ تیری ہر دعا قبول کی جائے گی**)۔(طبرانی)

سود سے بچ کر رہنے اور حرام کاریوں سے محفوظ رہنے سے دل خوشحال رہتا ہے اور روح پاکیزہ رہتی ہے۔اور دوسروں کے ساتھ اپنے تعلقات کو اللہ تعالی کے لئے محبت اور بغض والے معیار کے ضابطے پر رکھیں۔ پس جس شخص نے لوگوں کو ناراض کر کے اللہ تعالی کو راضی رکھنا چاہا تو اللہ تعالی اسے لوگوں کی ناراضگی سے محفوظ رکھے گا۔" ظلم کرنے سے بچیں، کیونکہ ظلم ایک ایسا اندھیرا ہے جسکی سزا آخرت میں ڈبل ہے، اور مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے اور جلدی پہنچتی ہے۔اور دوسروں کے حقوق ھڑپ نہ کریں اور نہ کسی پر زیادتی کریں۔اور ظلم ہمیشہ اچھائی ترک اور برائی کا ارتکاب کرواتا ہے۔" ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَن يَظْلِم مِّنكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا﴾

ترجمہ: (اور جو شخص تم میں سے ظلم کرے گا ہم اس کو بڑے عذاب کا مزا چکھائیں گے) [الفرقان: 19]

پس عقلمند وہی ہے جو دوسروں کے عیوب کا پیچھا کرنے کے بجائے اپنے عیبوں پر نظر رکھتا ہے، اور اللہ تعالی کی فرمانبرداری میں لگا رہتا ہے۔ اور اللہ تعالی کے راستے میں چلنے والے کے لئے باہمت ہونا ضروری ہے جس سے وہ آگے بڑھ سکے، اور صاحب علم ہونا بھی ضروری ہے جس سے وہ بصیرت وہدایت حاصل کر سکے، لہذا آپ اللہ تعالی کے احسانات کے مشاہدے اور اپنے آپکے عیوب کے مابین اللہ تعالی کی

طرف بڑھیں، اور غیبت اور بہتان کے ذریعے مسلمانوں کی عزتوں میں ہاتھ ڈالنے سے بچ کر رہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (إِنَّ دِمَاءَكُمْ، وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ، عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هذا، في بلدكُمْ هذا في شَهْرِكُمْ هذا)

ترجمہ: (اچھا تو سنو کہ تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری آبرو ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہے جیسے تمہارے اس شہر اور تمہارے اس مہینے، تمہارے آج کے دن کی حرمت ہے)۔(صحیح مسلم)

اور اپنی خواہشات اور کسی سے حسد کی بناپر کسی پر بھتان مت لگائیں، کیونکہ حسد ایسی بیماری ہے جسکا انجام انتہائی خطرناک ہے۔ ویسے انسان کی عادت ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے قریبی لوگوں میں سب سے بلند و بالا ہونا چاہتا ہے، پس جو شخص تقدیر پر ہمیشہ نالاں رہتا ہے یا کسی کی حسد کے سبب برائی کرتا ہے تو اسے ہمیشہ مذمت کا ہی سامنا کرنا پڑتا ہے، اسلئے اس بری عادت کو اپنے لئے ناپسند کیجئے اور تقوی اختیار کیجئے، کیونکہ جو شخص تقوی اختیار کرتے ہوئے صبر کرتا ہے تو اس کے اس تقوی کو اللہ تعالی اسکے لئے نفع بخش بنادیتا ہے۔ "اچھے اخلاق سے اپنے آپکو آراستہ کرو، اور عبادات میں مداومت و ہمیشگی اختیار کرو، اسلئے کہ زیادہ عبادت میں مشغول رہنے سے ریاکاری ختم ہو جاتی ہے، اور اللہ تعالی سے مدد طلب کرتے رہنے سے بندہ تکبر سے محفوظ رہتا ہے، اور نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے سے بلائیں دور ہوتی ہیں۔" ہر چھوٹے بڑے گناہ سے محفوظ رہو کیونکہ گناہ انسان کے جسم اور دل کو کمزور کردیتے ہیں اور نعمتوں کے زوال اور اللہ تعالی کی نارضگی کا سبب بنتے ہیں، شیطان تو انسان کے لئے گناہ کو خوبصورت بناکر پیش کرتا ہے اور اسکے انجام سے اسے بے خوف رکھتا ہے اور اسے اللہ تعالی کی رحمت کی وسعت کی امیدیں باور کرواتا ہے تاکہ وہ بار بار اس امید پر گناخ کرتا رہے اور پھر اسکا اللہ تعالی اور آخرت کی طرف سفر بھی کمزور پڑ جائے، کیونکہ شیطان نے انسان کے لئے گمراہیوں کے جال دراز کر رکھے ہیں اور گمراہی کی راہیں کھول کر رکھی ہیں، اسلئے اسکے نقش قدم پر مت چلیں اور نہ ہی اس سے مقابلہ کرنا ترک کریں بلکہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں کریں، کیونکہ نیکیوں کے بعد نیکیاں کرتے رہنا نیک عمل کی قبولیت کی نشانی ہے"۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے

﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

ترجمہ: (اور یہ کہ یہ دین میرا سیدھا راستہ ہے تو اس پر چلو اور دوسری راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی یہ تمہیں اللہ تعالی نے حکم دیا ہے تا کہ تمہیں پرہیزگاری ملے۔)[الأنعام: 153]

اللہ تعالی مجھے اور آپکو قرآن کریم کے ذریعے برکتیں عطا فرمائے۔

دوسرا خطبہ

اللہ تعالی کے احسانات پر اسکا شکر۔۔۔۔۔۔

اے مسلمانو! بیشک اس زندگی کے ساتھ ایک موت ہے اور اس دنیا کے بعد آخرت بھی ہے اور ہر چیز کا حساب و کتاب ہونا ہے اور ہر چیز پر ایک نگہبان ہے اور ہر اچھائی کا ثواب اور ہر برائی کی سزا مقرر ہے اور ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے، اور حتمی بات ہے کہ آپکے ساتھ ایک قرین (ساتھی) ہے جو آپکے ساتھ ہی زندہ دفن ہوگا اور آپ اسکے ساتھ مردہ دفن ہونگے پھر اگر وہ عزت دار ہوگا تو آپکو بھی عزت ملے گی اور اگر وہ برا ہوگا تو آپکے ساتھ بھی برا ہوگا اور پھر وہ قیامت کے دن آپکے ساتھ اٹھے گا اور آپ سے اسی کے متعلق سوال ہوگا، لہذا اس قرین کو نیک بنا کر رکھیں، اگر وہ نیک ہوگا تو آپ اس سے مانوس رہیں گے اور اگر وہ برا ہے تو آپ اس سے وحشت محسوس کریں گے، اور وہ آپکا اپنا عمل ہے لہذا اچھے عمل بڑھ چڑھ کر کرتے رہیں اور اپنے دین پر ثابت قدم رہیں، اور اپنے دین کی تقویت کی خاطر مشکلات برداشت کریں اور منع کردہ امور سے اجتناب کریں اور اللہ تعالی کے اوامر پر پورا اتریں اور اپنے دین کی جڑوں سے چمٹے رہیں اور اسکے لوازمات پر عمل کرتے رہیں اور ایمان و علم و عمل صالح سے مسلح رہیں اور باعث عبرت امور سے عبرت حاصل کریں اور قرآن کریم کی نصیحتوں پر غور و فکر کریں کیوں کہ یہ سچی خبریں ہیں، اور اپنے زیادہ تر وقت کو اللہ تعالی کے ذکر میں صرف کریں کیوں کہ اللہ تعالی کی یاد سے کوئی بھی وقت فارغ نہیں اور نہ ہی یہ کبھی ختم بھی ہوتا ہے اور اپنی کوتاہیوں پر بڑھ چڑھ کر استغفار کریں اور اللہ تعالی کی طرف سے ملی ہوئی توفیق پر اللہ تعالی کا شکر ادا کریں۔"

اور پھر یہ بھی ذہن نشین کر لو کہ اللہ تعالی نے تمہیں اپنے نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالی کی ذات سے اچھا گمان (*)

بیشک تمام تعریفیں اللہ تعالی ہی کے لئے ہیں۔

حمد و صلاۃ کے بعد یہ کہ: اللہ کے بندوں اللہ سے ڈر جاؤ جسطرح اللہ تعالی سے ڈرنے کا حق ہے اور اسلام کے ستون کو مضبوطی سے تھام کر رکھو۔

اے مسلمانو! توحید اللہ تعالی کا حق ہے بندوں پر اور اسی توحید کے ساتھ اللہ تعالی نے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا اور کتابیں نازل فرمائیں، اور اس توحید کی اصل حقیقت اللہ تعالی کو اسکی عبادت میں یکتا ماننا ہے، اور عبادت ایک جامع نام ہے ہر اس ظاہری اور باطنی اقوال وافعال کا جنہیں اللہ تعالی پسند فرماتا ہے اور ان سے محبت فرماتا ہے، اور دل کی ایک خاص عبادت ہے اور دل کی عبادت دیگر تمام اعضاء کی عبادت سے بڑی اور ہمیشگی والی ہے، اور قلبی اعمال کا عبادت میں داخل ہونا زیادہ بہتر ہے دیگر اعضاء کے عبادت میں داخل ہونے سے، کیونکہ جو ایمان دل کے ساتھ علمی اور عملی حالت میں قائم ہو وہی اللہ تعالی کو مطلوب ہے، بقیہ سارے ظاہری اعمال ان قلبی اعمال کیلئے تتمہ اور باعث تکمیل ہیں، اور کوئی بھی ظاہری نیکی دلی عمل سے منسلک و مرتبط ہوئے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ بندگی کی اصل روح اور اسکا لب لباب ہے، اور جب ظاہری اعمال اس روحانیت سے خالی ہو جائیں تو انکی مثال پھر اس جسم کی طرح ہے جس میں روح نہ ہو، اور دلوں کی اصلاح سے ہی پورے جسم کی اصلاح ممکن ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(**خبردار! جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہے کہ اگر وہ صحیح سالم ہے تو پورا جسم صحیح سالم رہتا ہے اور اگر وہ فاسد ہو جائے تو پھر سارا جسم فاسد ہو جاتا ہے اور خبردار وہ دل ہے**)۔ (متفق علیہ)

لوگوں کی ایک دوسرے پر فضیلت اسی چیز پر مبنی ہے جو انکے دلوں میں ہے، اور اسی سے اعمال افضل سے افضل ہو جاتے ہیں، اور ان دلوں کے اعمال کو ہی رب العالمین دیکھتا ہے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(*) یہ خطبہ میں نے مسجد نبوی میں جمعہ کے دن بتاریخ 18 ربیع الآخر 1439 ھجری کو دیا تھا۔

(**بیشک اللہ تعالی نہ تو تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہاری صورت کو بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے**)۔(صحیح مسلم)

قلبی اعمال میں سے ایک بڑا عمل یہ ہے کہ آپ اللہ تعالی پر اچھا گمان رکھیں، بلکہ یہ اسلام کے فرائض اور توحید کے واجبات میں سے ہے۔ حسن ظن کا جامع معنی یہ ہے کہ: ہر وہ گمان جو اللہ تعالی کے ذاتی وصفاتی کمالات کے شایان شان ہو یہ حسن ظن اللہ تعالی پر ایمان اور اللہ تعالی کی پہچان کا نتیجہ ہے، اور اس حسن ظن کا پورادارو مدار اللہ تعالی کی وسیع رحمت، عزت و علم واحسانات اور اللہ تعالی کے حسن اختیار پر ہے۔ جب ان چیزوں پر آپکا علم و عمل مکمل ہو جائے گا تو لازمی طور پر آپکو اللہ تعالی پر حسن ظن کے نتائج ملنا شروع ہو جائیں گے اور اللہ تعالی کے بعض اسماء وصفات کا بھی یہی تقاضا ہے کہ اللہ تعالی پر حسن ظن رکھا جائے۔ اور جسکے دل میں اللہ تعالی کے اسماء وصفات کی حقیقت ثابت ہو گئی اسکے دل میں ہر ہر اسم اور صفت کے مناسب حسن ظن پیدا ہو جائے گا، کیونکہ ہر ہر صفت کی بندگی کا ایک خاص معیار ہے اور حسن ظن کا معیار بھی ہر ایک صفت الٰہی کے حساب سے الگ الگ ہے۔ اللہ تعالی کا کمال اسکا جلال و جمال اور اسکا اپنے بندوں پر انعام واکرام، حسن ظن کا باعث بنتا ہے اور اسی چیز کا اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَأَحْسِنُوٓا۟ ۛ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ﴾

ترجمہ: (اور بھلائی کرو بے شک بھلائی کرنے والے اللہ تعالی کے محبوب ہیں۔)[البقرۃ: 195]

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (**اپنے رب کی ذات سے اچھا گمان رکھو۔**)

اسی حسن ظن کی عظمت کے پیش نظر نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات سے قبل اسکی تاکید فرمائی، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو انکی وفات سے تین روز قبل یہ فرماتے ہوئے سنا:

(**تم میں کوئی شخص نہ مرے مگر یہ کہ اسکا اپنے رب کی ذات سے اچھا گمان ہو**)۔(صحیح مسلم)

اللہ تعالی نے اپنے خشوع و خضوع والے بندوں کی اسی صفت کے سبب تعریف فرمائی کہ وہ اپنے رب سے اچھا گمان رکھتے ہیں۔

اور انکے لئے ایک خاص اور نقد خوشخبری یہ ہے کہ انکے لئے عبادات کو اللہ تعالی نے آسان فرمادیا ہے اور اس میں انکی خاص مدد فرمائی ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَٱسۡتَعِينُواْ بِٱلصَّبۡرِ وَٱلصَّلَوٰةِۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى ٱلۡخَٰشِعِينَ ۞ ٱلَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَٰقُواْ رَبِّهِمۡ وَأَنَّهُمۡ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَ﴾

ترجمہ: (اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو اور بے شک نماز بھاری ضرور ہے مگر ان لوگوں پر جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں، جنہیں یقین ہے کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پھر لوٹ کر جانے والے ہیں۔)[البقرة: 45-46]

انبیاء کرام نے اللہ تعالی کے ہاں بلند مرتبے اللہ تعالی کی معرفت کے ذریعے ہی حاصل فرمائے، انہوں نے رب سے اچھا گمان کرتے ہوئے اپنے تمام معاملات اپنے رب کے سپرد فرمادئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھیں کہ جب وہ اپنی بیوی حضرت ہاجر اور اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان دنوں مکہ میں بیت اللہ کے پاس چھوڑ کر آئے جب مکہ مکرمہ میں کوئی بھی نہ تھا، حتی کہ پانی تک نہیں تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب انکو چھوڑ کر روانہ ہوئے تو حضرت ہاجر علیھا السلام نے انکا پیچھا کیا اور فرمانے لگیں: اے ابراہیم علیہ السلام! آپ ہمیں اس بیابان وادی میں چھوڑ کر کہاں جارہے ہیں جہاں نہ کوئی انسان ہے اور نہ ہی کوئی دوسری چیز؟؟ اور یہ بات ان سے بار بار کہتیں رہیں اور ابراہیم علیہ السلام انکی ایک بات کا بھی جواب نہیں دے رہے تھے، تو بالآخر حضرت ہاجر نے استفسار کیا کہ، کیا اس بات کا اللہ تعالی نے آپکو حکم دیا ہے؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں! تو فرمایا کہ پھر اللہ تعالی ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا۔(صحیح بخاری) تو اسکے بعد مکہ مکرمہ میں جو کچھ ہوا وہ سب کچھ انکے اس حسن

ظن کا ہی تو نتیجہ تھا کہ بابرکت پانی بھی پھوٹ کر نکلا اور بیت اللہ کی تعمیر بھی ہو گئی اور انکا تذکرہ بھی رہتی دنیا تک رہ گیا اور انکے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نبی بھی بن گئے اور اللہ تعالی نے انہیں کی اولاد میں سے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول ﷺ کو مبعوث بھی فرمایا۔

اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے دو بیٹے کھو کر بھی صبر کرتے رہے اور اپنا معاملہ اللہ تعالی کے سپرد کیا اور کہا:

﴿إِنَّمَآ أَشۡكُواْ بَثِّي وَحُزۡنِيٓ إِلَى ٱللَّهِ﴾

ترجمہ: (کہا میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں) [یوسف: 86]

انکا دل اللہ تعالی سے حسن ظن میں بھرپور رہا کہ بیشک اللہ تعالی ہی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والا ہے۔ جسکے بارے میں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿عَسَى ٱللَّهُ أَن يَأۡتِيَنِي بِهِمۡ جَمِيعًاۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلۡعَلِيمُ ٱلۡحَكِيمُ﴾

ترجمہ: (کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالی میرے پاس ان سب کو لے آئے، بیشک وہ کامل علم و حکمت والا ہے) [یوسف: 83]

اور یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا:

﴿يَٰبَنِيَّ ٱذۡهَبُواْ فَتَحَسَّسُواْ مِن يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَاْيۡـَٔسُواْ مِن رَّوۡحِ ٱللَّهِۖ إِنَّهُۥ لَا يَاْيۡـَٔسُ مِن رَّوۡحِ ٱللَّهِ إِلَّا ٱلۡقَوۡمُ ٱلۡكَٰفِرُونَ﴾

ترجمہ: (میرے بیٹو! جاؤ، اور یوسف اور اس کے بھائی کا کچھ سراغ لگاؤ، اور اللہ تعالی کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو۔ یقین جانو، اللہ کی رحمت سے وہی لوگ نا اُمید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔) [یوسف: 87]

قوم بنی اسرائیل کو دیکھیں کہ انہیں کیسی کیسی تکالیف پہنچیں جو برداشت سے بھی باہر تھیں مگر ان تمام مصائب و تکالیف کے باوجود انکے حسن ظن میں کوئی کمی نہیں آئی، وہ اسی حسن ظن کی بدولت مشکل

سے نکلنے کیلئے اللہ تعالی سے امیدیں لگائے بیٹھے رہے تو حضرت موسی علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

﴿ٱسْتَعِينُوا۟ بِٱللَّهِ وَٱصْبِرُوٓا۟ ۖ إِنَّ ٱلْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۖ وَٱلْعَٰقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾

ترجمہ: (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: "اللہ سے مدد مانگو، اور صبر سے کام لو۔ یقین رکھو کہ زمین اللہ کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے، اُس کا وارث بنا دیتا ہے اور آخری انجام پرہیزگاروں ہی کے حق میں ہوتا ہے۔) [الأعراف: 128]

حضرت موسی علیہ السلام اور انکی قوم پر بڑا سخت مرحلہ آیا کہ انکے سامنے سمندر تھا اور پیچھے فرعون اور اسکی فوج تھی، اس وقت حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا:

﴿قَالَ أَصْحَٰبُ مُوسَىٰٓ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ﴾

ترجمہ: (بیشک ہم دھر لیے گئے) [الشعراء: 61]

اس وقت کلیم اللہ پیغمبر علیہ السلام کا جواب اپنے رب قدیر پر عظیم یقین اور وثوق کا بھرپور مظہر تھا:

﴿قَالَ كَلَّآ ۖ إِنَّ مَعِىَ رَبِّى سَيَهْدِينِ﴾

ترجمہ: (کہا ہرگز نہیں، میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے راہ بتائے گا) [الشعراء: 62]

پھر ان پر ایسی وحی نازل ہوئی جس کا انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنِ ٱضْرِب بِّعَصَاكَ ٱلْبَحْرَ ۖ فَٱنفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَٱلطَّوْدِ ٱلْعَظِيمِ * وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ ٱلْءَاخَرِينَ * وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُۥٓ أَجْمَعِينَ * ثُمَّ أَغْرَقْنَا ٱلْءَاخَرِينَ﴾

ترجمہ: (پھر ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ اپنی لاٹھی کو دریا پر مار، پھر اسی وقت دریا پھٹ گیا پھر ہر ایک حصہ پانی کا بڑے سارے پہاڑ کی طرح ہو گیا۔ اور ہم نے اسی جگہ دوسروں کو پہنچا دیا۔ اور ہم نے موسیٰ کو اور

جو لوگ اس کے ساتھ تھے سب کو نجات دی۔ پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا) [الشعراء: 63-66]

مخلوقات میں سب سے بڑھ کر اپنے رب پر پختہ یقین اور حسن ظن رکھنے والے ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تھے کہ انکی قوم نے انہیں تکالیف دیں مگر اپنے رب کے وعدے اور دین کی نصرت پر پختہ یقین کرتے رہے، انہیں پہاڑوں کے فرشتے نے آکر عرض کی: **اگر آپ حکم دیں تو اس قوم کو دو پہاڑوں کے درمیان کچل دوں۔** مگر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی انکی پشتوں سے ایسے لوگ نکالے گا جو صرف اللہ تعالی ہی کی عبادت کرینگے اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔**)۔(متفق علیہ)

اور بڑے بڑے سخت ترین مرحلوں اور تنگیوں میں بھی نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے برا گمان نہیں کیا، آپ ﷺ کو مکہ سے نکالا گیا اور راستے میں ایک غار میں سہارا لیا جبکہ کفار نے آکر اس غار کے ارد گرد گھیرا تنگ کر لیا مگر آپ ﷺ پر وثوق ہو کر اپنے ساتھی کو یہ کہہ کر تسلی دیتے رہے:

﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَنَا﴾

ترجمہ: (غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے)[التوبة: 40]

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے غار میں کہا کہ اگر کسی نے اپنے قدموں کی طرف بھی دیکھا تو وہ سیدھا ہمیں دیکھ لے گا، تو آپ ﷺ نے جواب دیا: (**اے ابو بکر آپکا کیا خیال ہے ان دونوں کے بارے میں جنکا تیسرا اللہ تعالی ہے**)۔(متفق علیہ)

شدید تکالیف اور مصائب اور ہر طرف سے مسلسل جنگوں کے باوجود نبی کریم ﷺ دنیا بھر میں اس دین کے پھیلنے کی پختہ امید لگائے ہوئے بیٹھے تھے، اور فرماتے رہے: (**یہ دین ہر اس جگہ پر پہنچے گا جہاں جہاں دن اور رات ہے اور کوئی بھی ایسا کچا یا پکا گھر نہیں بچے گا مگر اللہ تعالی ان سب گھروں میں اس دین کو ضرور داخل فرمائے گا، پھر وہ اس دین کو قبول کر کے عزت پائے گا یا انکار کر کے دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار ہو گا**)

(مسند احمد)۔ایک دیہاتی جب تلوار تان کر نبی کریم ﷺ پر کھڑا ہو گیا اور نبی کریم ﷺ سوئے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**میں نیند سے اٹھا تو وہ تلوار تان کر مجھ پر وار کرنے والا تھا اور کہنے لگا کہ آپکو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے تین بار کہا کہ مجھے اللہ تعالی بچائے گا**)اور اسے کوئی سزا دیے بغیر ہی آپ ﷺ بیٹھ گئے۔(مسند احمد کی روایت میں ہے کہ)اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی"۔

اور انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے زیادہ اللہ تعالی پر حسن ظن رکھنے والی صحابہ کرام کی ہستیاں ہیں۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ٱلَّذِينَ قَالَ لَهُمُ ٱلنَّاسُ إِنَّ ٱلنَّاسَ قَدۡ جَمَعُواْ لَكُمۡ فَٱخۡشَوۡهُمۡ فَزَادَهُمۡ إِيمَٰنٗا وَقَالُواْ حَسۡبُنَا ٱللَّهُ وَنِعۡمَ ٱلۡوَكِيلُ﴾

ترجمہ: (وہ لوگ جن سے کہنے والوں نے کہا تھا: یہ (مکہ کے کافر) لوگ تمہارے (مقابلے) کیلئے (پھر سے) جمع ہو گئے ہیں، لہذا ان سے ڈرتے رہنا۔ تو اس (خبر) نے ان کے ایمان میں اور اضافہ کر دیا اور وہ بول اٹھے کہ: ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔)[آل عمران: 173]

ایک بار **ابن الدغنہ** حضرت **ابو بکر صدیق** رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگے کہ آپ اپنی نماز اور قراءت کو پست کر دیں یا پھر میرا پڑوس یعنی عہد وپیمان مجھے واپس کر دیں، اسکا مقصد تھا کہ وہ اپنا عہد وپیمان واپس لیتا ہے اور پھر کفار قریش ان پر حملہ آور ہو سکیں گے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: (**میں تجھے تیرا عہد وپیمان واپس کرتا ہوں اور اللہ تعالی کے جوار اور پناہ کو ترجیح دیتا ہوں**)۔(صحیح بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا اور اتفاق سے اس دفعہ میرے پاس مال موجود تھا تو میں نے کہا کہ آج میرے پاس موقعہ ہے خیر کے کام میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھ جانے کا، لہذا آج خیر میں ان سے آگے نکل جاؤں گا، اور پھر اپنا آدھا مال لے کر رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش کیا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: (**اپنے گھر والوں کے**

لئے کیا بچا کر رکھا ہے؟)میں نے کہا کہ اتنا ہی مال پیچھے ہے جتنا لایا ہوں، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا مال لیکر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے بھی یہی پوچھا: **پیچھے کیا چھوڑ کر آئے**؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صرف اللہ تعالی اور اسکے رسول ﷺ کا نام چھوڑ کر آیا ہوں۔(سنن ابی داؤد)اور پہلی وحی کے نزول کے بعد جب نبی کریم ﷺ جہان بھر کی تمام عورتوں کی سردار حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا: (**مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے**) تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ: (آپ خوش ہو جائیں، اللہ کی قسم اللہ تعالی آپکو کبھی ضائع نہیں کرے گا، آپ توصلہ رحمی کرنے والے ہیں، اور سچ بولنے والے ہیں اور بے بسوں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں، اور کمزوروں کا سہارا ہیں اور مہمان نوازی کرنے والے ہیں اور آپ حقیقی حادثات و مصائب میں لوگوں مدد فرماتے ہیں)(متفق علیہ)اور یہی اس امت کے بہترین لوگوں "سلف صالحین" کا وطیرہ رہا ہے، امام **سفیان ثوری** رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (میں ہر گز نہیں چاہتا کہ میرے حساب و کتاب کا معاملہ میرے والدین کے سپرد کر دیا جائے، بلکہ میرا رب میرے لئے میرے والدین سے زیادہ خیر خواہ ہے)۔ حضرت **سعید بن جبیر** رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے: (اے اللہ مجھے اپنی ذات پر سچا توکل اور اچھا گمان رکھنے والا بنا دے)۔

جنات کی جماعت میں سے بھی جو نیکوکار ہیں انکا اپنے رب کی ذات سے بہت اچھا گمان ہے، وہ اللہ تعالی کی طاقت، قوت اور وسعت علم پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَأَنَّا ظَنَنَّآ أَن لَّن نُّعۡجِزَ ٱللَّهَ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَلَن نُّعۡجِزَهُۥ هَرَبٗا﴾

ترجمہ: (ہمیں کامل یقین ہو گیا کہ ہم اللہ تعالی کو زمین میں ہر گز عاجز نہیں کر سکتے اور نہ ہم بھاگ کر اسے ہرا سکتے ہیں۔)[الجن: 12]

اللہ تعالی کے بندوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ قسم اٹھائیں تو اللہ تعالی انکی قسم کو بھی پورا کرتا ہے، اور یہ کوئی معمولی معاملہ نہیں بلکہ رب العالمین کی ذات سے بہترین گمان کا ایک مظہر ہے اور

مومن کی تو شان ہی یہ ہے کہ وہ ہر حال اور ہر وقت میں اپنے رب سے اچھا گمان رکھے۔اور اسکا سب سے اعلی درجہ یہ ہے کہ جب بندہ اپنے رب سے اسے اپنے قریب سمجھتے ہوئے دعا اور مناجات کرے،اور وہی تو ہے جو دعائیں قبول فرماتا ہے اور اپنے سے امیدیں وابستہ کرنے والوں کی جھولیاں بھر دیتا ہے۔توبہ کی قبولیت کے اسباب میں سے ہے کہ تائب کا اپنے رب کی ذات سے حسن ظن ہو۔نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے روایت بیان فرمائی،اللہ تعالی فرماتا ہے:

(**میرا بندہ گناہ کر کے توبہ تائب ہوتا ہے،اسکو یقین ہے کہ میرا رب ہے جو گناہوں کو معاف بھی فرماتا ہے اور گناہوں پر مواخذہ بھی کرتا ہے،میرے بندے! جو چاہے کر میں نے تجھے معاف کیا**)۔(متفق علیہ)تنگیوں،مشکل حالات اور آزمائشوں میں ہی اچھے گمان بھی کھل کر سامنے آتے ہیں اور برے گمان بھی کھلکر سامنے آجاتے ہیں،چنانچہ جنگ احد میں مسلمان تو ثابت قدم رہے،دوسرے لوگ جاہلیت والے مختلف وہم وگمان میں مبتلا رہے،اسی طرح جنگ احزاب کی مثال لے لیں کہ جس میں مختلف قسم کے گمان اللہ تعالی کے بارے میں کئے گئے۔اللہ تعالی ایک گروہ کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿هُنَالِكَ ٱبْتُلِيَ ٱلْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا۟ زِلْزَالًا شَدِيدًا ۞ وَإِذْ يَقُولُ ٱلْمُنَـٰفِقُونَ وَٱلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ إِلَّا غُرُورًا﴾

ترجمہ:(اس مقام پر مومنوں کو بڑی آزمائش میں ڈالا گیا اور انہیں نہایت سخت جھٹکے دیئے گئے۔) [الأحزاب: 11]

ترجمہ:(اس وقت منافق اور کمزور دل کہنے لگے:اللہ تعالی اور اس کے رسول نے ہم سے دھوکے کا وعدہ کیا تھا۔)[الأحزاب: 12]

رہی بات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی کہ،انہیں تو پختہ یقین تھا کہ یہ امتحانات در حقیقت اللہ تعالی کی طرف سے آزمائشیں ہیں جسکے بعد اللہ تعالی کی مدد اور فتح ضرور حاصل ہوگی۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلَمَّا رَءَا ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلْأَحْزَابَ قَالُوا۟ هَـٰذَا مَا وَعَدَنَا ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَصَدَقَ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ

وَمَا زَادَهُمۡ إِلَّآ إِيمَٰنٗا وَتَسۡلِيمٗا﴾

ترجمہ: (جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے تو بولے انہیں کا وعدہ ہمیں اللہ تعالی نے اور اس کے رسول نے دیا تھا اور اللہ تعالی اور اسکے رسول سچے ہیں، یہ تو ایمان میں اور شیوہ فرمانبرداری میں اور بھی بڑھ گئے۔) [الأحزاب: 22]

لہذا تنگیوں، مشکلات اور پریشانیوں سے نکلنے کی راہ صرف اپنے رب کی ذات سے حسن ظن (اچھی امید) رکھنا ہے۔ ان تین صحابہ کرام کو دیکھیں جو ایک جنگ میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے، انہیں اس مشکل گھڑی سے نکالنے میں سوائے رب کی ذات میں اچھی امید کے اور کوئی چیز کام نہیں آئی۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَعَلَى ٱلثَّلَٰثَةِ ٱلَّذِينَ خُلِّفُواْ حَتَّىٰٓ إِذَا ضَاقَتۡ عَلَيۡهِمُ ٱلۡأَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ وَضَاقَتۡ عَلَيۡهِمۡ أَنفُسُهُمۡ وَظَنُّوٓاْ أَن لَّا مَلۡجَأَ مِنَ ٱللَّهِ إِلَّآ إِلَيۡهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيۡهِمۡ لِيَتُوبُوٓاْۚ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ﴾

ترجمہ: (اور اُن تینوں افراد پر بھی (اللہ تعالی نے رحمت کی نظر فرمائی اور انکی توبہ قبول کرلی) جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا تھا، یہاں تک کہ جب اُن پر یہ زمین اپنی ساری وسعتوں کے باوجود تنگ پڑ گئی، اُن کی زندگیاں اُن پر دوبھر ہو گئیں اور اُنہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ (کی پکڑ) سے خود اُسی کی پناہ میں آئے بغیر کہیں اور پناہ نہیں مل سکتی، تو پھر اللہ نے اُن پر رحم فرمایا، تاکہ وہ آئندہ اللہ تعالی ہی سے رُجوع کیا کریں یقین جانو اللہ تعالی بہت معاف کرنے والا بڑا مہربان ہے) [التوبة: 118]

یقیناً اللہ تعالی طاقتور اور قادر مطلق ہے جسے اپنے اولیاء اور انبیاء کرام کی نصرت و مدد کرنے سے کوئی چیز روک نہیں سکتی، اور اللہ تعالی کی مدد و نصرت پر پختہ یقین ہونا ہی وہ چیز ہے جسکے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿إِن يَنصُرۡكُمُ ٱللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمۡۖ وَإِن يَخۡذُلۡكُمۡ فَمَن ذَا ٱلَّذِي يَنصُرُكُم مِّنۢ بَعۡدِهِۦ﴾

ترجمہ: (اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر تمہاری مدد کرے۔) [آل عمران: 160]

اور اللہ تعالی بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے کہ جو اس پر ایمان لا کر نیک اعمال کرے اور اسکی رحمت کے سائبان سے پر امید رہے تو اللہ تعالی اسے ضرور بہ ضرور اپنی رحمت سے نوازے گا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**جب اللہ تعالی نے پورے جہاں کی تخلیق فرمالی تو عرش پر اپنے پاس رکھی کتاب میں یہ رقم فرمادیا کہ: میری رحمت میرے غضب پر غالب رہے گی**)۔(متفق علیہ)

اور جس کو معاشی تنگی کا سامنا ہو تو ایسی حالت میں وہ اپنے رب سے حسن ظن رکھے تو اسے کشادگیاں اور اچھائیاں ضرور نصیب ہونگی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(**جس شخص کو فقر اور تنگی نے گھیر لیا اور اسے دور کرنے کے لئے اس نے لوگوں سے امیدیں وابستہ کرلیں تو اسکا فقر وفاقہ کبھی ختم نہیں ہوگا لیکن جس شخص کو فقر و تنگی نے گھیر لیا اور اسے دور کرنے کے لئے اس نے لوگوں کے بجائے اللہ تعالی سے امیدیں وابستہ کر رکھیں تو اللہ تعالی اسکا فقر و فاقہ بھی دور فرمائے گا اور بہت جلد یا بدیر اسے رزق ضرور عطا فرمائے گا**)۔(رواہ الترمذی)

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ: اے میرے بیٹے! قرض کی ادائیگی میں آپکو کوئی مشکل پیش آئے تو میرے مولا کی طرف رجوع کرنا۔ بیٹا کہتا ہے میں اپنے والد صاحب کا مطلب سمجھا نہیں اسلئے پوچھا کہ ابا جان آپکے مولا کون ہیں؟ تو ابا جان نے فرمایا کہ: اللہ تعالی، بیٹے نے مزید بتایا کہ اللہ کی قسم مجھے جب کبھی ابا جان کے قرض کی ادائیگی میں کوئی مشکل در پیش آئی تو میں نے صرف یہ کہا، اے زبیر کے مولا انکے قرضے کی ادائیگی میں آسانی فرمادے، تو اللہ تعالی نے اسے فوری آسان فرمادیا۔ (صحیح بخاری)

اور اللہ تعالی وسیع مغفرت اور عطا والا ہے کہ اگر کسی شخص نے اللہ تعالی سے اچھی امید وابستہ کرکے

اپنے لئے مالداری، سخاوت اور مغفرت کا سوال کیا تو اللہ تعالی نے ضرور اسے عطا کیا۔ اللہ تعالی ہر روز رات کے آخری پہر میں آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور پکارتا ہے: (**ہے کوئی دعائیں مانگنے والا کہ میں قبول کروں، ہے کوئی سوال کرنے والا کہ میں اسے عطا کروں؟ ہے کوئی معافی کا طلبگار کہ میں اسے معاف کردوں**)۔ (متفق علیہ) اللہ تعالی کے ہاتھ اور خزانے بھرے ہوئے ہیں جو دن رات مسلسل خرچ کرتے رہنے سے بھی کم نہیں ہوتے۔ اللہ تو ایسا توبہ قبول فرمانے والا ہے جو اپنے بندے کی توبہ سے خوش ہوتا ہے وہ رات کو اپنے رحمت والے ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کے گنہگاروں کو معاف فرمادے اور دن کو بھی پھیلاتا ہے تاکہ رات میں گناہ کرنے والوں کے گناہ فرمادے، اور اللہ تعالی کی رحمت کا کمال ہے کہ جو بھی بندہ اسکے در پر آتا ہے وہ اسے خالی نہیں لوٹاتا۔ اور انسان کیلئے سب سے زیادہ اللہ تعالی سے اچھی امید وابستہ کرنے کا وقت وہ ہے جب اس کی وفات کا وقت قریب آجائے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(**مرتے وقت تم میں سے ہر شخص کا اللہ تعالی پر اچھا گمان ضرور ہونا چاہیے**)۔ (صحیح مسلم)

یہ جو ہم عبادتیں کرتے ہیں یہ اللہ تعالی کی فرمانبرداری کا بہترین مظہر ہیں اور یہی اسکی بندگی کا تقاضا ہے، اور درحقیقت بندے کو اپنے رب کی ذات سے وہی کچھ حاصل ہوگا جسکا وہ اللہ تعالی سے گمان رکھے گا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: (**میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں**)۔ (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (بندہ اپنے رب سے جب بھی کوئی اچھی امید کرتا ہے تو اللہ تعالی اسکی مراد ضرور پوری فرماتا ہے، اسلئے کہ خیر سارا کا سارا اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے۔)

جب کسی بندے کو اللہ تعالی سے اچھی امید جیسی نعمت عطا کردی جائے تو اللہ تعالی اسکے لئے دین میں بھلائی کے بڑے بڑے دروازے کھول دیتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (اس ذات کی قسم جسکے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں مومن بندے کو اللہ تعالی سے امید رکھنے سے بڑھ کر کوئی اور نعمت نہیں عطا کی گئی۔) اور انسانوں کے اعمال کی قدروقیمت اللہ تعالی سے حسن ظن کے بقدر ہی ہے۔

پس جو مومن ہوتا ہے وہ اپنے رب سے اچھی امیدیں وابستہ کر کے نیک عمل کرتا ہے اور کافر شخص اپنے رب سے بری امیدیں وابستہ کر کے برے عمل کرتا رہتا ہے۔ یہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں اسلام کی خوبصورتی اور اسکا کمال ہے اور یہی عبادت در حقیقت جنت کا راستہ ہے۔ یہ ایسی قلبی عبادت ہے جس سے اللہ تعالی پر پختہ توکل اور اعتماد نصیب ہوتا ہے۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (حسن ظن اور اچھی امید کے بقدر ہی تیرا رب پر توکل مضبوط ہوگا۔) یہی وجہ ہے کہ بعض علماء نے حسن ظن کو توکل سے تعبیر کیا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ رب تعالی سے اچھی امید ہی وہ راستہ ہے جو توکل تک پہنچاتا ہے۔ اسلئے کہ جب تک بندے کا رب کی ذات سے حسن ظن قائم نہیں ہوتا اس وقت تک توکل کی نعمت میسر ہونے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا، اور ظاہر ہے کہ جس سے آپکی اچھی امید تک قائم نہیں اس پر توکل کیسے کر سکتے ہو؟ اور اس عبادت کی تاثیر یہ ہے کہ: دلی اطمینان نصیب ہوتا ہے، اللہ تعالی کی طرف توجہ مبذول رہتی ہے اور بندہ اللہ تعالی طرف توبہ تائب ہوتا ہے۔ اور ایمان کے بعد جس عمل سے دلی سکون اور شرح صدر نصیب ہوتا ہے وہ اللہ تعالی سے حسن ظن اور اچھی امیدیں وابستہ رکھنا اور حسن ظن میں نیک شگونی بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(**بیماری کا متعدی ہونا اور بد شگونی لینا یہ لغو بات ہے البتہ مجھے اچھی فال پسند ہے**)۔ (متفق علیہ)

امام حلیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (''**تشاؤم**'' کا معنی ہے اپنے رب سے بد گمانی اور ''**تفاؤل**'' کا معنی اپنے رب کی ذات سے حسن ظن۔)۔ اور یہ حسن ظن وہ چیز ہے جو انسان کو سخاوت اور شجاعت پر آمادہ کرتی ہے، اور اس سے ایمانی قوت نصیب ہوتی ہے۔ حضرت ابو عبداللہ الساجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (جس نے اللہ پر پختہ بھروسہ کیا اسنے اپنی قوت کو مزید بڑھا دیا اور یہی بہتر زاد راہ اور بہتر تیاری ہے۔) حضرت سلمہ بن دینار رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ: اے ابو حازم! آپکی جمع پونجی کیا ہے؟ جواب دیا کہ: (اللہ پر بھروسہ اور لوگوں سے مکمل مایوسی۔) حسن ظن کا ایک فائدہ یہ ہے کہ بندے کا دل سخی ہو جاتا ہے اور اللہ تعالی کے اس قول کے مطابق مال خرچ کرنے میں وہ بلکل پیچھے نہیں ہٹتا۔

﴿وَمَآ أَنفَقۡتُم مِّن شَيۡءٖ فَهُوَ يُخۡلِفُهُۥ﴾

ترجمہ:(اور جو چیز تم اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے میں اور دے گا۔)[سبأ: 39]

امام سلیمان الدارانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:(جو بندہ اپنے رزق کے معاملے میں اللہ تعالی پر پختہ یقین رکھے گا تو اسکے اچھے اخلاق اور نرم طبیعت میں مزید اضافہ ہوگا،اسکی قوت برداشت بڑھ جائے گی،اور اسکا دل سخی ہو جائے گا اور وہ شخص نماز میں وسوسوں سے محفوظ رہے گا۔) یہ حسن ظن اللہ تعالی سے امید اور اسکے وعدوں پر یقین میں اضافے کا باعث بنتا ہے،اور پھر وہ اللہ تعالی پر امید کرتے ہوئے اچھے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَا يَفۡعَلُواْ مِنۡ خَيۡرٖ فَلَن يُكۡفَرُوهُ﴾

ترجمہ:(اور جو کچھ کرینگے وہ لوگ نیک کام اسکی ہر گز ناقدری نہ ہوگی) [آل عمران: 115]

اور اللہ تعالی بھی اپنے بندوں کے ساتھ انکے حسن ظن کے بقدر ہی معاملہ فرماتا ہے، جس نے اچھا گمان کیا اسکے لئے اچھائی ہو گی اور جس نے برا گمان کیا اسنے سراسر اپنا ہی نقصان کیا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

(میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں اب اسکی مرضی ہے جیسا گمان رکھے، اگر اچھا گمان کرے گا تو ویسا ہی پائے گا اور اگر برا گمان کرے گا تو بھی ویسا ہی پائے گا)(مسند احمد)

جب بندہ اللہ تعالی سے اچھی امید وابستہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے کبھی خالی نہیں لوٹاتا اور قیامت کے روز بھی اپنے رب پر حسن ظن رکھنے والا کہے گا:

﴿هَآؤُمُ ٱقۡرَءُواْ كِتَٰبِيَهۡ ۞ إِنِّي ظَنَنتُ أَنِّي مُلَٰقٍ حِسَابِيَهۡ ۞ فَهُوَ فِي عِيشَةٖ رَّاضِيَةٖ ۞ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٖ﴾

ترجمہ: (وہ کہنے لگے گا کہ لو میرا نامہٗ اعمال پڑھو ٭ مجھے تو کامل یقین تھا مجھے اپنا حساب ملنا ہے۔ ٭ پس وہ ایک دل پسند زندگی میں ہوگا۔ ٭ بلند و بالا جنت میں۔)[الحاقة: 19-22]

اس تفصیل کے بعد یہ کہ۔۔۔اے مسلمانوں!

اللہ تعالی کریم ہے، کبریائی والا ہے، طاقت والا ہے عظمت والا ہے۔ وہ جب کسی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو کہتا ہے کہ: (**ہو جا پس وہ کام ہو جاتا ہے**) اس اللہ تعالی نے اپنی کتاب کی حفاظت اور اپنے دین کی نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور اچھی عاقبت صرف اہل تقوی کے لئے رکھی ہے، جسے چاہتا ہے وہ روزی بلا حساب عنایت فرماتا ہے اور وہی ہر اس بندے کی مشکلات کو حل فرماتا ہے جو اسکی طرف رجوع کرے۔ اور جس بندے کا اللہ تعالی کے متعلق جتنا زیادہ علم ہوگا اتنا ہی اسے اپنے رب کی ذات پر یقین میں اضافہ ہوگا، اور جس شخص نے اللہ تعالی سے بری امیدیں وابستہ کی وہ در حقیقت اللہ تعالی کے اسماء حسنیٰ اور اسکی اعلی صفات سے جہالت کا ہی نتیجہ ہے اور ایسا کرنا اہل جاہلیت کی صفات ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يَظُنُّونَ بِٱللَّهِ غَيْرَ ٱلْحَقِّ ظَنَّ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ﴾

ترجمہ: (وہ اللہ تعالی کے ساتھ ناحق جہالت بھری بد گمانیاں کر رہے تھے۔)[آل عمران: 154]

اور اللہ تعالی کے اسماء وصفات پر ایمان لانے کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ حسن ظن، اللہ تعالی پر اعتماد اور اپنے تمام معاملات اللہ تعالی کے سپرد کرنے جیسی صفات نصیب ہو جاتی ہیں۔۔۔۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے

﴿فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾

ترجمہ: (کیا گمان ہے تمہارا رب العالمین کے بارے میں؟)[الصافات: 87]

اللہ تعالی مجھے اور آپکو قرآن کریم کے ذریعے برکتیں عطا فرمائے۔

دوسرا خطبہ

اللہ تعالیٰ کے احسانات پر اسکا شکر۔۔۔۔۔۔

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے حقیقی حسن ظن تو آپکے اچھے عمل سے ہی ظاہر ہوگا، اور یہ زیادہ فائدہ مند اس وقت ہوگا جب آپ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں گے، اور رب سے اچھا گمان زیادہ اسی کا ہوگا جو اللہ تعالیٰ کا زیادہ فرمانبردار ہوگا، اور جیسے جیسے حسن ظن میں اضافہ ہوگا ویسے ہی اسکا عمل بھی حَسین ہوگا اور جتنا برا گمان ہوگا اتنا ہی بد عملی میں اضافہ ہوگا، اور جیسے جیسے گناہوں کے ساتھ حسن ظن منسلک ہوگا اتنا ہی انسان اللہ تعالیٰ کے مکر وتدبیر سے امان میں رہے گا، باقی حسن ظن اگر کسی بندے کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف لے آئے تو یہ نفع بخش ہے اور اگر حسن ظن میں کمی واقع ہو جائے تو بندے کے گناہ مزید بڑھ جاتے ہیں۔

اور پھر یہ بھی ذہن نشین کرلو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے نبی کریم ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

عقیدۂ توحید کو بگاڑنے والے امور (*)

بیشک تمام تعریفیں اللہ تعالی ہی کے لئے ہیں۔۔۔

حمد صلاۃ کے بعد یہ کہ ۔اللہ کے بندوں اللہ تعالی سے ڈرتے رہو جسطرح اللہ تعالی سے ڈرنے کا حق ہے اور اسلام کے ستون کو مضبوطی سے تھام کر رکھو۔

اے مسلمانو! انسان کی سعادت، کمال بندگی میں ہے،اور حقیقی بندگی اسی وقت حاصل ہو گی جب انسان کا عمل خالصتا اللہ تعالی کے لئے ہو اور نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق ہو، اگر انسان کوئی ایسا عمل کرتا ہے جو اللہ تعالی کی رضا کیلیئے نہ ہو تو وہ عمل بیکار ہے۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا۟ مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا﴾

ترجمہ:(اور انہوں نے جو کوئی عمل کیا ہو گا ہم نے اس کی طرف متوجہ ہو کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا۔)[الفرقان: 23]

اور اگر عمل اخلاص پر مبنی ہو لیکن اس میں نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی اتباع شامل نہ ہو تو ایسا عمل بھی مردود اور ناقابل قبول ہو گا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے حکم کے مطابق نہ ہو تو وہ مردود اور ناقابل قبول ہے**)۔(صحیح مسلم) اگر عمل اخلاص پر مبنی اور سنت کے مطابق ہو گا تو وہ اللہ تعالی کے نزدیک قابل قبول ہو گا۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّٰتُ ٱلْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾

ترجمہ:(بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام بھی کیے تو انکے لئے جنت الفردوس کے باغات

(*) یہ خطبہ میں نے مسجد نبوی میں جمعہ کے دن بتاریخ 28 ذی القعدہ 1426 ھجری کو دیا تھا۔

کی مہمانی ہے"۔)[الکھف: 107]

دین اسلام تو قائم ہی توحید کے اقرار اور غیر اللہ کے انکار پر ہے، ان دونوں باتوں کے بغیر انسان کا اسلام درست ہی نہیں جس میں معبودان باطلہ سے براءت اور خالص اللہ تعالی کی بندگی کا اقرار ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فَمَن يَكۡفُرۡ بِٱلطَّٰغُوتِ وَيُؤۡمِنۢ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱسۡتَمۡسَكَ بِٱلۡعُرۡوَةِ ٱلۡوُثۡقَىٰ لَا ٱنفِصَامَ لَهَاۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾

ترجمہ: (پس جو شخص طاغوت (ماسوائے اللہ) کا انکار کرکے اللہ تعالی پر ایمان لے آئے گا تو اس نے ایک مضبوط کڑے کو تھام لیا جس کے ٹوٹنے کا کوئی امکان نہیں اور اللہ خوب سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے) [البقرۃ: 256]

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (**جس شخص نے اقرار کیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ تعالی کے علاوہ جس کی بھی عبادت کی جاتی ہے اسکا انکار کیا تو اسکا مال اور خون (لوگوں پر) حرام ہو جاتا ہے اور اسکے دل کا حساب اللہ تعالی کے حوالے ہے**)۔ (صحیح مسلم)۔

اسلام میں سب سے بڑا حکم عقیدہ توحید کا حکم ہے اور سب سے بڑا کام جس سے روکا گیا ہے وہ شرک سے منع ہے۔ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ: "سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (**آپ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں حالانکہ اسی خدا نے تجھے پیدا فرمایا**)۔ (متفق علیہ)

تمام انبیائے کرام کی ساری دعوت اللہ تعالی کی وحدانیت اور شرک کی نفی پر متفق ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِي كُلِّ أُمَّةٖ رَّسُولًا أَنِ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ وَٱجۡتَنِبُواْ ٱلطَّٰغُوتَۖ﴾

ترجمہ: (اور بے شک ہر امّت میں ہم نے رسول بھیجا کہ لوگو صرف اللہ تعالی کو پوجو اور شیطان اور

معبودان باطلہ سے بچو۔)[النحل: 36]

جو انسان اپنے اللہ تعالی کی عبادت کا پابند بن جائے جسطرح اسے حکم دیا گیا ہے تو وہ اپنی جان، مال، اولاد اور گھر کے متعلق مکمل امن میں آجائے گا، اور قبر و حشر اور حساب میں بھی ہر طرح سے محفوظ رہے گا۔" ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَلَمۡ يَلۡبِسُوٓاْ إِيمَٰنَهُم بِظُلۡمٍ أُوْلَٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلۡأَمۡنُ وَهُم مُّهۡتَدُونَ﴾

ترجمہ: (جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں شرک کی آمیزش نہیں کی تو انہیں لوگوں کے لیے امان ہے اور وہی راہ راست پر ہیں۔)[الأنعام: 82]

حقیقی توحید گناہوں کو ختم کر دیتی ہے اور خطاؤں کو مٹا دیتی ہے اور انسان کو جہنم میں جانے سے بچا لیتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اللہ تعالی نے اس شخص پر جہنم کو حرام کر دیا ہے جس نے لا الہ الا اللہ کا صدق دل سے اقرار کیا اور اسی کلمے کے ذریعے اللہ تعالی کی خوشنودی تلاش کرتا رہا۔** (متفق علیہ)

اور جس شخص نے واجب اور مستحب ہر قسم کی توحید کو اپنا لیا وہ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوگا، اور نبی کریم ﷺ نے ایسے لوگوں کی اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: (**یہ وہ لوگ ہونگے جو دم بھی نہیں کروائیں گے، اور نہ ہی فالیں نکلوائیں گے اور نہ ہی اپنے جسموں پر آگ سے داغ لگوائیں گے، انکا بھروسہ صرف اپنے رب کی ذات پر ہوگا۔**(متفق علیہ)، یہ وہ لوگ ہیں جنکے دل صرف اللہ تعالی سے وابستہ ہیں اور انہوں نے اپنے تمام معاملات صرف اللہ تعالی کے سپرد کر رکھے ہیں۔

شرک کا انجام انتہائی خطرناک ہے، یہ آپکے عملوں کو ضائع کر دیتا ہے اور اللہ تعالی کو ناراض کر دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلَقَدۡ أُوحِيَ إِلَيۡكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكَ لَئِنۡ أَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلۡخَٰسِرِينَ﴾

ترجمہ: (اور یہ حقیقت ہے کہ آپ سے اور آپ سے پہلے تمام پیغمبروں سے وحی کے ذریعے یہ بات کہہ دی گئی تھی کہ اگر تم نے شرک کا ارتکاب کیا تو تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے گا، اور تم یقینی طور پر سخت نقصان اُٹھانے والوں میں شامل ہو جاؤگے) [الزمر: 65]

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**جو ایسی حالت میں مرا کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہراتا ہوگا تو وہ جنھم میں داخل ہوگا۔**) بلکہ یہ گناہ تو ایسا ہے کہ بندے کو دائمی جہنمی بنادیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغۡفِرُ أَن يُشۡرَكَ بِهِۦ وَيَغۡفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ﴾

ترجمہ: (بیشک اللہ تعالی اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے، اور اس سے کمتر ہر گناہ کی جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔)[النساء: 116]

اسلئے کہ شرک ایسا گناہ ہے جو دنیا و آخرت دونوں میں ہلاکت کا سبب ہے، اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بھی اسی شرک سے محفوظ رہنے کی دعا کی:

﴿وَٱجۡنُبۡنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعۡبُدَ ٱلۡأَصۡنَامَ﴾

ترجمہ: (اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی عبادت کرنے سے بچائے رکھ) [ابراھیم: 35]

حضرت ابراہیم التیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (**حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد اور کون ہو سکتا ہے جو شرک سے بے خوف ہو جائے؟**)۔ سب سے اچھی بات جس کی طرف دعوت دی جانی چاہیئے وہ کلمہ توحید اور اسکا مدلول و مفہوم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: (**بیشک آپ ایسی قوم کے پاس جارہے ہیں جو اہل کتاب ہے چنانچہ سب سے پہلے آپ نے انکو "لا الہ الا اللہ" کی طرف دعوت دینی ہے۔**) (متفق علیہ)۔ جس شخص نے بھی غیر اللہ کو پکارا اور اسکی عبادت کی تو اس نے اپنے آپ پر بہت بڑا ظلم کیا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلَا تَدۡعُ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَۖ فَإِن فَعَلۡتَ فَإِنَّكَ إِذٗا مِّنَ ٱلظَّٰلِمِينَ﴾

ترجمہ: (اور اللہ کے سوا اس کی عبادت نہ کر جو نہ تجھے نفع دے سکے اور نہ تجھے نقصان پہنچا سکے پھر اگر تو ایسا کرے گا تو اس وقت تو ظالموں میں سے ہو گا) [یونس: 106]

اور جس کسی نے بھی کسی بت کے سامنے گھٹنے ٹیکے یا کسی قبر پر جا کر جھکا کہ اس سے اسکو کوئی فائدہ ہو گا تو اسنے ناممکن چیز مانگنے کی کوشش کی اور چٹیل میدان میں نظر آنے والی ریت کی چمک کو پانی سمجھ لیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَنۡ أَضَلُّ مِمَّن يَدۡعُواْ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَن لَّا يَسۡتَجِيبُ لَهُۥٓ إِلَىٰ يَوۡمِ ٱلۡقِيَٰمَةِ وَهُمۡ عَن دُعَآئِهِمۡ غَٰفِلُونَ * وَإِذَا حُشِرَ ٱلنَّاسُ كَانُواْ لَهُمۡ أَعۡدَآءٗ وَكَانُواْ بِعِبَادَتِهِمۡ كَٰفِرِينَ﴾

ترجمہ: (اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ تعالی کے سوا ایسوں کو پوجے جو قیامت تک اس کی نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں۔)[الأحقاف: 5]

ترجمہ: (اور جب لوگوں کا روز قیامت حشر ہو گا تو وہ بت ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت سے منکر ہو جائیں گے۔)[الأحقاف: 6]

اور مردہ لوگوں کو پکارنا اور ان سے اپنی حاجات مانگنا ایسا عمل ہے کہ نہ تو انکی پکار سنی جاتی ہے اور نہ ہی ان مانگنے والوں کی مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿وَٱلَّذِينَ تَدۡعُونَ مِن دُونِهِۦ مَا يَمۡلِكُونَ مِن قِطۡمِيرٍ * إِن تَدۡعُوهُمۡ لَا يَسۡمَعُواْ دُعَآءَكُمۡ وَلَوۡ سَمِعُواْ مَا ٱسۡتَجَابُواْ لَكُمۡۖ وَيَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ يَكۡفُرُونَ بِشِرۡكِكُمۡۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيرٖ﴾

ترجمہ: (جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں * اگر تم

انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر وہ سن بھی لیں تو تمہیں جواب نہیں دے سکتے۔ بلکہ قیامت کے دن تمہارے شریک اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے آپ کو کوئی بھی اللہ تعالیٰ جیسا خبردار خبریں نہ دے گا۔)[فاطر: 13،14]

اسکے علاوہ فوت شدگان اور نیک لوگوں کی عقیدت میں غلو ہی وہ چیز ہے جس نے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو کفر کی طرف دھکیلا اور دین اسلام سے انہیں دور کیا، جبکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس سے منع فرماتے ہوئے فرمایا: (**دین کے معاملے میں غلو سے بچو، بیشک تم سے پہلے جو قومیں ہلاک ہوئیں وہ دین میں غلو کے سبب ہی ہلاک ہوئیں۔**)اور مخلوق میں سب سے بدترین وہ لوگ ہیں جو کسی قبر پر مجاور بن کر بیٹھیں اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس سے دعائیں کریں۔" نبی کریم ﷺ نے حضرت ام سلمہ سے ارشاد فرمایا: (**یہ لوگ جب انکا کوئی نیک آدمی (یا یہ فرمایا کہ نیک بندہ) فوت ہو جاتا تو اسکی قبر پر مسجد بنادیتے اور اس میں تصویریں نصب کر دیتے، خبردار! یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین لوگ ہیں**)۔(متفق علیہ)اور جادو ایسی چیز ہے جو ایمان کے نور کو ختم کر دیتا ہے اور دین اسلام کو منہدم کر دیتا ہے۔" اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ عَلِمُوا۟ لَمَنِ ٱشْتَرَىٰهُ مَا لَهُۥ فِى ٱلْـَٔاخِرَةِ مِنْ خَلَـٰقٍ﴾

ترجمہ: (انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا تو آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں) [البقرۃ: 102]

اور کاہنوں کے پاس جانا دین میں فساد اور اور عقل میں نقص کا باعث ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ٱلْغَيْبَ إِلَّا ٱللَّهُ﴾

ترجمہ: (آپ فرمادیجئے کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی غیب جاننے والا نہیں ہے) [النمل: 65]

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**جو شخص کسی کاہن یا نجومی کے پاس آیا اور اسکی باتوں کی تصدیق**

کی تو گویا اس نے حضرت محمد ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت کا انکار کیا)۔(مسند احمد) اور تعویذ جو کڑوں یا دھاگوں یا سیپیوں وغیرہ کی شکل میں ہو تو یہ ساری چیزیں پہننے والے شخص کے اللہ تعالی پر ایمان و توکل کو انتہائی کمزور کر دیتی ہیں۔" نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل کا کڑا پہنا دیکھا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ: یہ کیا ہے؟ اسنے کہا کہ یہ بیماری کے سبب پہنا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اسے اتار دو، یہ تو آپکی بیماری میں اور اضافہ کردیگا، اور اگر یہ پہنے آپ مر گئے تو کبھی کامیاب نہیں ہونگے ۔(مسند احمد) اور یہ تعویذ لٹکانا اللہ تعالی کے ساتھ شرک کے زمرے میں آتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (جس شخص نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا)۔(مسند احمد) اور جو کوئی چیز لٹکاتا ہے اللہ تعالی اس بندے کو اسی چیز کے سپرد کر دیتا ہے پھر وہ ہلاک ہو جاتا ہے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: (جس نے کوئی چیز لٹکائی تو اسے اسی چیز کے سپرد کر دیا جاتا ہے)(ترمذی اور مسند احمد)۔ اسکے علاوہ یہ کہ، نہ تو پتھروں اور درختوں سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے اور نہ ہی انکے ذریعے کوئی تبرک حاصل کیا جاسکتا، کیونکہ وہ بھی تو مخلوق ہیں اور کسی قسم کے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں۔" قربانی کرکے جانور کا خون بہانہ صرف اور صرف اللہ تعالی کے لئے ہی لائق ہے لہذا جس نے غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کیا وہ شرک کے کیچڑ میں واقع ہو گیا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اللہ تعالی کی لعنت ہو اس پر جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے اور اللہ تعالی کی لعنت ہو اس پر جو اپنے والدین پر لعنت بھیجے اور اللہ تعالی کی لعنت ہو اس پر جو زمین کے نشانات تبدیل کرے اور اللہ تعالی کی لعنت ہو اس پر جو کسی بدعتی کو ٹھکانہ دے)۔(صحیح مسلم)

نذر و نیاز بھی ایک قسم کی عبادت ہے جو غیر اللہ کے لئے نہیں کی جاسکتی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (جس شخص نے اللہ تعالی کی فرمانبرداری کی نذر مانی ہو اسے چاہئے کہ وہ نذر پوری کرے اور جس شخص نے اللہ تعالی کی نافرمانی کی نذر مانی ہو تو اسکو چاہئے کہ وہ اللہ تعالی کی نافرمانی ہرگز نہ کرے)(صحیح بخاری) اور جو شخص اللہ تعالی سے پناہ طلب کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے اپنی پناہ میں رکھتا ہے اور جو شخص غیر

اللہ کی پناہ مانگتا ہے تو اللہ تعالی اسے ذلیل ورسوا کر دیتا ہے۔" نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**جو شخص کسی جگہ پر ٹھہرے اور یہ دعا پڑھ لے کہ: ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ))** ترجمہ: "میں اللہ تعالی کے کامل کلمات کے ذریعے ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو اُس نے پیدا کی ہے" **تو وہاں سے کوچ کرنے تک اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی**)۔ (صحیح مسلم)، اور جب آپ پر زمانے کی ستم ظریفیاں اور وقت کے مصائب آن پڑیں تو کسی غیر اللہ سے مدد طلب نہ کر اور نہ ہی غیر اللہ کو پکار اور نہ ہی کسی قبر پر میت کے سامنے اور لحد میں بوسیدہ ہڈیوں کے سامنے جھکنا شروع کر، بلکہ اپنی حاجت وضرورت اسی سے مانگ جو آسمانوں میں ہے، کیونکہ وہیں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔" اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ﴾

ترجمہ: (بے کس کی پکار کو جبکہ وہ اللہ تعالی کو پکارے کون قبول کر کے اسکی سختی کو دور کر دیتا ہے۔) [النمل: 62]

اور مصائب میں اس سے فرار ہونے کی کوئی راہ نہیں ہے:

﴿أَحَسِبَ ٱلنَّاسُ أَن يُتْرَكُوٓاْ أَن يَقُولُوٓاْ ءَامَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ﴾

ترجمہ: (کیالوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انکے صرف یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لائے ہیں وہ چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔) [العنکبوت: 2]

اگر آپکو کبھی مصیبت آگھیرے تو اسے آپ خندہ پیشانی سے قبول کریں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَن يُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُۥ﴾

ترجمہ: (اور جو اللہ پر ایمان لائے تو اللہ اس کے دل کو ہدایت فرما دے گا) [التغابن: 11]

حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (اس سے مراد وہ شخص ہے جسے کوئی مصیبت آن پہنچتی ہے تو اسے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے تو وہ اس پر راضی رہتا ہے اور اسے تسلیم کرتا ہے)۔

جو کچھ آپ کی تقدیر میں لکھا جاچکا ہے اس پر ناراض مت ہوں، کیوں کہ آپکی ناراضگی سے وہ کبھی مٹ نہیں سکے گا، اور بچیں اس بات سے کہ آپ تقدیر کے معاملے میں "لو" یعنی "اگر" کا لفظ استعمال کریں، کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ایک قسم کا وار ہوتا ہے۔" نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اِحْرِصْ علی ماینفعک، واسْتَعِنْ باللہ ولا تَعجِزْ وإنَّ أصابک شيءٌ فلا تقل: لو أنِّي فعلتُ کان کذا وکذا، ولکن قُلْ: قدَرُ اللہِ وَمَاشَاءَ فَعَلَ، فإنَّ "لَوْ" تَفتحُ عَمَلَ الشَّیطانِ)

ترجمہ: (جو چیز تمہیں دین وآخرت کے اعتبار سے نفع پہنچانے والی ہو اس پر توجہ رکھو، اللہ تعالیٰ سے نیک عمل کرنے کی مدد و توفیق طلب کرو اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مت بیٹھو۔ نیز اگر تمہیں کوئی مصیبت وآفت آن پہنچے تو یوں نہ کہو اگر میں اس طرح کرتا تو ایسا ہوتا بلکہ زبان قال یا زبان حال سے یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ نے یہی مقدر میں لکھا تھا)۔

اور یہ اس لئے کہ "اگر" کا لفظ جب، تقدیر الٰہی کے سامنے استعمال ہوتا ہے تو شیطان کے عمل دخل کا دروازہ کھول دیتا ہے)۔ (صحیح مسلم) پس اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کردو اور جان لو کہ آپکو دنیا کا اتنا ہی حصہ ملے گا جو اللہ تعالیٰ نے آپکے نصیب میں لکھ رکھا ہے۔

﴿قُل لَّن يُصِيبَنَآ إِلَّا مَا كَتَبَ ٱللَّهُ لَنَا﴾

ترجمہ: (کہہ دو کہ اللہ نے ہمارے مقدر میں جو تکلیف لکھ دی ہے، ہمیں اُس کے سوا کوئی اور تکلیف ہرگز نہیں پہنچ سکتی) [التوبة: 51]

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: (اے میرے بیٹے! آپ اس وقت تک ایمان کی مٹھاس محسوس نہیں کرسکتے جب تک یہ یقین نہ کرلیں کہ جو آپکو ملنے والا ہے وہ کبھی ٹل نہیں سکتا اور جو نہیں ملا وہ آپکے مقدر میں نہ تھا)۔" دل اور دیگر اعضاء سے صرف ظاہری اسباب پر مکمل اعتماد کرلینا بھی توحید میں بگاڑ کا سبب ہے اور اسباب کو بالکل چھوڑ دینا بھی عاجزی ہے۔ البتہ اللہ تعالی پر

توکل کرتے ہوئے جائز اسباب اختیار کرنا بھی ضروری ہے اور اللہ تعالی پر توکل کے ذریعے ہی ہر مشکل آسان ہوتی ہے اور رزق کے دروازے کھلتے ہیں اور تنگیاں دور ہوتی ہیں۔" اور اللہ تعالی کی تدبیر سے بے خوف ہو جانا مغروری ہے۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿أَفَأَمِنُوا۟ مَكْرَ ٱللَّهِ ۚ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ ٱللَّهِ إِلَّا ٱلْقَوْمُ ٱلْخَٰسِرُونَ﴾

ترجمہ: (کیا وہ امن میں (یا بے خوف) ہیں اللہ تعالی کی چال سے؟ اللہ تعالی کی چال سے کوئی اپنے آپ کو امن میں محسوس نہیں کرتا مگر وہی لوگ جو خسارہ پانے والے ہیں۔)[الأعراف: 99]

اور اللہ تعالی کی رحمت سے ناامید ہونا مایوسی ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَن يَقْنَطُ مِن رَّحْمَةِ رَبِّهِۦٓ إِلَّا ٱلضَّآلُّونَ﴾

ترجمہ: (اپنے رب تعالی کی رحمت سے ناامید تو صرف گمراہ لوگ ہی ہوتے ہیں۔)[الحجر: 56]

اور محبت کے ساتھ امید اور خوف کو جمع کرنا ہی راہ اعتدال ہے۔" شرک کے کچھ ایسے خفیہ دروازے ہیں جس سے بندے کو داخل کروانے کی شیطان پوری کوشش کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (میں سب سے زیادہ جس چیز کا اپنی امت پر خوف کھاتا ہوں وہ "شرک اصغر" چھوٹا شرک ہے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے مراد "ریاکاری" ہے۔)۔(مسند احمد) اور ریاکاری تو نیک عمل کرنے والے بندے کے لئے ایک قسم کی بیماری ہے جو نیک اعمال کو برباد کر دیتی ہے اور اللہ تعالی کو ناراض کر دیتی ہے۔اور یہ نیک لوگوں کے لئے فتنہ دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ اَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِيْ مِنَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ؟)) قَالَ قُلْنَا: بَلٰى۔ فَقَالَ: الشِّرْكُ الْخَفِيُّ اَنْ يَقُوْمَ الرَّجُلُ يُصَلِّيْ فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ لِمَا يَرٰى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ)

ترجمہ: (میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دوں جو میرے نزدیک تمہارے لیے مسیح دجال سے بھی زیادہ

خوفناک ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: کیوں نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شرکِ خفی ہے یعنی جب کوئی شخص نماز ادا کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو صرف اس لیے اس نماز کو اچھی طرح سے ادا کرتا ہے کہ کوئی شخص اس کو دیکھ رہا ہے۔)(سنن ابن ماجہ)

نیک عمل کا مقصد تو صرف اللہ تعالی کی خوشنودی اور ثواب کی امید ہوتی ہے نہ کہ دنیا کی رونق و رنگینیاں، اسلئے جس شخص نے نیک عمل کے ذریعے اپنے دل کو رب کی رضا کے بجائے دنیاوی مفادات کی طرف پھیر دیا اسکے سارے اعمال برباد ہوگئے اور آخرت میں بھی وہ خسارے والوں میں سے ہوگا۔" اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿مَن كَانَ يُرِيدُ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَٰلَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۞ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِى ٱلْءَاخِرَةِ إِلَّا ٱلنَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا۟ فِيهَا وَبَٰطِلٌ مَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾

ترجمہ: (جو دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہو تو ہم دنیا میں انہیں ان کے کل اعمال کا پورا بدلہ دے دیں گے اور انہیں دنیا میں کچھ کم نہ دیا جائے گا۔)[هود: 15]

ترجمہ: (یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور اکارت گیا جو کچھ وہ وہاں کرتے تھے اور برباد ہوئے جو ان کے عمل تھے۔)[هود: 16]

مسلمانوں کے دلوں میں باری تعالی کی ذات سے بڑھ کر کوئی محبوب ذات نہیں اور نہ ہی اس سے بڑھ کر کوئی اور اہم ہے، پس اسی کی دلوں میں بڑائی اور کبریائی ہے، اور اسی کی سچی محبت ہے، اسی اکیلے کی ذات کی قسم اٹھائی جاسکتی ہے جبکہ اسکے علاوہ کسی کی بھی قسم اٹھانا شرک ہے اگرچہ وہ خانہ کعبہ کی ہو یا پیغمبر کی یا امانت داری کی یا کسی ولی اور بزرگ کی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**جس شخص نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا، یا یہ فرمایا کہ اس نے کفر کیا۔**)(رواہ الترمذی) یاد رہے کہ بار بار قسمیں کھانا دلوں میں موجود اللہ تعالی کی عظمت و ہیبت کے منافی ہے، اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اگرچہ وہ سچی ہی

کیوں نہ ہوں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاحْفَظُوٓا أَيْمَٰنَكُمْ﴾

ترجمہ:(اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو) [المائدۃ: 89]

اور جھوٹی قسم سے تو بالکل بچو کیونکہ یہ انسان کو گناہوں میں ڈبو دینے والی ہے۔" اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا تقاضہ ہے کہ جو اللہ کی قسم اٹھائے اسکی بات مان لی جائے اگرچہ پتہ بھی ہو کہ وہ جھوٹی قسم اٹھا رہا ہے) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**اپنے آباء واجداد کی قسمیں مت کھاؤ، جو اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے اسے چاہئیے کہ سچی قسم کھائے اور جسکے لئے اللہ کی قسم کھائی جائے اسے چاہئے کہ وہ راضی ہو جائے اور جو اللہ کی قسم پر بھی راضی نہیں ہو گا اسکا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہے**)(رواہ ابن ماجہ)۔اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا یہ بھی تقاضہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگے اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹانا چاہئے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**جو تم سے اللہ تعالیٰ کے نام پر پناہ طلب کرے اسے پناہ دے دو اور جو تم سے اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگے اسے عطا کر دو اور جو تمہاری دعوت کرے اسکی دعوت کو قبول کرو**)۔(رواہ ابوداود)

زمانے کی مذمت کرنا اور اسے برا بھلا کہنا رب العالمین کو اذیت دینے کے مترادف ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (**يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ، بِيَدِي الْأَمْرُ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ**) ترجمہ: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے، زمانے کو بُرا بھلا کہتا ہے۔ حالانکہ میں ہی زمانہ کا پیدا کرنے والا ہوں۔ میرے ہی ہاتھ میں ہے سب کچھ، میں جس طرح چاہتا ہوں رات اور دن کو پھیرتا رہتا ہوں)(صحیح بخاری)

اس دین کی خاطر ہی تو زمین و آسمان معرض وجود میں آئے اور جنت و جہنم کو تیار کیا گیا ہے، لہٰذا اس دین کے ساتھ یا اسکے احکامات یا دین داروں کے ساتھ مذاق اڑانے سے انسان دین سے خارج ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۞ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ﴾

ترجمہ: (اور اگر تم ان سے دریافت کرو تو کہیں گے کہ ہم یونہی بات چیت اور دل لگی کر رہے تھے، کہہ دو کیا اللہ تعالی سے اور اس کی آیات سے اور اس کے رسول سے تم ہنسی مذاق کرتے ہو) [التوبة: 65]

ترجمہ: (بہانے مت بناؤ ایمان کے بعد تم کافر ہو گئے ہو) [التوبة: 66]

اللہ تعالی کے بارے میں بد گمانی مت کرو کہ مجھے میرا حق پورا نہیں دیا گیا اور نہ ہی کسی اور کو اللہ تعالی کی طرف سے دی گئی نعمت کو حقیر جانو، کیونکہ یہ جاہلیت والی باتیں ہیں۔ پس جو کچھ اس کائنات میں ہے وہ سب اللہ تعالی کے حکم اور اسکی حکمت کے مطابق ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِن شَيْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ﴾

ترجمہ: (وہ اللہ تعالی کے ساتھ ناحق گمان کرتے تھے جو (محض) جاہلیت کے گمان تھے، وہ کہتے ہیں: کیا اس کام میں ہمارے لیے بھی کچھ (اختیار) ہے؟ فرمادیں کہ سب اختیارات اللہ تعالی ہی کے ہاتھ میں ہے) [آل عمران: 154]

تصویر کشی بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ اسکے مرتکب کے لئے جہنم کی وعید ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (كلُّ مُصوِّرٍ في النارِ، يُجعلُ له بكلِّ صورةٍ صوَّرها نفسٌ يُعذَّبُ بها في جهنم)

ترجمہ: (ہر ایک تصویر بنانے والا جہنم میں جائے گا اور ہر ایک تصویر کے بدلے ایک جان دار بنایا جائے گا جسے جہنم میں عذاب دیا جائے گا)۔ (متفق علیہ)

اپنے رب کی قدر کرو جسطرح اس کی قدر کرنے کا حق ہے، وہ اپنی بادشاہت میں بڑا عظیم ہے، وہ اپنے عرش پر مستوی ہے شرعی احکامات بنانے میں وہ بڑا حکیم ہے، لہذا جو فرض نمازیں اللہ تعالی نے آپ

پر فرض کی ہیں انکی وقت پر پابندی کرو، اور اس میں کسی بھی قسم کی سستی سے بچو کیونکہ یہ دین کا ستون ہیں۔" نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (العَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ)

ترجمہ: (ہمارے اور غیر مسلموں کے درمیان نماز کا ہی معاہدہ ہے تو جس شخص نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔)

آپ اپنے تمام تر حالات میں اپنے رب تعالی کی طرف متوجہ رہیں، اسی سے آپکے تمام اعمال درست ہو جائیں گے۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَالَمِينَ * لَا شَرِيكَ لَهُۥ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلْمُسْلِمِينَ﴾

ترجمہ: (کہہ دو کہ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ تعالی ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔) [الأنعام: 162-163]

دوسرا خطبہ

اے مسلمانو! دین اسلام آپکے پاس سب سے قیمتی سرمایہ ہے، لہذا فتنوں سے دوری اختیار کر کے اپنے دین کی حفاظت کرو، کیونکہ یہ دل پر اثر انداز ہوتے ہیں اور خرابیوں و برائیوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**جو ان فتنوں کی طرف لپکے گا تو یہ اسے گھیر لیں گے۔**) (صحیح البخاری) اور اپنی نگاہوں کو غیر محرم عورتوں سے بچا کر رکھ، یہ اللہ تعالی کی فرمانبرداری، درجات کی بلندی اور نفس کی پاکیزگی کا باعث ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ﴾

ترجمہ: (مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ اُن کے لیے پاکیزگی کا باعث ہے) [النور: 30]

اور عورت کا زیور اسکا پردہ ہے تو اسکا حسن و جمال اسکے پردے میں ہے، اور اسکی زینت اپنے دین پر عمل کرنے میں ہے، اور صحابہ کرام کی عورتیں پردہ، ستر، شرم و حیا اور حجاب میں مسلمان عورتوں کے لئے باعث مثال ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ﴾

ترجمہ: (اے نبی اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے اوپر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ تعالی بہت بخشنے والا مہربان ہے۔) [الأحزاب: 59]

گانے سننا ایک ایسا گناہ ہے جو دلوں کو تاریک بنا دیتا ہے اور قرآن کریم سننے میں رکاوٹ بن جاتا

ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**میری امت میں بعض ایسے لوگ بھی پیدا ہونگے جو زنا، شراب اور موسیقی کو حلال کرلینگے**)۔ (صحیح البخاری) اور سب سے بہترین کلام جو مسلمان کو سننا چاہیے وہ رب العالمین کا کلام ہے جس میں نور، ہدایت اور شفاء ہے۔"

اور حلال مال سے دین بھی سنورتا ہے، جسم کو قوت بھی ملتی ہے اور اولاد کے لئے ہدایت ہے اور عطا میں برکت ہے، اور دعا کی قبولیت کا باعث ہے اور انبیاء کرام کی پیروی نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلرُّسُلُ كُلُواْ مِنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَٱعۡمَلُواْ صَٰلِحًا﴾

ترجمہ: (اے پیغمبرو پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو) [المؤمنون: 51]

اور حرام مال برکت کو مٹا دیتا ہے اور اسکا نقصان فائدے سے زیادہ ہے، اور حرام خور ہمیشہ شرمندہ رہتا ہے اور اسکی دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔

اور پھر یہ بھی ذہن نشین کرلو کہ اللہ تعالی نے تمہیں اپنے نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خوبصورت نام (*)

تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں۔

اللہ کے بندو! اللہ سے اسی طرح ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اسلام کے ستون کو مضبوطی سے تھام لو۔

اے مسلمانو! اللہ تعالی کی ذات کا علم ایمان کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے، بلکہ یہ اصل ایمان ہے اور باقی ارکان اس کے تابع ہیں، اللہ تعالی کے اسماء وصفات کی معرفت ان افضل چیزوں میں سے ہے جنہیں دلوں میں جگہ ملتی ہے، ایسے علم کا حصول وادراک عقل ودانش کے لئے بہترین تحفہ ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (دنیا میں سب سے عمدہ اور پاکیزہ چیز اللہ تعالی کی معرفت ومحبت ہے اور قرآن پاک کثرت کے ساتھ لوگوں کو اللہ تعالی کے اسماء وافعال پر غور کرنے کی ترغیب دیتا ہے)۔

شیخ الاسلام **ابن تیمیہ** رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور افعال کا ذکر جنت سے کھانے، پینے اور نکاح کے ذکر سے بھی زیادہ ہے)

جو شخص اللہ تعالی کی صفات کا ذکر پسند کرتا ہے اللہ تعالی بھی ایسے بندے سے محبت کرتا ہے۔ جس صحابی نے کہا تھا کہ سورہ اخلاص میں چونکہ اللہ تعالی کی صفات کا ذکر ہے اس وجہ سے مجھے یہ سورت بہت پسند ہے تو نبی کریم ﷺ نے اسے بشارت دی کہ: (**اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے**)۔ (صحیح البخاری)

اللہ تعالی کے نام سب ناموں میں سے زیادہ خوبصورت اور اللہ تعالی کی صفات سب صفات میں سے زیادہ کمال والی ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ﴾

(*) یہ خطبہ میں نے مسجد نبوی میں جمعہ کے دن بتاریخ 23 شوال 1426 ھجری کو دیا تھا۔

ترجمہ:(اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ خوب سننے،دیکھنے والا ہے) [الشوری: 11]

ہر مسلمان پر اللہ تعالی کے نام اور اسکی صفات کمالیہ کی معرفت اور انکے مطلب و مفہوم کو سمجھنا لازمی ہے۔ہمارا پروردگار رحمان ورحیم ہے،اسکی رحمت ہر چیز کو شامل ہے اور اسکی صفات میں سے رحمت سب سے وسیع صفت ہے۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:(جَعَلَ اللهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا، فَمِنْ ذَلِكَ الْجُزْءِ تَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ حَتَّى تَرْفَعَ الدَّابَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهُ)

ترجمہ:(اللہ تعالی نے رحمت کے ایک سو حصے کیے پھر ننانوے حصے اپنے پاس رکھ لیے اور ایک حصہ زمین پر اتارا،اسی ایک حصے میں سے مخلوقات ایک دوسرے پر رحم کرتی ہیں حتی کہ جانور اس ڈر سے اپنے پاؤں اوپر اٹھالیتا ہے کہ کہیں یہ پاؤں اسکے بچے پر نہ آجائے)۔(متفق علیہ)

ہر کوئی اسکی رحمت میں تیر رہا ہے،جو بھی نعمت آپ دیکھتے ہیں وہ اللہ تعالی کی رحمت سے ہے،جو تکلیف دور ہوتی ہے وہ بھی اس کی رحمت کی وجہ سے ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:(جو عرش پر اللہ تعالی نے کتاب لکھی کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے گویا کہ اللہ کی طرف سے مخلوق کے لئے ایک عہد وپیمان ہے،اگر اس کی طرف سے یہ عہد نہ ہوتا تو مخلوق کا معاملہ کچھ اور ہی ہوتا)۔

اور جو اللہ تعالی کے قریب ہوتا ہے اللہ تعالی کی رحمت اس کے اتنی ہی زیادہ قریب ہوتی ہے۔

اللہ تعالی کا ایک نام **الْمَلِكُ** بھی ہے یعنی وہ بادشاہ ہے،وہ اپنی مخلوق میں جس طرح تصرف کرنا چاہتا ہے کرتا ہے،کائنات میں ہونے والی ہر نقل وحرکت اسکے علم وارادے سے ہوتی ہے،وہی حکم دیتا ہے اور وہی منع کرتا ہے،جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلت دیتا ہے،اسے کوئی روک ٹوک کرنے والا نہیں،لہذا اپنے معاملات اسی بادشاہ کے سپرد کردیں،اسی کے ہاتھ میں سب خزانوں کی چابیاں ہیں،اپنے تمام معاملات میں اسی پر توکل کریں اسے آپ اپنے بہت ہی قریب پائیں گے۔"

اللہ تعالی کا ایک نام **القُدُّوس** بھی ہے یعنی وہ تمام عیوب سے پاک ہے، وہ تمام کامل صفات کا مالک ہے، اس کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارا نہیں جاسکتا اور نہ ہی اسکے ساتھ کسی ولی کو غائبانہ ندا لگائی جاسکتی ہے۔"

اللہ تعالی کا ایک نام **السَّلَامُ** بھی ہے یعنی وہ تمام عیوب سے پاک اور مبرا ہے، وہ صفات غیر کمالیہ سے پاک ہے، پوری مخلوق اللہ تعالی کو تمام عیوب سے منزہ اور مبرا سمجھتی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِ﴾

ترجمہ: (ساری چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ تعالی کی پاکی بیان کرتی ہیں) [الجمعة: 1]

اللہ تعالی کا ایک نام **المُؤمِنُ** بھی ہے، اللہ تعالی کی مخلوق امن وامان میں ہے اس بات سے کہ اللہ تعالی ان پر کوئی ظلم کرے یا حقوق ادا کرنے میں کوئی کوتاہی کرے۔ پس تقوی کو زاد راہ بنایئے وہ ہر نیکی کو بڑھا چڑھا کر عطا فرماتا ہے اور اسکی حفاظت بھی کرتا ہے۔"

اللہ تعالی کا ایک نام **المُهَيمِنُ** بھی ہے یعنی وہ اپنی مخلوق پر نگہبان ہے اور مخلوق کی تمام چھپی ہوئی چیزوں سے وہ باخبر ہے، وہ تو دلوں کے راز بھی جانتا ہے، لہذا اس کی نافرمانی کرتے وقت اسکے عقاب و عذاب سے ڈرتے رہیں۔"

اللہ تعالی کا ایک نام **الشَّهِيدُ** بھی ہے یعنی وہ اپنے بندوں کے تمام افعال واقوال پر گواہ ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَمَا ٱللَّهُ بِغَٰفِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُونَ﴾

ترجمہ: (جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالی اس سے ہرگز غافل نہیں) [البقرة: 74]

اللہ تعالی کا ایک نام **العَزِيزُ** بھی ہے، یعنی اللہ تعالی کو مغلوب نہیں کیا جاسکتا، وہ ہر چیز پر غالب و قاہر ہے، تمام مشکلات اس کی مدد سے آسان ہو جاتی ہیں، تمام تکالیف اس کی مہربانی سے کافور ہو جاتی ہیں۔ نبی

کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ، كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ)

ترجمہ: (جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی حکم صادر فرماتا ہے تو فرشتے اس فرمان ایزدی کے سامنے عاجزی سے اپنے پر مارتے ہیں گویا کہ چٹان پر کوئی زنجیر گھسیٹی جارہی ہو۔)

جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے وہ معزز بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَن كَانَ يُرِيدُ ٱلْعِزَّةَ فَلِلَّهِ ٱلْعِزَّةُ جَمِيعًا﴾

ترجمہ: (جو عزت چاہتا ہے تو ساری عزت اللہ ہی کے لئے ہے) [فاطر: 10]

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کا مقابلہ نافرمانی اور سرکشی سے کیا وہ رسوا ہی ہوا۔ آپ نافرمانی کی طرف نہ دیکھیں بلکہ یہ دیکھیں کہ نافرمانی کس بڑی ذات کی کر رہے ہو۔"

اللہ تعالیٰ کا ایک نام **الْعَلِيُّ الْأَعْلٰى** بھی ہے یعنی وہ بلند و بالا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ ٱلْكَلِمُ ٱلطَّيِّبُ وَٱلْعَمَلُ ٱلصَّٰلِحُ يَرْفَعُهُۥ﴾

ترجمہ: (پاکیزہ کلمات اس کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک عمل بھی جسے وہ بلند کرتا ہے) [فاطر: 10]

اللہ تعالیٰ کا ایک نام **الْجَبَّارُ** بھی ہے یعنی وہ مخلوق سے جو چاہتا ہے کروالیتا ہے، ان میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَآ أَمْرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ﴾

ترجمہ: (وہ جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرمادینا کافی ہے کہ ہو جا، وہ اسی وقت ہو جاتی ہے) [یس: 82]

اس نے آسمان وزمین کو حکم دیا:

﴿ٱئْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَآ أَتَيْنَا طَآئِعِينَ﴾

ترجمہ: (تم دونوں خوشی سے آؤ یا ناخوشی سے، تو دونوں نے عرض کہ کیا ہم بخوشی حاضر ہیں)
[فصلت: 11]

وہ پاک ذات ہے جو ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے والی ہے۔"

اللہ تعالی کا ایک نام **الکَبِیرُ** بھی ہے یعنی ہر چیز اس سے چھوٹی ہے کوئی بھی چیز اس سے بڑی نہیں ہے۔

﴿وَٱلْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ وَٱلسَّمَـٰوَٰتُ مَطْوِيَّـٰتٌۢ بِيَمِينِهِۦ﴾

ترجمہ: (ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔)[الزمر: 67]

(**یَجْعَلُ السَّمَاوَاتِ عَلَی إِصْبَعٍ، وَالْأَرَضَ عَلَی إِصْبَعٍ، وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلَی إِصْبَعٍ، وَالْمَاءَ وَالثَّرَی عَلَی إِصْبَعٍ، وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَی إِصْبَعٍ**)۔(متفق علیہ)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اور زمین کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور گیلی مٹی کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر تھام لے گا)۔

اللہ تعالی کا ایک نام **المُتَکَبِّرُ** بھی ہے، یعنی تکبر اسی کے شایان شان ہے، مخلوق میں سے اگر کسی نے تکبر کیا تو اسکا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا۔

﴿أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ﴾

ترجمہ: (کیا جہنم کافروں کا ٹھکانا نہیں ہے؟)[الزمر: 32]

بندے پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالی کے سامنے عاجز بن کر رہے اور اسکے بندوں سے بھی انکساری والا

معاملہ اختیار کرے۔

اللہ تعالی کا ایک نام **الخَالِقُ** بھی ہے یعنی اس نے کائنات کو وجود بخشا اور نئے انداز سے پیدا فرمایا۔ جس کسی نے بھی اس ذات پر غور کیا اسے تعجب میں ڈال دیا، بہت بڑا پیدا کرنے والا ہے جس نے جو کچھ تخلیق کیا اسے بہت عمدہ تخلیق کیا۔

﴿فَتَبَارَكَ ٱللَّهُ أَحۡسَنُ ٱلۡخَٰلِقِينَ﴾

ترجمہ: (برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے) [المؤمنون: 14]

اللہ تعالی کا ایک نام **الْبَارِئُ** بھی ہے یعنی اس نے مخلوق کو عدم سے پیدا فرمایا، جیسے، ستارے، سورج، چاند اور آفاق میں دیگر مخلوقات بھی پیدا فرمائی:

﴿كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسۡبَحُونَ﴾

ترجمہ: (اور سب کے سب آسمان میں تیرتے پھرتے ہیں) [یس: 40]

جو ان مخلوقات پر غور و فکر کرتا ہے وہ حیران ہو کر رہ جاتا ہے۔

اللہ تعالی کا ایک نام **المُصَوِّر** بھی ہے یعنی اس نے مختلف صفات کے ساتھ اپنی مخلوق کو تخلیق فرمایا، اور جسے چاہا مختلف شکلوں میں پیدا فرمایا:

﴿فَمِنۡهُم مَّن يَمۡشِي عَلَىٰ بَطۡنِهِۦ وَمِنۡهُم مَّن يَمۡشِي عَلَىٰ رِجۡلَيۡنِ وَمِنۡهُم مَّن يَمۡشِي عَلَىٰٓ أَرۡبَعٍ﴾

ترجمہ: (ان میں سے بعض تو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں، بعض دو پاؤں پر چلتے ہیں بعض چار پاؤں پر چلتے ہیں) [النور: 45]

اللہ تعالی نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا فرمایا:

﴿لَقَدۡ خَلَقۡنَا ٱلۡإِنسَٰنَ فِيٓ أَحۡسَنِ تَقۡوِيمٍ﴾

ترجمہ: (یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا) [التین: 4]

مصور ہے مگر اس نے اپنی مخلوق پر تصویر سازی حرام کی ہے، اور تصویر سازی کرنے والوں کیلئے سخت وعید سنائی ہے، اور ان پر لعنت کی گئی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**لعن الله المصور**) ترجمہ: (تصویر بنانے والے پر اللہ کی لعنت ہو)۔ (بخاری)

اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**كل مصور فى النار**)۔ ترجمہ: (ہر تصویر بنانے والا جہنم میں ہوگا)۔ (متفق علیہ)۔

اللہ تعالی کا ایک نام **الْغَفُورُ** بھی ہے یعنی بندوں میں جو صدق دل سے اللہ تعالی کی طرف رجوع کرے وہ غفور اسکے سارے گناہ مٹا ڈالتا ہے چاہے اس کے گناہ کتنے ہی زیادہ ہوں۔ اس نے موسی علیہ السلام سے مقابلہ کرنے والے اور کفر کرنے والے جادو گروں کو ایک سجدہ میں سچی توبہ پر معاف کر دیا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا ثُمَّ ٱهْتَدَىٰ﴾

ترجمہ: (ہاں بیشک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں) [طه: 82]

اللہ تعالی کا ایک نام **الْقَهَّارُ** بھی ہے یعنی پوری کائنات اس اللہ تعالی کے قبضہ وقدرت میں ہے۔ جس کی روح قبض کرنا چاہے ہے اور جب چاہے کر سکتا ہے، کائنات میں کوئی بھی کام اس کی مرضی کے بغیر نہیں ہو سکتا، چاہے کوئی بندہ کتنی بھی کوشش کر لے۔

اللہ تعالی کا ایک نام **الْفَتَّاحُ** بھی ہے یعنی وہ رزق ورحمت اور اس کے اسبابِ کے دروازے اپنے بندوں کے لئے کھولے رکھتا ہے، اور انکے الجھے ہوئے معاملات وحالات کو بھی سنوار دیتا ہے۔

اللہ تعالی کا ایک نام **الرَّزَّاقُ** بھی ہے یعنی وہ بندوں کو زمین وآسمان سے رزق فراہم کرتا ہے۔ اللہ

تعالی کاارشاد ہے:

﴿قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ﴾

ترجمہ: (آپ ان سے پوچھئے کہ تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی کون پہنچاتا ہے؟خود ہی جواب دیجیئے کہ اللہ تعالیٰ۔)[سبأ: 24]

اسکارزق عام ہے وہ سب کو عطا کرتا ہے، جو بھی جانور ہیں انکے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالی نے خود لی ہوئی ہے، بچے کو رحم مادر میں روزی عطا کرتا ہے، درندوں کو بیابانوں مین، پرندوں کو گھونسلوں میں اور مچھلیوں کو سمندر کی گہرائی میں۔

اللہ تعالی کاایک نام **الوَہَّابُ** بھی ہے وہ جسے چاہے جتنا چاہے عطا کرتا ہے، زمین وآسمان کے خزانے اسی کے پاس ہیں، انبیاء کرام کو بالکل بڑھاپے کی عمر میں نیک وصالح اولاد عطا فرمائی، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے الوَہَّابُ رب سے ایسی بادشاہی مانگی جو آپ کے علاوہ کسی اور کے پاس نہ ہو تو وہ بھی اللہ تعالی نے عطا فرمادی، اور اس عطا میں ایسی نشانیاں اور عبرتیں عطا فرمائیں جن میں: ہوا، جن اور تامبے کا چشمہ، یہ سب چیزین اللہ تعالی کے حکم سے ان کے لئے مسخر کی گئیں۔"

اللہ تعالی کا ایک نام **الْعَلِيمُ** بھی ہے یعنی وہ بندوں کی تمام مخفی چیزوں اور رازوں سے مکمل باخبر ہے، بندوں سے سرزد ہونے والے تمام اقوال واعمال سے اللہ تعالی بخوبی واقف ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾

ترجمہ: (بیشک اللہ تعالی ہر چیز کو خوب جانتا ہے) [الأنفال: 75]

اللہ تعالی کاایک نام **السَّمِيعُ** بھی ہے یعنی جو کچھ سرگوشی یا ظاہر طریقہ سے بات ہو وہ سب سنتا ہے، وہ رازدانی اور چپکے سے کی جانے والی باتوں کو بھی سنتا ہے، اور بآواز بلند کی جانے والی بات کو بھی وہ

سنتا ہے، چھپ کر اپنے دوست سے اگر آپ بات کریں تو وہ سنتا ہے، دل میں کچھ خیال آئے تو اسے بھی جانتا ہے۔"

اللہ تعالی کا ایک نام **الْبَصِيرُ** بھی ہے یعنی مخفی معاملات کتنے ہی باریک کیوں نہ ہوں وہ سب دیکھتا ہے، ذرہ کے برابر کوئی چیز اللہ تعالی سے مخفی نہیں رہ سکتی، رات کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں مٹی کے نیچے اور سمندروں کی گہرائی میں سخت اندھیرے میں ہر چیز کو دیکھتا ہے۔"

اللہ تعالی کا ایک نام **الظَّاهِرُ** بھی ہے اور **الْبَاطِنُ** بھی ہے یعنی اندھیری رات میں، چکنے چٹان پر رینگنے والی چیونٹی کے رینگنے کی آواز بھی اس سے مخفی نہیں، اگر آپ کھل کر کوئی کام کریں تو اس سے مخفی نہیں، آپ اگر کوئی کام اپنے گھر کی چار دیواری میں چھپ کر کریں تو بھی وہ دیکھتا ہے۔

﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾

ترجمہ: (یقیناً تیرا رب گھات میں ہے) [الفجر: 14]

جس شخص کو یقین ہے کہ اللہ تعالی اسے دیکھ رہا ہے تو وہ گناہ کرتے ہوئے ضرور شرم محسوس کریگا کہ اللہ تعالی اسے گناہ کی حالت میں نہ دیکھ لے۔"

اللہ تعالی کا ایک نام **الْحَكِيمُ** بھی ہے یعنی اس کے شرعی احکامات میں کوئی تضاد، خلل یا غلطی ہرگز واقع نہیں ہو سکتی، کسی شخص کی مجال نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر نظر ثانی کرے یا ان میں کوئی عیب نکالے کرے یا ان پر کسی قسم کا بحث و مباحثہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ﴾

ترجمہ: (اللہ تعالی حکم کرتا ہے کوئی اس کے احکام پیچھے ڈالنے والا نہیں) [الرعد: 41]

بلکہ بندے پر واجب ہے کہ اسکے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر لے، فرمان بردار بن جائے، عاجزی کا پیکر بن جائے۔

﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَحۡكُمُ مَا يُرِيدُ﴾

ترجمہ:(اور یقیناً اللہ تعالی جو چاہے حکم کرتا ہے) [المائدة: 1]

اللہ تعالی کی پاکیزہ شریعت ہی بندوں کی زندگی سنوار سکتی ہے، جس شخص نے اللہ تعالی کی شریعت اور دین کا مذاق اڑایا اللہ تعالی اسے ذلیل وخوار کردیگا۔"

اللہ تعالی کی ایک صفت **اللَّطِيفُ** بھی ہے یعنی وہ باریک بین ہے،اپنے بندوں پر بڑا لطف کرتا ہے اور انہیں رزق اس طرح پہنچاتا ہے کہ انہیں اندازہ تک نہیں ہوتا۔"

اللہ تعالی کی ایک صفت **الْخَبِيرُ** بھی ہے یعنی بندوں کے معاملات کی "خبر رکھنے والا" ہے کہ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہوتی، وہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

﴿فَسۡـَٔلۡ بِهِۦ خَبِيرٗا﴾

ترجمہ:(اس کا حال کسی باخبر سے دریافت کرلو۔)[الفرقان: 59]

اللہ تعالی کی ایک صفت **الْحَلِيمُ** بھی ہے یعنی وہ برداشت کرنے والا ہے کہ اپنے بندوں کو گناہوں کے سبب جلدی نہیں پکڑتا اور نہ ہی ان گناہوں کے سبب ان سے اپنے انعامات اور فضل وعطا کو روکتا ہے، وہ اسکی نافرمانی کرتے ہیں پھر بھی انہیں رزق پہنچاتا ہے، وہ خطائیں کرتے ہیں پھر بھی انہیں مہلت دیتا ہے، وہ گناہ کھلم کھلا کرتے ہیں مگر وہ رب انکی پردہ پوشی کرتا ہے، لیکن اللہ تعالی کی اس برداشت اور کرم کو دیکھ کر کہیں دھوکے میں نہ رہ جانا، کیونکہ وہ اچانک پکڑ بھی کر سکتا ہے،ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡإِنسَٰنُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ ٱلۡكَرِيمِ﴾

ترجمہ:(اے انسان تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے مغرور کردیا؟)[الإنفطار: 6]

اور اللہ تعالی کی ایک صفت **الْعَظِيمُ** بھی ہے یعنی وہ بڑائی والا بھی ہے کہ جب وہ وحی نازل فرمانا چاہتا ہے تو آسمانوں میں اللہ تعالی کے خوف سے زلزلہ اور کپکپی طاری ہو جاتی ہے اور جب یہ آوازیں آسمان

والے سنتے ہیں تو بیہوش ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالی کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔"

اور اللہ تعالی **الشکور** بھی ہے یعنی بہت قدر دان ہے کہ تھوڑے عمل پر بہت زیادہ نواز دیتا ہے، اور زیادہ لغزشوں کو بھی معاف کر دیتا ہے لہذا کسی نیک عمل کو حقیر مت سمجھیں اگرچہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ وہ دوگنا ہو جاتا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُۥ فِيهَا حُسْنًا ۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ﴾

ترجمہ: (اور جو شخص کوئی نیکی کرے ہم اس کے لیے اس نیکی میں اور حسن بڑھائیں گے، بے شک اللہ تعالی بہت بخشنے والا، بہت قدر دان ہے۔)[الشوری: 23]

اللہ تعالی کا ایک نام **الحفیظ** بھی ہے یعنی وہ حفاظت کرنے والا ہے چنانچہ وہ بندوں کے اعمال واقوال کی حفاظت کرتا ہے اور انہیں گن گن کے رکھتا ہے۔

﴿لَّا يَضِلُّ رَبِّى وَلَا يَنسَى﴾

ترجمہ: (میرا رب نہ بہکے نہ بھولے۔)[طه: 52]

اور وہ اپنے بندوں کو مصیبتوں اور ہلاکتوں سے محفوظ رکھتا ہے، اس نے حضرت یونس علیہ السلام کی ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں مچھلی کے پیٹ میں بھی حفاظت کی تھی اور حضرت موسی علیہ السلام کی بھی حفاظت فرمائی جب آپکو بچپن میں دریا میں پھینک دیا گیا تھا، اسلئے اپنی اور اولاد کی حفاظت کے معاملے میں اپنے اللہ پر بھروسہ رکھیں نہ کہ شرکی تعویذوں، ٹونوں، جادو گروں اور مستقبل کی خبریں دینے والے جھوٹوں کے پیچھے لگے رہیں۔"

اور اللہ تعالی کی ایک صفت **القَوِيُّ** بھی ہے یعنی ایسی قوت والا ہے کہ جسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی وہ اپنی پکڑ میں بھی بہت سخت ہے، امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (**إذا بطش بشيء أهلكه**) جب وہ کسی کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے تو اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ اس نے حضرت جبریل علیہ السلام کو گناہوں میں

حد سے گذرنے والی بستی "قوم لوط" کو الٹا دینے کا حکم دیا تو حضرت جبریل امین نے اس پوری بستی کو اپنے ایک پر سے اوپر اٹھا کر نیچے پٹخ دیا اور بستی والوں کو رہتی دنیا تک نشان عبرت بنا دیا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِم مُّصْبِحِينَ * وَبِٱلَّيْلِۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾

ترجمہ: (اور تم لوگ گزرتے ہو ان (کے کھنڈرات) پر صبح کے وقت بھی اور رات کو بھی، تو کیا تم پھر بھی عقل سے کام نہیں لیتے؟)[الصافات: 137-138]

بندہ جسکی نافرمانی کرتا ہے اگر اسکی قوت کا اندازہ لگا لے تو گناہ چھوڑ دے۔

اور اللہ تعالیٰ **الشافی** بھی ہے یعنی شفا دینے والا ہے، وہی بیماریوں سے شفایاب کرتا ہے اور عافیت نصیب فرماتا ہے۔

﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾

ترجمہ: (اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے) [الشعراء: 80]

دوائیاں تو صرف ظاہری اسباب ہیں اس لئے دل کو محض دوائیوں سے ہی وابستہ نہ رکھو۔"

اور وہ اللہ تعالیٰ **المنان** بھی ہے یعنی نوازنے والا ہے، جو سوال کرنے سے پہلے ہی بندے کو عطا کر دیتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی ایک صفت **المُحْسِنُ** بھی ہے یعنی احسان کرنے والا ہے جس نے پوری انسانیت کو اپنے احسانات سے ڈھانپ رکھا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ **الکریم** بھی ہے یعنی عزت و کرم والا ہے، جو عطا فرماتا ہے تو بہت زیادہ نوازتا ہے، اسکے اور مخلوق کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے، پس آپ سوال کرتے جائیں آپکا رب بڑا عزت دار ہے، جب وہ اپنے بندے پر رزق کے دروازے کھول دیتا ہے تو پھر ان دروازوں کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَّا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا﴾

ترجمہ: (اللہ تعالی جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے تو اس رحمت کو کوئی روکنے والا نہیں) [فاطر: 2]

اور اللہ تعالی کی ایک صفت **الحییّ** بھی ہے یعنی "حیادار" کہ جب بندہ ہاتھ اٹھا کر اس سے مانگتا ہے تو اسے حیا آتی ہے کہ وہ ان ہاتھوں کو خالی واپس لوٹا دے۔ (رواہ احمد)

اور اللہ تعالی کی ایک صفت **الرّقیب** ہے یعنی ایسا نگھبان جو اپنی مخلوق سے کبھی غافل نہیں رہتا اور نہ ہی کبھی انہیں ضائع کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ﴾

ترجمہ: (اور ہم اپنی مخلوق سے غافل نہیں ہیں۔) [المؤمنون: 17]

جو کچھ دلوں میں میں چھپا ہے اس سب سے بھی وہ باخبر ہے۔ امام **حسن بصری** رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (اللہ تعالی رحم فرمائے اس بندے پر جو اپنے ارادے پر رک جاتا ہے پھر اگر اسمیں اللہ تعالی کی خوشنودی شامل ہے تو کر گزرے ورنہ رک جائے)۔

لہذا آپ بھی کوئی کام کرتے وقت رک جائیں اگر اللہ تعالی کے لئے ہے تو کر گزریں ورنہ رک جائیں۔

اور وہ اللہ تعالی **الودود** بھی ہے یعنی محبت کرنے والا ہے، اپنے بندوں پر احسان کرتا ہے نعمتیں عطا کر کے اور گناہ چھڑوا کے اور جو بندہ اللہ تعالی کے لئے کوئی چیز چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالی اسے مزید نوازتا ہے۔ اللہ تعالی اپنے نیک بندوں سے بہت محبت کرتا ہے خواہ توبہ کرنے والے ہوں یا توکل کرنے والے یا صبر کرنے والے۔"

اور وہ **المجید** بھی ہے یعنی بزرگی والا، تعریف والا اور عزت والا ہے، اللہ تعالی سے بڑھ کر کوئی

بزرگی والا نہیں، باقی اسکے علاوہ جس کسی کو بھی جتنی عزت ملی ہے وہ صرف اللہ تعالی کے فضل سے ہی ملی ہوئی ہے۔

اور اسکی ایک صفت **اَلْحَمِیْدُ** بھی ہے یعنی حمد و ثنا کے لائق ہے، وہ اپنے افعال میں حمد و ثنا کا مستحق ہے، مشکلات، آسانیوں اور ہر حال میں وہ حمد کے لائق ہے، اور اسکی تعریف بیان کرنا افضل ترین عمل ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**والحَمْدُ للهِ تَمْلأُ الميزانَ، وسُبْحانَ اللهِ والحَمْدُ للهِ تَمْلآنِ -أَوْ تَمْلأُ- ما بَيْنَ السَّمَوَاتِ والأَرْضِ**)

ترجمہ: (اور (**الحمدللہ**) پورے ترازو کو بھر دیتا ہے، اور (**سبحان اللہ والحمدللہ**) آسمانوں اور زمین کے درمیان موجود سارے خلا کو بھر دیتا ہے)۔ (صحیح مسلم)۔

اور اللہ تعالی **اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ** بھی ہے یعنی زندہ و جاوید ہے جس نے پوری مخلوقات کے تمام معاملات کو سنبھال رکھا ہے۔ فرمان باری تعالی ہے:

﴿يَسۡـَٔلُهُۥ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ كُلَّ يَوۡمٍ هُوَ فِي شَأۡنٖ﴾

ترجمہ: (اس سے مانگتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، ہر روز وہ ایک نئے کام میں ہے) [الرحمن: 29]

اللہ تعالی کا ایک نام **اَلْاَحَدُ** یعنی اکیلا، جو ہمیشہ سے اکیلا ہے جسکے ساتھ کوئی اور نہین اور وہ تمام کمالات میں یکتا ہے، جسکی وحدانیت میں کوئی اور شراکت دار نہیں۔"

اور اس کی صفات میں سے ایک صفت **الصَّمَدُ** بھی ہے یعنی بے نیاز کہ ساری مخلوقات اپنی ضرورتیں پوری کرنے میں اسی کی محتاج ہیں اور اسی کے پاس اپنی شکایات لیکر جاتی ہیں اور اسی کے سامنے اپنی بے بسیوں کا اظہار بھی کرتی ہیں۔

اور اللہ تعالی کی ایک صفت **السَّیِّد** بھی ہے یعنی **آقا** اور **مالک** کہ اسی اکیلے مالک کی طرف ہی مشکلات اور مصیبتوں میں رجوع کیا جاتا ہے۔

اور اللہ تعالی کی ایک صفت **القَدِیر** بھی ہے یعنی مکمل قوت و قدرت والا جسے ہر چیز پر مکمل قدرت ہے، اس نے جب جلتی آگ سے کہا:

﴿كُونِي بَرْدًا وَسَلَٰمًا عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ﴾

ترجمہ: (ہم نے کہا اے آگ تو ابراہیم پر سرد اور راحت ہو جا) [الأنبياء: 69]

اور پھر وہ اللہ تعالی کے حکم کے عین مطابق ہی ہو گئی، اور جب اللہ تعالی نے ٹھاٹھیں مارتے سمندر سے کہا کہ موسی کے لئے خشک راستہ بنادے تو فورا بنا دیا اور پھر اپنی اصلی حالت پر ویسا ہی ہو گیا۔

اور اللہ تعالی کی ایک صفت **البَرُّ** بھی ہے یعنی نیکوکار، چنانچہ وہ اپنے بندوں سے خیر خواہی کرتا ہے اور انکے حالات و معاملات کو سنوارتا ہے، وہ فرمانبردار کو بڑھا چڑھا کر ثواب عنایت کرتا ہے اور گناہ گار کو معاف کرنے کے معاملے میں بھی بڑا مہربان ہے۔

﴿إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْبَرُّ ٱلرَّحِيمُ﴾

ترجمہ: (بیشک وہ محسن اور مہربان ہے۔)[الطور: 28]

اور اللہ تعالی کی صفات میں سے **التَّوَّابُ** بھی ہے یعنی توبہ قبول فرمانے والا، چنانچہ کسی توبہ تائب ہونے والے شخص کو خالی نہیں لوٹاتا، کوئی رات میں آئے یا دن میں آئے اسکی قبولیت کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں بلکہ وہ اس چیز کو پسند فرماتا ہے

﴿إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ﴾

ترجمہ: (یقینا اللہ تعالی محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے) [البقرة: 222]

اللہ تعالی کا ایک نام **العَفُوُّ** بھی ہے یعنی در گزر کرنے والا، تو جب کوئی شخص اللہ تعالی کی نافرمانی کرکے اپنے آپ پر زیادتی کا مرتکب ہو جاتا ہے اور پھر جب وہ اللہ تعالی کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالی اسکے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اور وہ **الرَّؤُوفُ** بھی ہے یعنی پوری مخلوق پر نرمی کرنے والا، اسکی نرمی کا ہی یہ

کمال ہے کہ گناہ گاروں کی روزی کا بھی بندوبست فرماتا ہے۔

﴿إِنَّ ٱللَّهَ بِٱلنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾

ترجمہ: (بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے) [البقرة: 143]

اور وہ **الْغَنِيُّ** بھی ہے یعنی بے پرواہ، کہ وہ مخلوق کا محتاج نہیں، اسکے ہاتھ بھرے ہوئے ہیں، دن رات خرچ کرتے رہنے سے بھی اسکے خزانے میں کوئی کمی نہیں آتی۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(**يَا عِبَادِي: لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي: لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي: لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي، فَأَعْطَيْتُ كُلَّ وَاحِدٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ**).

ترجمہ: (اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے انسان اور جنات (غرضیکہ سب کے سب مل کر کسی جگہ کھڑے ہوں اور مجھ سے پھر مانگیں اور میں ہر ایک کو اس کے مانگنے کے مطابق (ایک ہی وقت میں اور ایک ہی جگہ) عطا کردوں تو میرا یہ دینا اس چیز سے جو میرے پاس ہے اتنا ہی کم کرتا ہے جتنا کہ ایک سوئی سمندر میں ڈبو کر اس کے پانی کو کم کرتی ہے۔) (صحیح مسلم)

اس تفصیل کے بعد یہ کہ، اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کے ساتھ ہی دعائیں کی جائیں اور اسکی عالی شان صفات کے واسطے سے ہی اسکی تعریف کی جائے، اور اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت کرتا ہے جو اس سے دعائیں کرتا ہے اور اسکی حمد و ثنا کرتا ہے، اور بندگی میں کامل ترین وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا کوئی شمار نہیں، اسکے ننانوے نام ہیں جو انہیں یاد کرے گا اور انہیں سمجھ کر انکے مطابق عمل کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے۔

﴿وَلِلَّهِ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ فَٱدْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا۟ ٱلَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِىٓ أَسْمَـٰٓئِهِۦ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾

ترجمہ: (اور اچھے اچھے نام اللہ تعالی ہی کیلئے ہیں، تو ان اچھے ناموں سے اللہ تعالی کو پکارو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اللہ تعالی کے ناموں میں کجروی اختیار کرتے ہیں اور وہ لوگ اپنے کئے کا بدلہ دیئے جائیں گے) [الأعراف: 180]

دوسرا خطبہ

اللہ تعالی کے احسانات پر ہم اسکے بیحد مشکور ہین۔۔۔۔

اے مسلمانو! انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کی چابی اور انکی رسالت کا خلاصہ اللہ تعالی کو اسکے اسماء وصفات اور افعال کے ذریعے پہچاننا ہے اور اللہ تعالی کی معرفت اور وہ جن اسماء وصفات کا مستحق ہے ان سے اللہ تعالی کا جلال اسکی عظمت، خشیت، بڑائی، محبت، توکل، اللہ تعالی کے فیصلوں پر راضی رہنے اور آزمائشوں پر صبر کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔ اور اللہ تعالی کی معرفت کی بقدر ہی بندے کے دل میں اللہ تعالی کی عظمت آتی ہے، اور اللہ تعالی کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والے وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالی کی بڑھ چڑھ کر تعظیم کرتے ہیں۔

جس شخص نے صحیح طور پر اللہ تعالی کے اسماء وصفات کی معرفت حاصل کر لی تو اسے یقین آ جاتا ہے کہ اس پر آنے والی مصیبتوں اور امتحانات میں کچھ ایسی مصلحتیں پوشیدہ ہیں جنہیں اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالی اپنے اسماء وصفات پر عمل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، وہ کریم ہے اپنے بندوں میں کریم شخص سے محبت کرتا ہے، وہ بردبار ہے بردباروں سے پیار کرتا ہے، وہ علیم ہے اسلئے علماء سے محبت کرتا ہے اور وہ شکور ہے تو شکر گذاروں سے محبت کرتا ہے۔

اور پھر یہ بھی ذہن نشین کر لو کہ اللہ تعالی نے تمہیں اپنے نبی کریم ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نام: الحکیم (*)

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن نبينا محمدا عبد الله ورسوله، صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه، وسلم تسليما كثيرا.

(یقیناً ہر طرح کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے، ہم اس کی حمد وثنا کرتے ہیں، اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس کی مغفرت کے طلبگار ہیں، ہم اپنی جان کے شر ور اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، جس کو اللہ ہدایت یاب کر دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں، اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں وہ اکیلا ہے جس کا کوئی شریک وساجھی نہیں، نیز اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے پیارے نبی محمد (ﷺ) اس کے بندہ اور رسول ہیں، ان پر بکثرت اللہ تعالیٰ کا درود وسلام نازل ہو اور ان کی آل اولاد پر اور ان کے ساتھیوں پر)۔

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد:

اللہ کے بندو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، جس طرح سے تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے، اور اسلام کے عروۂ وثقیٰ (مضبوط کڑے) کو تھام لو۔

فطرت نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ اس جہاں کا ایک رب ہے جو اپنی ذات اور صفات میں مکمل ہے، جو صفاتِ کمال، جلال اور جمال سے متصف ہے، اسی کے لیے ہر طرح کی حمد وثنا اور مدح وستائش ہے، اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم وتوقیر کرنے میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی صفاتِ کمال اور جلال کو ثابت کیا جائے۔

(*) یہ خطبہ میں نے مسجد نبوی میں جمعہ کے دن بتاریخ 23 شوال 1426 ھجری کو دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ایسا ہے جو قرآن کریم میں نوے (90) سے زائد مقامات پر وارد ہوا ہے، یہ عزۃ (قوت وغلبہ)، علم، خبرۃ (جانکار)، سعۃ (وسعت)، توب (توبہ) اور حمد جیسی صفتوں کے ساتھ مل کر وارد ہوا ہے، اس کائنات میں جو بھی ہلچل اور سکون ہے وہ سب اسی اسم کے مدلول و معنی کے پیش نظر ہے، چنانچہ اس (اللہ) کے ناموں میں سے ایک نام ''حکیم (حکمت والا)'' ہے، جو سبھی چیزوں کو ان کی (مناسب) جگہوں پر رکھتا ہے، اور انہیں ایسی جگہوں پر اتارتا ہے جو ان کے خلق وامر (اللہ کے پیدا کرنے اور حکم) کے شایان شان ہو، اس کی حکمت اتنی عظیم و بلیغ ہے کہ اذہان اس کی حقیقت کا اندازہ نہیں لگا سکتے، زبانیں جس کی تعبیر کرنے سے قاصر ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حکمت کا کمال ہے کہ اس کائنات میں جتنی بھی چیزیں ہیں سبھی اس کی تسبیح اور پاکی بیان کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِۖ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ﴾

ترجمہ: (آسمانوں اور زمین میں جو ہے (سب) اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں، وہ زبردست باحکمت ہے) [الحدید: 1]

وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بڑی حکمت والا ہے جس کی آسمان وزمین میں عبادت کی جاتی ہے:

﴿وَهُوَ ٱلَّذِي فِي ٱلسَّمَآءِ إِلَٰهٌ وَفِي ٱلْأَرْضِ إِلَٰهٌۚ وَهُوَ ٱلْحَكِيمُ ٱلْعَلِيمُ﴾

ترجمہ: (وہی آسمانوں میں معبود ہے اور زمین میں بھی وہی قابل عبادت ہے، اور وہ بڑی حکمت والا اور پورے علم والا ہے) [الزخرف: 84]

اس نے اپنے آپ کی تعریف کی ہے کیونکہ وہ حکیم ودانا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِي لَهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلْأَرْضِ وَلَهُ ٱلْحَمْدُ فِي ٱلْءَاخِرَةِۚ وَهُوَ ٱلْحَكِيمُ ٱلْخَبِيرُ﴾

ترجمہ: (تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے سزاوار ہیں جس کی ملکیت میں وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں اور

زمین میں ہے، آخرت میں بھی تعریف اسی کے لیے ہے، وہ (بڑی) حکمتوں والا اور (پورا) خبر دار ہے) [سبأ: 1]

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی تعریف یوں بھی کی ہے کہ اسی کے لیے کبریائی ہے، اور آیت کا خاتمہ اس کے ذریعہ کیا ہے کہ وہ حکمت والا ہے:

﴿وَلَهُ ٱلْكِبْرِيَآءُ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ﴾

ترجمہ: (تمام (بزرگی اور) بڑائی آسمانوں اور زمین میں اسی کی ہے اور وہی غالب اور حکمت والا ہے) [الجاثية: 37]

آسمانوں اور زمین میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لشکر ہیں اور وہ جس طرح چاہتا ہے ان کا انتظام کرتا ہے، کیونکہ وہ بڑی حکمت والا ہے:

﴿وَلِلَّهِ جُنُودُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾

ترجمہ: (آسمانوں اور زمین کے (کل) لشکر اللہ ہی کے ہیں، اور اللہ تعالیٰ دانا باحکمت ہے) [الفتح: 4]

اور ہمارے رب ﷻ نے موسیٰ علیہ السلام کو پکارا اور اپنی ذات کی تعریف کرتے ہوئے خود کو حکیم قرار دیا:

﴿يَٰمُوسَىٰٓ إِنَّهُۥٓ أَنَا ٱللَّهُ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ﴾

ترجمہ: (موسیٰ! سن بات یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں غالب باحکمت) [النمل: 9]

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی ستائش کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ اس حکمت والے رب کی جانب سے نازل کی گئی ہے جو ہر چیز کو اس کی مناسب جگہوں پر رکھتا ہے، اور اسے اس کے موزوں مقام پر اتارتا ہے، تو اس طرح سے یہ ایک محکم اور ٹھوس کتاب ہے جس میں تمام حکمتیں موجود ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿كِتَٰبٌ أُحْكِمَتْ ءَايَٰتُهُۥ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ﴾

ترجمہ: (یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں، پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں،

ایک حکیم باخبر کی طرف سے)[ھود: 1]

اللہ سبحانہ وتعالی اپنی حکمت کے پیش نظر ہی لوگوں کے لیے رزق کے دروازے کھولتا اور بند کرتا ہے:

﴿مَّا يَفْتَحِ ٱللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۖ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦ ۚ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴾

ترجمہ: (اللہ تعالی جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کردے سو اس کے بعد اس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں، اور وہی غالب حکمت والا ہے) [فاطر: 2]

اور فرشتوں نے اپنی عاجزی اور کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے اسی مقام پر اللہ تعالی کے علم، اس کی حکمت اور اس کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کردیا:

﴿قَالُوا۟ سُبْحَـٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَلِيمُ ٱلْحَكِيمُ ﴾

ترجمہ: (ان سب نے کہا اے اللہ! تیری ذات پاک ہے ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھار کھا ہے، پورے علم و حکمت والا تو تو ہی ہے)[البقرۃ: 32]

عرش کو تھامنے والے اور جو اس کے ارد گرد ہیں وہ سبھی مومنوں کے لیے مغفرت اور نعمتوں والی جنت کی دعا کرتے ہیں، اور اپنی دعا کو اللہ سبحانہ وتعالی کے نام ''حکیم'' کے ذریعہ ختم کرتے ہیں:

﴿رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّـٰتِ عَدْنٍ ٱلَّتِى وَعَدتَّهُمْ وَمَن صَلَحَ مِنْ ءَابَآئِهِمْ وَأَزْوَٰجِهِمْ وَذُرِّيَّـٰتِهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴾

ترجمہ: (اے ہمارے رب! تو انہیں ہمیشگی والی جنتوں میں لے جا جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد میں سے (بھی) ان (سب) کو جو نیک عمل ہیں، یقیناً تو تو غالب با حکمت ہے) [غافر: 8]

وہ وحی جو رسولوں پر اترا کرتی تھی اسی حکمت والے (اللہ) کی جانب سے ہوا کرتی تھی:

﴿كَذَٰلِكَ يُوحِىٓ إِلَيۡكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكَ ٱللَّهُ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ﴾

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ جو زبردست ہے اور حکمت والا ہے اسی طرح تیری طرف اور تجھ سے اگلوں کی طرف وحی بھیجتا رہا)[الشوری: 3]

انبیاء اپنی امیدوں اور آرزوؤں کی تکمیل کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس نام ''حکیم'' کے ذریعہ اللہ سے دعا کیا کرتے تھے، چنانچہ ابراہیم نے اپنے رب کو اس کے عظیم نام ''حکیم'' کا حوالہ دیتے ہوئے اس سے دعا کیا کہ ہم لوگوں کی طرف ایسے رسول کو بھیجے جو ہمیں قرآن اور دین اسلام کی تعلیم دیں:

﴿رَبَّنَا وَٱبۡعَثۡ فِيهِمۡ رَسُولٗا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُواْ عَلَيۡهِمۡ ءَايَٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلۡكِتَٰبَ وَٱلۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيهِمۡۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ﴾

ترجمہ: (اے ہمارے رب! ان میں انہیں میں سے رسول بھیج جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے، انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے، یقیناً تو غلبہ والا اور حکمت والا ہے)۔ ابراہیم نے اپنے وطن کو چھوڑ دیا، اللہ کی طرف ہجرت کی اور کہا: میرا رب حکیم (دانا وحکمت والا) ہے) [البقرۃ: 129]

اور فرمایا:

﴿وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّيٓۖ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ﴾

ترجمہ: (اور کہنے لگے کہ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں)[العنکبوت: 26]

ابراہیم کی عمر دراز ہو گئی مگر ان کو کوئی اولاد نہ ہوئی، تو فرشتوں نے ان کی بیوی کو جو کہ بانجھ تھی اولاد کی بشارت دی جس پر انہوں نے تعجب کا اظہار کیا، تو فرشتوں نے ان سے کہا: یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ علیم وحکیم (جاننے والا اور حکمت والا ہے)،

﴿قَالُواْ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِۖ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلۡحَكِيمُ ٱلۡعَلِيمُ﴾

ترجمہ: (انہوں نے کہا ہاں تیرے پروردگار نے اسی طرح فرمایا ہے، بیشک وہ حکیم و علیم ہے)۔ [الذاریات: 30]

یوسف اور ان کے بھائی کے گم ہو جانے کے بعد صبر کے ساتھ اللہ کی جانب سے کشادگی اور راحت کا انتظار کرتے ہوئے اس راحت کے لیے بہترین وقت کا انتخاب کرنے میں جس کی انہیں امید تھی یعقوب نے اللہ کے علم کو ثابت کیا، اور اپنی مصیبت کو دور کرنے کے ذرائع پیدا کرنے میں اللہ کی حکمت پر انہوں نے کامل یقین رکھا، چنانچہ اللہ کے نام حکیم کا وسیلہ پکڑتے ہوئے، اللہ سے دعا کرتے ہوئے اور اس سے راحت کی امید رکھتے ہوئے وہ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے:

﴿فَصَبۡرٞ جَمِيلٌۖ عَسَى ٱللَّهُ أَن يَأۡتِيَنِي بِهِمۡ جَمِيعًاۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلۡعَلِيمُ ٱلۡحَكِيمُ﴾

ترجمہ: (پس اب صبر ہی بہتر ہے، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو میرے پاس ہی پہنچادے، وہ ہی علم و حکمت والا ہے)[یوسف: 83]

یوسف نے بڑی لمبی مصیبتیں اور مشکلات جھیلنے کے بعد دکھ کے بادل چھٹنے پر اللہ کی نعمت اور اس کے فضل کا شکر ادا کیا اور اس سلسلے میں اللہ کی حکمت کو ثابت کیا:

﴿وَقَدۡ أَحۡسَنَ بِيٓ إِذۡ أَخۡرَجَنِي مِنَ ٱلسِّجۡنِ وَجَآءَ بِكُم مِّنَ ٱلۡبَدۡوِ مِنۢ بَعۡدِ أَن نَّزَغَ ٱلشَّيۡطَٰنُ بَيۡنِي وَبَيۡنَ إِخۡوَتِيٓۚ إِنَّ رَبِّي لَطِيفٞ لِّمَا يَشَآءُۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلۡعَلِيمُ ٱلۡحَكِيمُ﴾

ترجمہ: (اس (رب) نے میرے ساتھ بڑا احسان کیا جب کہ مجھے جیل خانے سے نکالا اور آپ لوگوں کو صحرا سے لے آیا اس اختلاف کے بعد جو شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں ڈال دیا تھا، میرا رب جو چاہے اس کے لیے بہترین تدبیر کرنے والا ہے، اور وہ بہت علم و حکمت والا ہے) [یوسف: 100]

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا نام ''حکیم'' اس کے دینی اور کونی ارادہ میں خلق و امر (یعنی اللہ کا خالق و حاکم ہونا)

کے سلسلے میں اس کی حکمت کا متقاضی ہے، علامہ ابن القیم فرماتے ہیں: ''قوت وغلبہ کے ذریعہ کمالِ قدرت حاصل ہوتا ہے، اور حکمت کے ذریعہ کمالِ علم حاصل ہوتا ہے اور یہ دونوں صفتیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے اس بات کا تقاضہ کرتی ہیں کہ اس کی جو مرضی ہو چاہے، جس کا چاہے حکم دے، جس سے چاہے روک دے، جس پر چاہے ثواب دے اور جس پر چاہے عذاب دے، پس یہ دونوں صفتیں، خلق وامر (تخلیق اور حکم) کی بنیاد اور مصدر ہیں''۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی حکمت کے پیش نظر مخلوقات کو بہترین نظام کے ساتھ پیدا فرمایا ہے، اور عمدہ قرینہ کے ساتھ انہیں ترتیب دیا، بہترین مہارت اور عمدہ اندازے کے ساتھ انہیں پیدا فرمایا، اور ہر مخلوق کو اس کی خاص شکل وصورت عطا فرمایا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَالَ رَبُّنَا ٱلَّذِىٓ أَعۡطَىٰ كُلَّ شَىۡءٍ خَلۡقَهُۥ ثُمَّ هَدَىٰ﴾

ترجمہ: (جواب دیا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر ایک کو اس کی خاص صورت، شکل عنایت فرمائی پھر راہ سجھادی)[طه: 50]

اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو چیلنج کیا ہے کہ وہ اس کی پیدا کردہ اشیاء میں کوئی خلل، بے ضابطگی یا نقص ڈھونڈ کر دکھلادیں:

﴿فَٱرۡجِعِ ٱلۡبَصَرَ هَلۡ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ * ثُمَّ ٱرۡجِعِ ٱلۡبَصَرَ كَرَّتَيۡنِ يَنقَلِبۡ إِلَيۡكَ ٱلۡبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ﴾

ترجمہ: (دوبارہ (نظریں ڈال کر) دیکھ لے کیا کوئی شگاف بھی نظر آرہا ہے۔ پھر دوہرا کر دو دو بار دیکھ لے تیری نگاہ تیری طرف ذلیل (وعاجز) ہو کر تھکی ہوئی لوٹ آئے گی)[الملك: 3-4]

اگر ساری مخلوقات کی عقلیں اس بات پر اکٹھی ہو جائیں کہ رحمن (اللہ) نے کائنات میں جس عمدگی، خوبی، حسن انتظام، استحکام اور اتقان کے ساتھ مخلوقات پیدا فرمائی ہے، وہ لوگ اس کی مانند، یا اس کے قریب بھی کوئی چیز تجویز کر لیں، تو ان کی عقلیں ناکام وعاجز ہو جائیں گی، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے

لوگوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اس اللہ نے اپنی مخلوقات میں جو حکمتیں ودیعت کر رکھی ہیں صرف ان میں غور وفکر کرنے پر اکتفا کریں، اور ان میں جو عمدگی، حسن انتظام اور اتقان ہے اس کی معلومات حاصل کریں، چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿قُلِ ٱنظُرُواْ مَاذَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ﴾

ترجمہ: (آپ کہہ دیجئے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں) [یونس: 101]

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی حکمت کے مد نظر اپنے بندوں کو اپنی مقدس ذات، اسلام اور اپنے اوامر ونواہی کے ذریعہ اپنی پہچان کروائی ہے، اپنی حکمت کے تحت ہی اللہ رب العالمین نے اپنی کتاب نازل فرمائی جس میں اس نے ہمارے لئے یہ واضح کیا کہ وہ ہماری توبہ کو قبول کرتا ہے، اور یہ کہ ہمارے دنیوی معاملات کی اصلاح ودرستگی محض دین (اسلام) کے ذریعہ ہی ممکن ہے، کسی سلف کا قول ہے: "اگر اللہ تعالیٰ کے اوامر اور اس کی شریعت میں صرف یہی عظیم حکمت ہوتی (یعنی اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات اور شرائع حکمت پر مبنی ہوتے ہیں) جو تمام خیر وبھلائی کی اصل وبنیاد اور سب سے مکمل لذت کا سرچشمہ ہے تو یہی کافی وشافی ہوتا"۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے کَونی معاملوں میں بڑی حکمت والا ہے، اپنے بندوں کو مصیبتوں میں ڈال کر آزماتا ہے تاکہ ان کی تہذیب وتادیب ہو اور وہ ان کے درجات بلند کرے، اور بندے کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ پر ایمان رکھے اور اس کی مقرر کردہ تقدیر پر راضی رہے، اور اس (مصیبت وپریشانی) کو دور کرنے کے لئے مشروع اسباب اپنائے، چنانچہ اللہ کی تقدیر کو اللہ کی ہی تقدیر کے ذریعہ دفع کرے، اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے اندر اس کو دفع کرنے کی اپنی کوئی طاقت وقوت نہیں - جیسے اپنے کسی قریبی رشتہ دار کی موت وغیرہ - لہذا اسے چاہئے کہ وہ راضی رہے اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کردے، اور اللہ تعالیٰ کے حکم میں اس کی قوت وغلبہ کی، اس کے فیصلے میں عدل وانصاف کی، اور اس کے جاری ہونے

میں اس کی حکمت ودانائی کی گواہی دے، اور یہ یقین رکھے کہ اسے جو چیز لاحق ہوئی وہ اس سے ٹلنے والی نہیں تھی، اور جو چیز اس تک نہیں پہنچی وہ کبھی بھی ان تک پہنچنے والی نہیں تھی، اور جو کچھ واقع ہوا وہ اللہ تعالیٰ کے عین عدل وانصاف اور حکمت کے مد نظر واقع ہوا۔

اللہ عز وجل کبھی کبھار اپنے بندوں کے لئے کچھ حکمتوں کے راز آشکار کر دیتا ہے، چنانچہ اس نے یہ خبر دی ہے کہ قرآن کو نازل کرنے میں مومنوں کی ثابت قدمی، ہدایت اور ان کے لیے بشارت کی حکمت پوشیدہ ہے، چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ نَزَّلَهُۥ رُوحُ ٱلْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِٱلْحَقِّ لِيُثَبِّتَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ﴾

ترجمہ: (کہہ دیجئے کہ اسے آپ کے رب کی طرف سے جبرائیل حق کے ساتھ لے کر آئے ہیں تاکہ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے اور مسلمانوں کی رہنمائی اور بشارت ہو جائے) [النحل: 102]

اور اللہ رب العالمین نے رسولوں کو اس لیے بھیجا تاکہ کسی کے لیے یہ حجت باقی نہ رہے کہ وہ دین سے نابلد اور جاہل رہ گیا:

﴿رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ ٱلرُّسُلِ﴾

ترجمہ: (ہم نے انہیں رسول بنایا ہے، خوشخبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کو بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر رہ نہ جائے) [النساء: 165]

اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ لوگوں کی ابتلاء وآزمائش میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ اللہ مومنوں کے ایمان کی سچائی اور ان کے صبر کو جان لے:

﴿أَحَسِبَ ٱلنَّاسُ أَن يُتْرَكُوٓا۟ أَن يَقُولُوٓا۟ ءَامَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۞

﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَلَيَعْلَمَنَّ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ صَدَقُوا۟ وَلَيَعْلَمَنَّ ٱلْكَـٰذِبِينَ﴾

ترجمہ: (کیالوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوی پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟ ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا، یقیناً اللہ تعالی انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کرلے گا جو جھوٹے ہیں) [العنکبوت: 3-4]

اور اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی حکمت کے پیش نظر ہی مخلوق سے علم غیب کو چھپا لیا اور اسے صرف اپنی ذات کے لیے خاص و محدود کرلیا:

﴿عَـٰلِمُ ٱلْغَيْبِ وَٱلشَّهَـٰدَةِ ۚ وَهُوَ ٱلْحَكِيمُ ٱلْخَبِيرُ﴾

ترجمہ: (وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا اور وہی ہے بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا) [الأنعام: 73]

اللہ تعالی کی حمد وثنا کے بعد، اے مسلمانو:

صرف اللہ وحدہ لاشریک کے لیے ہی خلق وامر (تخلیق اور فیصلہ کرنے کا اختیار) ہے، اپنی کائنات میں جو چاہتا ہے کرتا ہے، اپنی شریعت میں جس چیز کا چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے، اس کے سلسلے میں سوال کی کوئی گنجائش نہیں اور نہ ہی اس کی حکمت میں کسی طرح کی کوئی تنقید کی جاسکتی ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُونَ﴾

ترجمہ: (وہ اپنے کاموں کے لیے (کسی کے آگے) جوابدہ نہیں اور سب (اس کے آگے) جوابدہ ہیں) [الأنبياء: 23]

بندے کو اس بات کا مکلف بنایا گیا ہے کہ وہ اللہ کے عظیم نام "حکیم" کے مدلول اور معنی کے مطابق عبادت کریں، اور بندہ جب ہر چیز میں اللہ کی حکمت بالغہ کا یقین کرلے تو پھر وہ اللہ کی انوکھی اور حیرت انگیز تخلیقات اور اس کی لاجواب اور ٹھوس کاریگری سے لطف اندوز ہوگا اور اس میں غور وفکر

کرے گا، نیز وہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کی تعظیم کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا خوف کھائے گا، اپنی خطاؤوں سے شرمندگی محسوس کرے گا اور اس کے اوامر ونواہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دے گا، اس کی خوشی اس وقت اور دوچند ہو جائے گی جب اسے یہ یقین ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے تئیں اپنی حکمت کے پیش نظر ہی اسے اس دین کی ہدایت دی ہے، اور یہ شریعت انسانیت کی سعادت ونیک بختی کے لیے ہی حکمت والے اللہ کی جانب سے نازل ہوئی ہے، اور اگر اس کے اوپر کوئی مصیبت نازل ہوگی تو وہ اللہ کی قضاء وقدر سے راضی ہوگا اور یہ تسلیم کرے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جو فیصلہ کیا ہے اسی میں اس کے لیے صلاح، خیر اور بھلائی ہے،

﴿وَعَسَىٰٓ أَن تَكۡرَهُواْ شَيۡـٔٗا وَهُوَ خَيۡرٞ لَّكُمۡ﴾

ترجمہ: (ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو بری جانو اور دراصل وہی تمہارے لیے بھلی ہو) [البقرة: 216]

اور اسے یہ یقین ہوگا کہ اس (فیصلہ) کے پیچھے ایسی حکمت پوشیدہ ہے جس تک اس کی رسائی نہیں، اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چاہے خوشی ہو یا غم وہ ہر حال میں اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوگا، نبی ﷺ فرماتے ہیں: "عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ"، "مومن کا بھی عجب حال ہے، اس کا ثواب کہیں نہیں گیا، اور یہ بات مومن کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہے، اگر اس کو خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے اس میں بھی ثواب ہے اور جو اس کو نقصان پہنچا تو صبر کرتا ہے اس میں بھی ثواب ہے"۔ (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے)۔

لہذا اللہ تعالیٰ نے شرعی اور کَونی طور پر جو پیدا کیا ہے اور جس چیز کا ارادہ فرمایا ہے اس پر راضی رہتے ہوئے خوشگوار زندگی گزاریں، اور اپنے سارے معاملات حکمت والے اللہ کے سپرد کر دیں، تو وہ آپ کو آپ کی امیدوں سے بڑھ کر نوازے گا۔

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

(میں راندے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں)۔

﴿شَهِدَ ٱللَّهُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ وَأُوْلُواْ ٱلۡعِلۡمِ قَآئِمَۢا بِٱلۡقِسۡطِۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ﴾

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں) [آل عمران: 18]

اللہ تعالیٰ میرے لیے اور آپ تمام لوگوں کے لیے قرآن عظیم میں برکت عطا فرمائے۔۔۔

دوسرا خطبہ

اللہ تعالیٰ کے احسان پر اس کے لیے ہر طرح کی تعریف ہے، اور اس کی توفیق و امتنان پر اس کا بے پناہ شکر ہے، اور اللہ تعالیٰ کی عظمتِ شان کی توقیر و احترام کرتے ہوئے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، ساتھ ہی اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے پیارے نبی محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں، ان پر بکثرت اللہ کا درود و سلام نازل ہو اور ان کے آل و اولاد اور ساتھیوں پر۔

میرے مسلمان بھائیو:

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنے خلق و امر (تخلیق اور حکم) کی باریکیاں اور تفصیلات نہ بتلا کر اس کے عام معنی و مفہوم کو بتادیا ہے، اللہ تعالیٰ کی کاریگری، ایجاد، امر (حکم)، شرع (شریعت)، قضا اور قدر میں اللہ کی حکمتوں کے جو معانی بندوں پر پوشیدہ ہیں ان کے سلسلے میں عمومی طور پر یہ جان لینا کافی ہے کہ یہ سبھی چیزیں اللہ کی حکمت بالغہ کے پیش نظر ہی وجود میں آتی ہیں گرچہ وہ ان کی تفاصیل سے آگاہ نہ ہوں، اور یہ کہ ان سے متعلق تفاصیل اور باریکیاں اس غیب کے علم میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کر رکھا ہے۔

جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے نبی (ﷺ) پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔۔۔

رب تعالیٰ کا غضب(*)

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن نبينا محمدا عبد الله ورسوله، صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه، وسلم تسليما كثيرا.

(یقیناہر طرح کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے، ہم اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں، اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس کی مغفرت کے طلبگار ہیں، ہم اپنی جان کے شرور اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، جس کو اللہ ہدایت یاب کر دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں، اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں وہ اکیلا ہے جس کا کوئی شریک وساجھی نہیں، نیز اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے پیارے نبی محمد (ﷺ) اس کے بندہ اور رسول ہیں، ان پر بکثرت اللہ تعالیٰ کا درود وسلام نازل ہو، اور ان کی آل اولاد پر اور ان کے ساتھیوں پر)۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد:

اللہ کے بندو! اللہ کا تقوی اختیار کرو جیسا کہ اس کا تقوی اختیار کرنے کا حق ہے، جس نے اللہ کا تقوی اختیار کیا وہ نجات پا گیا، اور جس نے اللہ کے ذکر سے بے رخی برتی وہ ہلاک ہو گیا۔

میرے مسلمان بھائیو!

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول ﷺ کی زبانی اپنی مخلوق کو اپنی پہچان کروادی ہے، اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں اس کے لیے اعلیٰ ترین مثال ہے، اللہ تعالیٰ کی صفات میں تدبر کرنا اور

(*) یہ خطبہ میں نے مسجد نبوی میں جمعہ کے دن بتاریخ 23 شوال 1426 ھجری کو دیا تھا۔

اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، اللہ کی محبت حاصل کرنے اور اس کی جنت پانے کا راستہ ہے، خوف، رجا، محبت اور توکل وغیرہ جیسی عبادتیں اور اس کے ساتھ معاملہ کا وسیلہ ہے۔

سلف امت کا یہ طریقہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو اسماء وصفات، کتاب وسنت سے ثابت ہیں ان کو ثابت کرنا، اللہ تعالیٰ کی خشیت اور خوف کو واجب قرار دینے والی اللہ کی ایک صفت ''غضب'' ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ غضبناک بھی ہوتا ہے اور راضی بھی، لیکن یہ غضب اور رضا بندوں کے غضب اور رضا کے مشابہ نہیں ہے، اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہر ایک صفت کا اثر اس کے بندوں پر پڑتا ہے، اللہ تعالیٰ کی صفتِ غضب کا اثر دنیا کی عمومی عقوبات اور اس کی بلاء ومصائب ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَن يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ﴾

ترجمہ: (جس پر میرا غضب نازل ہو جائے وہ یقیناً تباہ ہوا)[طه: 81]

(عربی لفظ: ''ھوی'' کا مطلب ہے ''هلك، یعنی ہلاک وتباہ ہوا''، سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: ''اللہ کا غضب ایسی بیماری ہے جس کا کوئی علاج نہیں''۔

اللہ کا ''سُخط'' اور ناراضگی کبھی کبھی بندے کے عمل کی بربادی کا سبب بن جاتی ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ﴾

ترجمہ: (یہ اس بنا پر کہ یہ وہ راہ چلے جس سے انہوں نے اللہ کو ناراض کر دیا اور انہوں نے اس کی رضامندی کو برا جانا، تو اللہ نے ان کے اعمال اکارت کر دیئے)[محمد: 28]

ایک مقام پر فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَمَّا آسَفُونَا انتَقَمْنَا مِنْهُمْ﴾

ترجمہ: (پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا)[الزخرف: 55]

(عربی لفظ "آسفونا" کا مطلب ہے "أغضبونا"، (یعنی ہمیں غصہ دلا دیا اور ناراض کر دیا)۔

علامہ ابن القیم فرماتے ہیں: ''عذاب کا منشا و مصدر اللہ تعالیٰ کی صفتِ غضب ہے، اور جہنم اس کے غضب کی وجہ سے ہی سلگائی گئی ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی اسی صفت کی وجہ سے پچھلی قوموں کو سزائیں دیں اور ان کی خبریں ہمارے لیے ذکر کیں تاکہ ہم اس نافرمانی سے بچیں جس میں وہ لوگ پڑے تھے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ ٱلذِّلَّةُ أَيۡنَ مَا ثُقِفُوٓاْ إِلَّا بِحَبۡلٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَحَبۡلٍ مِّنَ ٱلنَّاسِ وَبَآءُو بِغَضَبٍ مِّنَ ٱللَّهِ﴾

ترجمہ: (ان پر ہر جگہ ذلت کی مار پڑی، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی یا لوگوں کی پناہ میں ہوں، یہ غضب الٰہی کے مستحق ہو گئے)[آل عمران: 112]

چند اقوام نے ان کے پاس اللہ کی آیات آجانے کے بعد ان کا انکار کیا جس کے باعث یہ لوگ غضب پر غضب کے مستحق ہو گئے، کسی قوم پر جب اللہ تعالیٰ غضبناک ہوا تو اس کی صورتیں مسخ کر دیں، نبی ﷺ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے کسی گروہ پر غضب فرمایا اور ان کو زمین پر چلنے والے جانوروں کی شکل میں مسخ کر دیا''۔ (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)۔

جتنے بھی نبی آئے سبھوں نے اپنی قوم کو اللہ کے غضب سے ڈرایا، چنانچہ موسی نے اپنی قوم سے کہا:

﴿أَمۡ أَرَدتُّمۡ أَن يَحِلَّ عَلَيۡكُمۡ غَضَبٌ مِّن رَّبِّكُمۡ﴾

ترجمہ: (بلکہ تمہارا ارادہ ہی یہ ہے کہ تم پر تمہارے پروردگار کا غضب نازل ہو)[طه: 86]

فطرت سلیمہ رکھنے والے لوگ اپنی جان پر اللہ کے غضب کا خوف کھایا کرتے تھے، چنانچہ زید بن

عمرو بن نفیل نبی ﷺ کی بعثت سے قبل دین (خالص) کی تلاش میں نکلے، اور اسی اثنا میں ان کی ملاقات یہودیوں کے ایک عالم سے ہوئی تو انہوں نے ان سے ان کے دین کے بارے میں پوچھا، تو اس یہودی عالم نے جواب دیتے ہوئے کہا: ''ہمارے دین میں تم اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم اللہ کے غضب کے ایک حصہ کے لیے تیار نہ ہو جاؤ، اس پر زید نے کہا کہ: واہ! میں اللہ کے غضب ہی سے تو بھاگ کر آیا ہوں، پھر اللہ کے غضب کو میں اپنے اوپر کبھی نہ لوں گا اور نہ مجھ میں اسے اٹھانے کی طاقت ہے''۔ (اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے)۔

مسلمان اللہ کی رحمت اور اس کی رضا و خوشنودی کی امید لگائے ہوئے اس کی طرف دوڑ پڑتا ہے اور اس کے غضب، سخط اور ناراضگی سے ڈرتا رہتا ہے۔ یاد رہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک اور ساجھی ٹھہرانا سب سے بُری و خطرناک چیز ہے جو اللہ کے غضب اور عقاب کو واجب قرار دیتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُواْ ٱلۡعِجۡلَ سَيَنَالُهُمۡ غَضَبٞ مِّن رَّبِّهِمۡ وَذِلَّةٞ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَاۚ﴾

ترجمہ: (بے شک جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی ہی میں پڑے گی)[الأعراف: 152]

قبر کے پاس اور قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا بھی اللہ کے غضب نازل ہونے کا ذریعہ ہے، چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس قوم پر اللہ کا انتہائی غضب نازل ہوا جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد (سجدہ گاہ) بنا لیا''۔ (اس حدیث کو امام مالک نے روایت کیا ہے)۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو کھینچنے (اس میں شریک ہونے کی) کوشش کرے گا تو اسے اس کے ارادے کی مخالف چیز کے ذریعہ عذاب دیا جائے گا، نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''اس شخص پر اللہ کا انتہائی غضب نازل ہو جو اپنا نام ملک الاملاک (شہنشاہ) رکھتا ہے''۔ (اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ کریم و سخی ہے وہ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ بندے اس سے سوال کریں اور مانگیں، اور جو تکبر کرتے ہوئے اس سے اعراض کرتا ہے تو اس پر اللہ ناراض ہوتا ہے، چنانچہ نبی ﷺ فرماتے ہیں: ''جو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اس پر اللہ اپنا غضب نازل فرماتا ہے''۔ (اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ کفر کو نہ تو پسند فرماتا ہے اور نہ ہی اس سے راضی ہوتا ہے، اور بندہ جب کفر کا ارتکاب کرتا ہے تو اس پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے، اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿مَّن شَرَحَ بِٱلۡكُفۡرِ صَدۡرٗا فَعَلَيۡهِمۡ غَضَبٞ مِّنَ ٱللَّهِ وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيمٞ﴾

ترجمہ: (جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے) [النحل: 106]

معاشرے کی اصلاح ظاہر و باطن کی اصلاح میں مضمر ہے، اور جو شخص باطن میں برائی چھپائے رکھے اور ظاہر میں اس کے خلاف کا دکھاوا کرے تو ایسے شخص نے اللہ سے بدگمانی کی اور اس کے غضب کا مستحق ٹھہرا، چنانچہ اللہ رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿وَيُعَذِّبَ ٱلۡمُنَٰفِقِينَ وَٱلۡمُنَٰفِقَٰتِ وَٱلۡمُشۡرِكِينَ وَٱلۡمُشۡرِكَٰتِ ٱلظَّآنِّينَ بِٱللَّهِ ظَنَّ ٱلسَّوۡءِۚ عَلَيۡهِمۡ دَآئِرَةُ ٱلسَّوۡءِۖ وَغَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِمۡ وَلَعَنَهُمۡ وَأَعَدَّ لَهُمۡ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرٗا﴾

ترجمہ: (اور تاکہ ان منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرکہ عورتوں کو عذاب دے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانیاں رکھنے والے ہیں، (دراصل) انہیں پر برائی کا پھیرا ہے، اللہ ان پر ناراض ہوا اور انہیں لعنت کی اور ان کے لیے دوزخ تیار کی اور وہ (بہت) بری لوٹنے کی جگہ ہے) [الفتح: 6]

رسل چنیدہ اور برگزیدہ مخلوق ہیں اور جو انہیں ایذا اور تکلیف پہنچائے گا وہ اللہ کے انتہائی غضب کا مستحق ٹھہرے گا، نبی ﷺ فرماتے ہیں: ''اس قوم پر اللہ کا انتہائی غضب نازل ہو جس نے اللہ کے نبی کے

رخِ مبارک کو خون آلود کر دیا''۔ (اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)۔ اور سب سے بد بخت مخلوق وہ ہے جسے نبی قتل کریں، جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''اس شخص پر اللہ کا انتہائی غضب نازل ہو جسے نبی نے قتل کیا''۔ (اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)۔

جو شخص اللہ کے بندوں میں اس کے اولیاء، صالحین اور نیک لوگوں کو ناراض کرتا ہے تو اس پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے، چنانچہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''اگر تم نے ان کو ناراض کر دیا'' یعنی صحابہ کرام کی جماعت ''تو تیرے اوپر تیرے رب کا غضب نازل ہو گا''۔ (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)۔

مصائب و تکالیف کے وقت جزع فزع کرنا اور رونا دھونا اللہ کی تقدیر کو نہیں ٹالتا، اور ایسا کرنے والے کو اسی کے جیسے عمل کے ذریعہ بدلہ دیا جاتا ہے، چنانچہ نبی ﷺ فرماتے ہیں: ''جو اس سے ناراض ہوا'' یعنی تقدیر سے ''تو اس پر اللہ کا سُخط اور ناراضگی نازل ہوتی ہے''۔ (اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے)۔

قول و عمل اور کردار و گفتار کے ذریعہ اللہ (کی راہ پر چلنے) سے روکنا اللہ کے عذاب کو واجب ٹھہراتا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَٱلَّذِينَ يُحَآجُّونَ فِي ٱللَّهِ مِنۢ بَعۡدِ مَا ٱسۡتُجِيبَ لَهُۥ حُجَّتُهُمۡ دَاحِضَةٌ عِندَ رَبِّهِمۡ وَعَلَيۡهِمۡ غَضَبٞ وَلَهُمۡ عَذَابٞ شَدِيدٌ﴾

ترجمہ: (اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی باتوں میں جھگڑا ڈالتے ہیں اس کے بعد کہ (مخلوق) اسے مان چکی ان کی کٹ حجتی اللہ کے نزدیک باطل ہے، اور ان پر غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے) [الشوریٰ: 16]

عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں: ''مومنین جو کہ اللہ اور اس کے رسول کو مان چکے، یہ لوگ ان مومنوں سے جھگڑتے ہیں تاکہ انہیں ہدایت یاب ہونے سے روک دیں، اور ان کی خواہش یہ ہے کہ یہ مومنین پھر سے جاہلیت کی طرف پلٹ جائیں''۔

جو اپنے علم کے تقاضوں کے مطابق عمل نہیں کرتا تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جن پر غضب کیا گیا، اور جن کے بارے میں مومنوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ اللہ ﷻ انہیں ان کے طریقوں پر چلنے سے بچائے رکھے، اور اللہ تعالیٰ نے والدین کی قدر و منزلت کی وجہ سے ان کے حقوق کو عظیم قرار دیا ہے، اور ان کی رضا کو اپنی رضا قرار دیا ہے اور ان کی ناراضگی میں اپنا سُخط اور ناراضگی رکھی ہے، جیسا کہ عبداللہ بن عمر کی روایت میں ہے کہ: ''رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے''۔ (اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے)۔

مسلمان کی جان معصوم اور محفوظ ہوتی ہے، اور جس نے کسی مسلمان کو ناحق قتل کیا تو وہ اللہ کے غضب اور لعنت کا مستحق ہو جاتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ خَٰلِدًا فِيهَا وَغَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُۥ وَأَعَدَّ لَهُۥ عَذَابًا عَظِيمًا﴾

ترجمہ: (اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے، اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے) [النساء: 93]

مسلمانوں کا مال محفوظ ہوتا ہے، جو کوئی کسی مسلمان کے مال کو زبردستی چھینتا ہے وہ سخت وعید کا مستحق ہو جاتا ہے، چنانچہ نبی ﷺ فرماتے ہیں: ''جو شخص جھوٹی قسم جان بوجھ کر اس لیے کھائے کہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان کا مال لے اور اس کی نیت بری ہو تو وہ اللہ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ اس پر نہایت ہی غضبناک ہوگا''۔ (اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)۔

عورت جب اپنے شوہر کے ساتھ لعان کرتی ہے—اور در حقیقت وہ جھوٹی ہوتی ہے۔ تو اس پر برابر اللہ کا غضب نازل ہوتا رہتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِن كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾

ترجمہ: (اور پانچویں دفعہ کہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اگر اس کا خاوند سچوں میں سے ہو) [النور: 9]

جو شخص ظلم کرنے پر کسی کی مدد کرے تو اس پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے، جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''جس نے کسی مقدمے میں ظلم کیا، یا ظلم کرنے میں (ظالم کی) مدد کی، وہ ہمیشہ الہ کی ناراضی کا مستحق رہتا ہے حتی کہ (اس گناہ سے) باز آجائے''۔ (اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے)۔

زبان بندوں کی میزان ہے اور اس سے نکلنے والا کلمہ کبھی بندے کی فلاح کا سبب ہوتا ہے تو کبھی اس کی ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے، جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی ایسی بات کہتا ہے جس کے بارے میں اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ اس کی وجہ سے اس کا وبال کہاں تک پہنچے گا، جب کہ اللہ اس کی اس بات کی وجہ سے اس کے حق میں اس دن تک کے لیے جس دن وہ اس سے ملے گا اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے''۔ (اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے)۔

دشمن سے لڑائی کے وقت میدان جنگ سے بھاگنا اللہ کے غضب کو واجب ٹھہراتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ﴾

ترجمہ: (اور جو شخص ان سے اس موقع پر پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لئے پینترا بدلتا ہو یا جو (اپنی) جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنی ہے، باقی اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے غضب میں آ جائے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا وہ بہت ہی بُری جگہ ہے) [الأنفال: 16]

نعمت کا حق یہ ہے کہ اس کا شکر ادا کیا جائے، اور اس نعمت کی ناشکری اور انعام کرنے والے (اللہ) کو بھول جانے کی سزا جلد ہی مل جاتی ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿كُلُواْ مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقۡنَٰكُمۡ وَلَا تَطۡغَوۡاْ فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيۡكُمۡ غَضَبِيۖ﴾

ترجمہ: (تم ہماری دی ہوئی پاکیزہ روزی کھاؤ، اور اس میں حد سے آگے نہ بڑھو ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا)[طه: 81]

جو شخص ایسا عمل انجام دے جس کی وجہ سے وہ اللہ کے غضب کا مستحق ٹھہرتا ہے تو ایسے شخص سے نفرت کرنا واجب ہے اور اس سے دوستی رکھنا حرام ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَوَلَّوۡاْ قَوۡمًا غَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِمۡ﴾

ترجمہ: (اے مسلمانو! تم اس قوم سے دوستی نہ رکھو جن پر اللہ کا غضب نازل ہو چکا ہے) [الممتحنة: 13]

بندوں کے اوپر یہ واجب ہے کہ وہ موت کے بعد (والی زندگی) کے لیے عمل کریں اور اس کی تیاری کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ میدان محشر میں بندوں پر انتہائی غضبناک ہوگا، اسی لیے انبیاء ، آدم، نوح، ابراہیم، موسی اور عیسی اس عظیم مقام پر کہیں گے کہ: "یقینا میرا رب (گناہ گاروں پر) آج اس درجہ غضبناک ہے کہ کبھی اتنا غضبناک نہیں ہوا تھا اور نہ آئندہ کبھی ایسا غضبناک ہوگا"۔ (اس حدیث کو امام بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے)۔ علامہ نووی فرماتے ہیں کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے انتہائی شدید غضب کا اثر: "اس انتقام کی صورت میں ظاہر ہوگا جو وہ اپنی نافرمانی کرنے والوں سے لے گا اور جو وہ اللہ کے دردناک عذاب کو دیکھیں گے، اور اہل مجمع ایسی خوفناک صورت حال کا مشاہدہ کریں گے کہ ویسی خوفناک صورت حال نہ اس سے پہلے کبھی وجود میں آئی ہوگی اور نہ کبھی مستقبل میں پیش آئے گی"۔

اللہ کی حمد وثنا کے بعد، اے مسلمانو:

اللہ تعالیٰ بڑا قوی، مضبوط اور زبردست ہے، اور اس نے اپنے بندوں کو اپنے سُخط اور ناراضگی سے ڈرایا ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَيُحَذِّرُكُمُ ٱللَّهُ نَفۡسَهُۥ﴾

ترجمہ: (اور اللہ تعالیٰ خود تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے)[آل عمران: 28]

اور بندے کے اوپر واجب ہے کہ وہ اپنے اوپر اللہ کے حلم و بردباری سے دھوکہ نہ کھائے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اگر کسی پر غضبناک ہو جائے اور عقوبت و سزا کی اجازت دیدے تو پھر اس کے فیصلہ کو ٹالنے والا کوئی نہیں، بندہ جب معاصی اور نافرمانی کے کام کر رہا ہو اور اس کے باوجود اس پر اللہ کی نعمتوں کی بارش ہو رہی ہو تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ اللہ کی طرف سے ڈھیل ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَأُمۡلِي لَهُمۡۚ إِنَّ كَيۡدِي مَتِينٌ﴾

ترجمہ: (اور میں انہیں ڈھیل دوں گا، بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے)۔ اور بندے اگر اللہ کی طرف پلٹ کر آجاتے ہیں تو وہ ان کے لیے توبہ اور خیر و بھلائی کے دروازے کھول دیتا ہے اور ان سے راضی ہو جاتا ہے۔[القلم: 45]

اَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم (میں راندے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں)۔

﴿أَفَمَنِ ٱتَّبَعَ رِضۡوَٰنَ ٱللَّهِ كَمَنۢ بَآءَ بِسَخَطٖ مِّنَ ٱللَّهِ وَمَأۡوَىٰهُ جَهَنَّمُۖ وَبِئۡسَ ٱلۡمَصِيرُ﴾

ترجمہ: (کیا پس وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے درپے ہے، اس شخص جیسا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لے کر لوٹتا ہے؟ اور جس کی جگہ جہنم ہے جو بدترین جگہ ہے)[آل عمران: 162]

اللہ تعالیٰ میرے لیے اور آپ تمام لوگوں کے لیے قرآن عظیم میں برکت عطا فرمائے۔۔۔

دوسرا خطبہ

اللہ تعالیٰ کے احسان پر اس کے لیے ہر طرح کی تعریف ہے، اور اس کی توفیق وامتنان پر اس کا بے پناہ شکر ہے، اور اللہ تعالیٰ کی عظمتِ شان کی توقیر کرتے ہوئے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، ساتھ ہی اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں، ان پر اللہ کا بھرپور درود وسلام نازل ہو اور ان کے آل واولاد اور ساتھیوں پر۔

میرے مسلمان بھائیو:

اطاعت وفرمانبرداری رحمن (اللہ) کی رضا اور خوشنودی لاتا ہے، اور جس کے ذریعہ بندہ اللہ کی رحمت کو پاتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ﴾

ترجمہ: (اور میری رحمت تمام اشیا پر محیط ہے، تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں) [الأعراف: 156]

اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت ہی ہے کہ اس کی رحمت اس کے غضب پر سبقت کر چکی ہے، نبی ﷺ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ایک تحریر لکھی کہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ کر ہے، چنانچہ یہ اس کے پاس عرش پر لکھا ہوا ہے"۔ (اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ کے غضب سے اس کی پناہ مانگنا، اللہ کی اجازت سے اس کے غضب سے بچنے کا ذریعہ ہے، اور نبی ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے: "اے اللہ! میں تیری ناراضی سے تیری رضامندی

کی پناہ میں آتا ہوں"۔ (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)۔ عقلمند مسلمان اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے، اور اپنے آپ کو ان چیزوں سے بچا کر رکھتا ہے جو اللہ کو غضبناک اور ناراض کرتی ہیں۔

جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

فہرست مضامین

پیش لفظ 5

توحید کی اہمیت 6

توحید کو لازم پکڑنے کا بیان 13

توحید کے ثمرات 27

کلمہ توحید کی فضیلت 39

اللہ تعالی کے نزدیک محبوب ترین عمل 56

اللہ تعالی کی عظمت کا بیان 67

اللہ تعالی کی تعظیم کا بیان 79

بندے کا اپنے رب کی معرفت حاصل کرنا 95

عقیدۂ مسلم 108

اللہ تعالی کی ذات سے اچھا گمان 116

عقیدۂ توحید کو بگاڑنے والے امور 132

اللہ تعالیٰ کے خوبصورت نام 148

اللہ تعالی کا نام: الحکیم 166

رب تعالیٰ کا غضب 179

فہرست مضامین 191

مؤسسة طالب العلم للنشر والتوزيع
0506090448

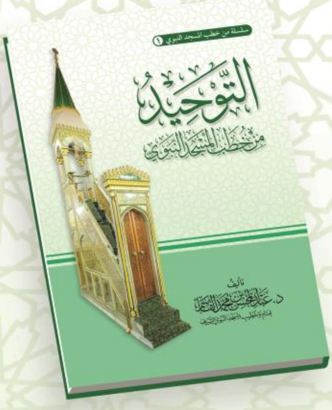

ہماری ریلیز کی

خطبات مسجد نبوی کی روشنی میں

اسلام کے ستون

ایمان کے ستون

نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپ کے صحابہ

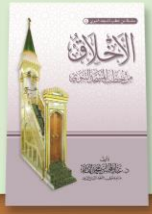

اخلاق